اطلاع سنی صاحبون کی خدمت مین عرض ہے کہ نہ تو اس کتاب کو خریدین نہ ملاحظہ فرمائین

معیار الہدیٰ

یہ کتاب مستطاب بجواب اظہار الہدیٰ مصنفہ خانصاحب جہانگیر خان جیو کے
جناب زبدۃ الحکماء وخلاصۃ الاطباء فخر المتکلمین سالکِ مسالک مہذبین
مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولوی حکیم السید افتخار علیصاحب دامت
فیوضہم نے کمال متانت وذہانت اور تحمل و وقار کے ساتھہ تحریر
فرمائی ہے حتی المقدور صبر وشکیبائی کو باتباع ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ
علیہم اجمعین کے ہاتھہ سے نہین دیا گو صاحبِ اظہار الہدیٰ نے جناب فاطمہ
دخترِ رسولِ خدا کو معاذ اللہ کافرہ تک لکھا ہی ہان بعض مواقع پر بقول انکہ ع
کلوخ انداز را پاداشِ سنگ است — بدین خیال کہ حضرت خانصاحب عجز پر محمول نفرماوین
جواب ترکی بترکی دیا ہے تاکہ مقولہ بھی صادق آجائی — اے ترکِ من ترکی تمام شد

مطبع یوسفی دہلی مین سید علی حسین کے اہتمام سے چھپا

رجسٹری شدہ ہے

محصول ڈاک ذمہ خریدار

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

معجزات هاشمی

طبع شد در مطبع یوسفی دهلی باهتمام سید علی حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علےٰ جزیل نعمائہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیائہ واصفیائہ اما بعد کمترین عزلت گزین خاکسار ذرہ بمقدار خادم مومنین مقلد مجتہدین بندہ افتخار علی ابن حکیم وزیر علی صاحب فیروز آبادی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہٗ خدمت بابرکت منصفان اہل ایمان وواقفان رموز ایقان مین گزارش کرتا ہے کہ جناب فضائل مآب مقبول بارگاہ رب الصمد جناب مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی وکیل جیپور نے ایک کتاب مسمی بہ انوار الہدیٰ حقیت مذہب شیعہ مین لکھکر چھپوائی تھی اُسکے جواب مین مولوی جہانگیر خانصاحب سنی المذہب شکوہ آبادی نے نہایت تعصب اور عناد کے ساتھ مجادلانہ طور پر ایک رسالہ مسمی بہ اظہار الہدےٰ تالیف فرمایا اور وہ رسالہ جبکہ مطبع گلشن علم اکبر آباد مین چھپکر تیار ہوا تو اُس رسالہ مذکور کو اِس حقیر سراپا تقصیر نے بھی اپنے دیکھنے کیواسطے منگایا جبکہ وہ رسالہ تمام وکمال میری نظر سے گزر چکا تو خاکسار کو مولوی جہانگیر خان صاحب کی زبان درازی اور ہجو نویسی پر غائت درجہ کا افسوس ہوا اور یہی خیال کیا کہ ایسے حضرات بیباک کی تحریرات بیہودہ اور مضامین خلافِ تہذیب کا جواب سوائے خاموشی کے اور کیا ہونا چاہئے لیکن میرے بعض احباب نے مجھسے یہ کہا کہ اگرچہ یہ رسالہ مولفہ جہانگیر اِس قابل نہین ہے کہ اُسکے جواب کی تحریر مین

کچھ سعی کیجائے لیکن شاہد مولوی شیخ احمد صاحب بھی طوعاً وکرہاً جواب الجواب ترکی بترکی تحریر فرمانی مین پہلوتہی نکرین اسواسطے کہ انکی مذمت مین مؤلف رسالہ مذکور نے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہین کیا علاوہ اسکے انکو اسبات کا بھی خیال ہوگا کہ مبادا عوام الناس یہ کہنے لگین کہ رسالہ جہانگیریہ کا جواب الجواب صاحب انوار الہدی سے نہوسکا مگر اس صورت مین یہ نہایت خوبی کی بات ہوگی کہ تم بھی ہماری خاطر سے کچھ مختصر طور پر اسکا جواب لکھنا شروع کرو تو ہرگز خالی فوائد ضروریہ سے نہوگا لہذا انکے اصرار سے نہایت اختصار کے ساتھ یہ ایک رسالہ لکھنا مینے منظور کیا اور اس رسالہ کا نام مین نے معیار الہدے رکھا خداتعالے اس رسالہ سے اسکے مطالعہ کرنیوالے کو نور ایمان سے منور اور مستفیض کرے اور جو کہین سہو یا غلطی کہ عوارض بشریت سے ہے اس رسالہ مین رہ گئی ہو اسکو ناظرین باتمکین نوازش فرماکر صحیح اور درست کردین اور اگر تمام عبارت مسطورہ کو صحیح اور سالم پاوین تو خاکسار کو دعاء خیر سے یاد فرماوین فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ واضح ہو کہ حضرات شیعہ صرف فضائل اصحاب باصفاہی کا انکار نہین کرتے بلکہ کمال کتاب اللہ مین بھی نقصان کا اقرار کرتے ہین نعوذ باللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ برین عقل و دانش بباید گریست - انسے کوئی پوچھے کہ جب تم ذلک الکتب لا ریب فیہ کو بھی ازراہ سوء اعتقادی اور غلط فہمی کے ناقص اور بیاض عثمانی کہتے ہو تو پھر تمہارا اصول مذہب کسطرح سے صحیح ہوسکتا ہے مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - بڑا تعجب تو یہ ہے کہ بعد مرور زمانہ اصحاب ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حضرت مظہر العجائب کرم اللہ وجہہ نے کہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اُن کی شان مین ناطق ہے کیون نہ تحریف اور بے ترتیبی کلام الہی کو درست کیا اب تو قید تقیہ سے بھی آزادی حاصل ہو چکی تھی مزید بران دیگر ائمہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس کار خیر مین کہ مدار اسلام کا اسی پر موقوف تھا کچھ خیال نہ فرمایا اس صورت مین تو قضیہ منعکس پایا جاتا ہے بلکہ بہت بڑا جرم خطا اور بعید جفا بہ نسبت ائمہ کرام کے لازم آتی ہے - یقول المتمسک بولایۃ الآل - سبحان اللہ جناب خانصاحب آپ کی بھی کیا فہم و فراست اور عقل و کیاست ہے

کہ اگر اس حدتِ ذہن و رسا پر ہزارہا حکمائے یونان کی جانین قربان کیجائین تو بیجا نہین اور اس طریقۂ برہان
پر اگر بوعلی سینا روحی لک الفداء کہین تو چندان تعجب نما نہین دلائل کیا ہین دُرِ بے بہا ہین۔ براہین
کیا ہین ماشاء اللہ محققین کے لئے سرتا پا مہذب اور راحت افزا ہین خدا نکرے کہ سوائے آغا صاحب بہادر کے
اور کسی کو اس قسم کے دلائل ساطعہ و براہان قاطعہ سوجھین البتہ اہلِ انصاف کو نہایت افسوس ہوتا ہے کہ
اس قسم کی دلیلہائے لاجواب کے جواب تحریر کرنے مین اپنی عمرِ عزیز چند روزہ کو ضائع کرین۔ ؎
آنست جوابش کہ جوابش ندہی۔ لیکن کیا کیجئے کہ عوام کالانعام نہین سمجھتے اور ترکِ جواب کو محمول
عجز پر کرتے ہین لہذا بالاجمال کچھ گزارش خدمتِ شریف کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جناب والا ہم بھی مثل
آپ کے اسی طور سے کہتے ہین کہ حضرات اہل جماعت صرف فضائل اور متمسک ہونے اہلبیت اطہار علیہم التحیۃ
والثناء ہی کا انکار نہین کرتے بلکہ کمال درجہ کتاب اللہ مین بھی نقصان اور زیادتی کا اقرار کرتے ہین
نعوذ باللہ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔
ان سے پوچھیے کہ تم ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ کو ہی از راہ سوء اعتقاد اور غلط فہمی کی اپنے پیشوایان
دین کی وقعت اور تُزک بڑھانیکے واسطے بیاضِ عثمانی اور بیاضِ عمری کہتے ہو اور اسکو تحریک اور تبدیل
سے خالی نہین سمجھتے ہو تو پھر تمہارا اصول مذہب کسطرح سے صحیح ہو سکتا ہے دیکھو جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے کتاب اللہ اور عترت دونو کے تمسک ہونے کیواسطے اپنی اُمّت کو وصیت فرمائی تھی
اور اس وصیت نبوی کو تمہارے عبد العزیز صاحب دہلوی نے بھی اپنے تحفہ مسروقہ مین زیبِ رقم
فرمایا ہے اور پھر طرفہ تر یہ ہے کہ تمہاری ہی بیسیون مستند کتابون سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے
کہ پہلے تمہارے پیشوایانِ دین یعنی حضراتِ ثلاثہ نے عترت رسول اللہ کو اسقدر ستایا کہ نانِ شبینہ کا
اُنکو محتاج کر دکھایا اور حکومتِ ظاہری کو ظلم و جفا کے ساتھ اُن کے گھر سے اپنے گھر مین منتقل کیا اور
جناب فاطمہ دخترِ رسول اللہ تمہارے شیخین سے اسقدر ناراض رہین کہ تا حیات خود اُنسے بات نہ کی اور نہ

اپنے جنازہ پر حاضر ہونے کی اُن کے واسطے اجازت دے گئین بعد مین آپ کے صبتی لوگون نے جنگ جمل کی بنیاد حضرت امیرؑ کی عداوت پر قائم کی اور حضرت معاویہ صاحب کا طوفانِ بے تمیزی اوٹھانا تو شائد کسی عاقل پر پوشیدہ نہوگا اور آپ کے پیرزادہ یزید بن معاویہ نے تو آپ کے شیخین کی تقلید کے سبب سے وہ غضب برپا کیا کہ تمام خاندان رسول اللہؐ اور ذریتِ سیدۃ النساءؑ کو نہایت ظلم و ستم کے ساتھ تیغ بیدریغ کراکے برباد اور تباہ کردیا اور اِس مصیبت عظیم کے واقع ہونے پر زمین و آسمان تک چالیس شبانہ روز روئے اور ہنوز تمکو بھی بتقلید اُن چارین مفسدین کی اسقدر عداوت باقی ہے کہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے اقوال پر عمل نہین کرتے ایک ایسی بات پر صدق و کذب دعوئے فریقین ظاہر ہوا جاتا ہے بھلا ایک بھی مسئلہ ایسا فرمادیجیے کہ جسمین اہل سنت نے دامن ابو حنیفہ اور امثال اُنکے کا چھوڑا ہو اور کسی امام معصوم علیہ الصلواۃ والسلام کا اتباع کیا ہو دیکھو ایک یہ تمہارے بہت بڑے محدث اسماعیل بخاری گزرے ہین کہ جسنے ایک حدیث بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نہین روایت کی صحیح بخاری حضرت اہل سنت کے نزدیک بعد بلکہ قبل کتاب باری شمار کیجاتی ہے اُسکو نکال کر ورق ورق دیکھیے کہ آیا کوئی حدیث امام جعفر صادق علیہ الصلواۃ والسلام سے بھی نقل کی ہے حالانکہ چار ہزار راویون نے آنحضرت سے اخذ احادیث کیا اور تمہارے حافظ شمس الدین ذہبی نے کتاب مغنی مین ذکر آنحضرت کا ضعفاء اور مجاہیل مین کیا ہے اور کہتے ہین کہ اسی سبب سے خارج کیا ہے اُنکو امام بخاری نے ملا جلال الدین دوانی شرح عقائد عضدیہ مین اسطرح تحریر فرماتے ہین کہ فرقہ ناجیہ تہتر مین سے طائفہ اشعریہ ہے اسلئے کہ عمل اُنکا اوپر اُن احادیث صحیحہ کے ہے کہ جناب رسولخداؐ اور اُنکے اصحاب سے منقول ہین اور ظواہر احادیث سے تجاوز اور اپنے عقول پر اعتماد نہین کرتے مثل معتزلہ کے اور نہ احادیث غیر اصحاب پر عمل کرتے ہین مثل شیعون کے کہ یہ متابعت کرتے ہین اُسکی جو اپنے امامون سے روایت پاتے ہین بسبب اسکے کہ معتقد اُنکی عصمت کے ہین۔ اِس مقام پر ذرا نظر انصاف کرنا چاہیے کہ سلف نے تو حضرات اہل سنت کی

عترت رسول اللہ کا وہ حال کیا کہ جو قبل اس تسطیر کے گزارش کیا اور اون کے خلف نے بر مسائل اصلیہ وفرعیہ میں تقلید ابو حنیفہ کوفی وغیرہ کو اپنی ذات پر لازم اور منحصر کر کے احکام اہلبیت علیہم سلام کو سراسر غلط جانا۔ اب قرآن مجید کے ساتھ جو کچھ کہ آنحضرت نے کیا اُسکو بھی ہم اُنہیں کی کتب معتبرہ سے ثابت کرتے ہیں دیکھو تاریخ خمیس شیخ حسین دیار بکری کی جلد دوم کو کہ اُس میں صاف طور سے لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے قرآن ابن مسعود اور قرآن اُبی ابن کعب کو آگ سے جلوا دیا اور خاکستر کو اُس کی خاک میں ملوا دیا اور اگر تاریخ کی کتاب کا تمکو اعتبار نہو تو اپنی مشکوٰۃ شریف کا تو اعتبار کروگے اُسمیں ہی اس معاملہ کو ملاحظہ کرلو اور علاوہ اُسکے کتاب استیعاب میں ابن عبد البر الکی سُنّی نے بھی اسطرح سے لکھا ہے قالت عائشۃ یحق عثمان لعن اللہ نعثلاً قتل اللہ نعثلاً وھکذا اقتلوا احراق المصاحف پس جاننا چاہیے کہ نقصان بلکہ زیادتی قرآن کی روایات تو حضرت اہل سنّت وجماعت کی کتب میں اسقدر موجود ہیں کہ جنکی تحریر کرنیکو ایک دفتر چاہیے لیکن اسجگہہ پر مختصر طور سے چند روایتیں اُنکے کتب معتبرہ صحیحہ سے نقل کرتا ہوں جیسا کہ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر اتقان میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ سورہ احزاب کو جناب رسولخدا کی حیات میں ہم تلاوت کیا کرتے تھے اور اُس میں دو سو آیتیں تھیں مگر عثمان نے اپنی عہد حکومت میں تہتر آیات باقی رکھیں اور کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اسطرح لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن عمر مکروہ جانتے تھے اس امر کو کہ کوئی شخص کہے کہ پڑھا ہے میں نے قرآن سارا اور فرماتے تھے کہ اس قرآن میں ایک قرآن ہے کہ اُٹھالیا گیا ہے اور تفسیر دُرِّ منثور میں یوں لکھا ہے کہ ابن عمر کہتے تھے کہ اس قرآن میں سے قرآن کثیر جاتا رہا ہے اور کتاب مستدرک میں حذیفہ سے یہ روایت ہے کہ سورہ برات کا اب چہارم حصّہ بھی نہیں پڑھا جاتا اور صحیح بخاری اور موطا مالک میں حضرت عمر سے یہ روایت ہے کہ آیۂ رجم قرآن میں موجود تھی لیکن اس خوف سے کہ آدمی کہنے لگیں کہ عمر نے قرآن میں زیادہ کردیا ہے

اسواسطے مین اس آیت کو قرآن مین ثابت نہین کرسکتا اور یہ بھی اہل سنت ہی کی روایتون سے ثابت ہے کہ قرآن کے الفاظ اور لفظون سے بدل گئے ہین جیسے فامضو کی جگہہ فاسعو لکھدیا ہے اور تستأذنوا کی جگہہ تستأنسوا بنادیا ہے چنانچہ موطاء مالک مین مذکور ہے کہ سورۂ جمعہ مین فامضو کی جگہہ فاسعو لکھا گیا ہے اور مسلم نے اپنی کتاب مین علقمہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا کے زمانہ مین سورۂ واللیل کو اسطرح پڑھا کرتے تھے وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی اسمین وماخلق کا لفظ زیادہ کردیا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اسطرح لکھا ہے کہ ابن مسعود کی مصحف مین آیہ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ تھا اس آیت مین سے لفظ آل محمد کو نکالڈالا اور سوائے اسکے ایسیہی توقیر اور عزت قرآن مجید کی حضرات اہل سنت کے نزدیک جسطرح کی ہے وہ بھی گزارش کیجاتی ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان جو کہ سنیون مین نہایت معتبر ہے اُس مین یون لکھا ہے کہ واسطے شفاء مرض کے پیشاب سے لکھنا قرآن کا جائز ہے نعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرات اہل سنت اپنے ہان کی روایتون پر قرآن کے مقدمہ مین نظر نہین کرتے اور ہمپر طرح طرح کے طعن کرتے ہین کہ اُن کے نزدیک کلام اللہ مین سے بہت ساجاتا رہا ہے اور یہ قرآن قابل اعتبار نہین ہے یہ بھی وہ ہی مثل ہوئی کہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانڈے شیعون کا اعتقاد تو قرآن کے مقدمہ مین یہ ہے کہ یہ قرآن جو کہ اس زمانہ مین موجود ہے یہی قرآن منزل من اللہ اور واجب التعظیم ہے نہ اس سے کم ہے نہ اس سے زیادہ ہے اور جو روایتین کہ ہماری کتب مین قرآن کے ناقص ہونے پر وارد ہین وہ ازجملہ آحاد ہین اُنکا ہمکو یقین نہین ہوسکتا اور اُنکی تاویل بھی ہوسکتی ہے اور مذہب ہمارے علماء محققین کا بھی یہی ہے چنانچہ مولانا محمد محسن کاشانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب منہاج النجاۃ مین یون لکھا ہے کہ تحقیق یہ قرآن بعینہ وہ ہی ہے جو درمیان دو پٹھون کے آدمیون کے ہاتھ مین آجکے دن موجود ہے اور

اسیطرح ابن بابویہ قمیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ اعتقادیہ مین زیب رقم فرمایا ہے اور انکی اس عبارت کتاب کو
جناب مولوی جہانگیر خانصاحب آپ نے بھی اپنے رسالہ اظہار الہدیٰ مین کہ جسکو ضلالت نامہ کہنا چاہیے
اُس مین بجنسہٖ دلائل نقل فرمایا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم آگے چلکر آپ کی اُس تحریر کا مع جوابات کافی و وافی
کے پیش ناظرین کردین گے اور تمہاری کتب مین جو کہ روایات نقصان قرآن مین بکثرت وارد ہوئی ہین وہ
سب متواتر ہین اُنکا تم کچھ عذر اور حیلہ ہی نہین کر سکتے اور اگر تم اس راہ سے دوسرے راہ پر قدم بڑھاؤ
اور اپنی عناد باطنی کے سبب سے یہ کہنے لگو کہ شیعونکے نزدیک ترتیب اس قرآن مروّج کے مطابق تنزیل کی
نہین ہے تو یہ تمہارا کہنا بھی فضول ہے پہلے تمکو چاہیے کہ تم اپنے کسی ولیِ کامل سے صاحب تفسیر اتقان
کو زندہ کراکے یہ دریافت کرو کہ جناب شیخ صاحب آپنے تفسیرین تو کئی اس قرآن مروّج پر تحریر فرما دین
لیکن آپنے دمِ تحریر یہ خیال نہ کیا کہ ترتیب اس قرآن مروّج کی مطابق تنزیل کے نہین ہے جیسا کہ آپ خود
اپنی تفسیر اتقان مین رقم فرماتے ہین کہ پہلے قرآن مین سورہ اقراء نازل ہوئی تھی تو پھر آپنے کسواسطے
سورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی تفسیر پہلے لکھنی شروع کی اور اگر وہ تمہارے جواب مین یہ کہین کہ اس
ترتیب مروجہ پر تفسیر لکھنے مین نقصان عمل درآمد کا بظاہر ایسا نہین ہو سکتا کہ جس پر پرہیز کیا جاوے
آخر یہ بھی تو کلام خدا واجب التعظیم اور واجب العمل منزل من اللہ ہے تو ہم بھی یہی جواب دیوین گے
اور علاوہ صاحب تفسیر اتقان کے تمہارے اکثر مفسر اسبات کے بخوبی قائل ہوئے ہین کہ پہلے قرآن مجید
مین سورہ اقراء نازل ہوئی پھر مدثر پھر مزمّل کا نزول ہوا اور مدنی سورتو نمین پہلے ویل للمطففین
نازل ہوئی اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو تمہارے مولوی عبد العزیز صاحب بھی اپنے تحفہ مین ختم
ہونے قرآن پر بخوشی خاطر تسلیم کرتے ہین بلکہ وہ تو اپنی سوء اعتقادی سے مسدود ہونا جمیع امورات
دینیہ کا مطلقاً تحریر فرماتے ہین اور ابن عبد البر مالکی سُنّی نے اپنے کتاب استیعاب مین محمد بن سیرین سے
اسیطرح روایت کی ہے کہ جب لوگون نے حضرت ابو بکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت مین

تاخیر کی اور اپنے گھر مین بیٹھ رہے پس حضرت ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ کیون دیر کی تمنے میری بیعت مین آیا کراہیت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے۔ پس فرمایا حضرت نے کہ کراہیت تو نہین کی مینے لیکن قسم کھائی ہے مینے کہ نہ اوڑھونگا اپنے ردا کو سوا وقت نماز کے جبتک کہ جمع نکرلون قرآن کو کہا ابن سیرین نے کہ روایت پہنچی مجھکو کہ آنحضرت نے جمع کیا قرآن کو موافق اُسکے کہ نازل ہوا تھا اور اگر ہاتھ آتا وہ قرآن تو البتہ اُس سے علم کثیر حاصل ہوتا اور اس روایت کو صاحب صواعق محرقہ و صاحب تاریخ الخلفا نے بھی اپنی کتب مذکورہ مین نقل کیا ہے اور ترجمہ مشکواۃ مین باب فضائل قرآن پر شاہ عبدالحق دہلوی یون رقم فرماتے ہین کہ امیر المومنین علی نیز جمع کرد قرآن را بہ ترتیب نزول و گفتہ اند اگر آن مصحف معمول شدے و مشہور گشتے علم کثیر از آن حاصل شدے کہ معرفت ناسخ و منسوخ است۔ اور تمجو یہ کہتے ہو کہ حضرت امیر نے اپنے عہد خلافت مین بے ترتیبی کلام الہی کو درست نہ کیا سو اسکا جواب تمکو محمد بن سیرین وغیرہ کی روایات مذکورہ سے بخوبی ملگیا کہ حضرت امیر نے عہد حکومت سے بھی پہلے بعد وفات جناب رسولخدا کے کلام الہی کو مطابق تنزیل کے جمع کیا اور اُس قرآن کے جمع کرنیکا حال حضرت ابوبکر پر بھی بخوبی ظاہر کر دیا اور کہلا بھیجا کہ مین قرآن مجید کو جمع کر رہا ہون اور اس بات کو ایسا واضح کیا کہ محمد بن سیرین تک کو یہ خبر صحیح ملگئی کہ حضرت مظہر العجائب نے قرآن مجید کو مطابق تنزیل کے جمع کیا لیکن یہ امر کہ اُمت کو حضرت نے کیون ندیا پس اسکی کتب اہل سنت سے بہت سی وجوہ پائی جاتی ہین بنظر اختصار اُنکو ترک کیا گیا لیکن منجملہ آن وجوہ کے ایک وجہ اُسکی یہ ہے کہ اُس قرآن شریف مین نام بنام مذمت صحابہ منافقین فاریین کی مندرج تھی تو چونکہ حضرت اُسوقت اکثر امور مین تقیہ کرتے تھے اس سبب سے شاید حضرت نے زیادہ کوشش اُسکی رواج دینے مین نکی ہوگی چنانچہ اسی کے مطابق روایت برنطی مین بھی وارد ہوا ہے دفع الی ابوالحسن علیہ السلام

مصحفا وقال لاتنظر فیہ ففتحتہ وقرأت فیہ لم یکن الذین کفروا فوجدت

فیھا اسم سبعین رجلا من قریش باسمائھم واسماء ابائھم یعنی برنطی کہتے ہین کہ ابو الحسن علیہ السلام نے مجھکو ایک مصحف دیا اور فرمایا کہ اِسکو نہ دیکھنا پس مین نے کھولا اُسکو اور پڑھا اُس مین آیہ لم یکن الذین کفروا کو پس پایا مین نے اُسمین نام ستّر آدمیونکا قریش سے مع اُن کے آبا کے نامون کے پس کہلا بھیجا حضرت نے کہ اُس مصحف کو میرے پاس بھیجدے اور جلال الدین سیوطی کی کتاب الاتقان فی علم القرآن اور دُرِّ منثور وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے سورتین کم ہوگئین بسبب اسکے کہ اُسمین مذمت صحابہ کی تھی چنانچہ سورۂ توبہ مثل سورۂ بقر کے تھا اور یہ سورہ سورۂ عذاب اور سورۂ فاضحہ کہلاتا تھا یہانتک کہ حضرت عمر خود فرماتے تھے کہ ہمکو ظن تھا کہ ہم مین سے کوئی نہ بچیگا مگر یہ کہ اسکے بارہ مین کچھ نہ کچھ من باب الذم وارد ہوگا انتہی۔ اور اسپر بھی اکثر کتب معتبرہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت امیر واسطے اتمام حجت کے اپنی ترتیب دیے ہوئے قرآن کو لیکے مجمع صحابہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ قرآن موافق اُسکے ہے جیسا کہ نازل ہوا تھا اسکو تم لے لو پس حضرت عمر نے کہا کہ ہمکو اسکی کوئی حاجت نہین ہے پس حضرت نے فرمایا کہ تم اسکو پھر کبھی نہ دیکھوگے اور یہ فرماکر مع اُس قرآن شریف کے حضرت واپس آئے اب اسمین اگر قصور ہے تو خلیفہ ثانی کا یا اور لوگونکا ہے حضرت امیر پر جتنا کہ واجب تھا اُسکو ادا فرما چکے۔ اور علاوہ اسکے حضرت عثمان نے اپنی ترتیب دلوائے ہوئے قرآن کے رائج ہونیکے سبب سے بعضے جامعان قرآن یعنی ابن مسعود وغیرہ کو نہایت درجہ کی تکلیف پہنچائی اور اُنکی ترتیب دئے ہوئے قرآن کو آگ سے جلوانے مین کچھ خوف وخطر نہ کیا اور جز حرف واحد سبعہ احرف قراءت قرآنی کو نیست و نابود کردیا اور اگر اس صورت مین حضرت عثمان کو جناب امیر کی ترتیب بھی ہاتھ لگ جاتی اور اسکو وہ زیادہ رائج پاتی تو کاہیکو اسکو سلامت چھوڑتی جیسا کہ وہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے پاس ہنوز موجود ہے اور حضرت امیر نے اپنے اُس قرآن جمع کیے ہوئے کو اپنے عہدِ خلافت مین بسبب انتظام صحیح نہونے خلافت کے رائج نہ کیا اور حضرت امیر ہمیشہ منتظر اسی بات کے رہتے تھے کہ تمام لوگ ہماری طرف متفق ہوجاوین تو ہم اپنے جمع کیے قرآن کو رواج دین لیکن جناب امیر جس روز سے کہ برسر حکومت ہوئے

اُسی روز سے لوگون نے بغض و حسد کے سبب سے شرّ و فساد برپا کرنا شروع کیا پہلے تو حضرت ام المومنین عائشہ نے مکہ معظمہ سے مع ہمراہ منافقین و مرتدین کے جنگ کرنیکی جہت سے خروج کیا۔ ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ بعد مین آپکے معاویہ صاحب نے تا دم زیست جناب امیرؑ کے بلکہ تا زمانہ جناب امام حسن علیہ السلام کے قتل و قتال و جنگ و جدال قائم کرنیکو بہت کچھ پسند کیا اور یہ بات تو سنیونکی اکثر کتب معتبرہ بخاری وغیرہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ جسوقت مین تابعیون نے آنکہ جناب امیرؑ سے یہ عرض کیا کہ آپ اپنے عہد خلافت مین ہمکو کوئی اپنے طور پر حکم دیجئے تاکہ ہم لوگ اُسکے بجالانے کی فکر اور کوشش کرین لیکن حضرت امیرؑ نے اُن کو یہ جواب دیا کہ جسوقت تک ہم ان جھگڑون اور فسادونسے بخوبی فراغت حاصل نہ کرینگے اُسوقت تک ہم تمکو اپنے طور پر کچھ حکم نہین دے سکتے اب تم جسطرح کارگذاری کرتے ہو کئے جاو انتہیٰ پس ہمارے اس قول کی صداقت کہ جناب امیرؑ کو مفسدین غادرین نے عہد حکومت مین بھی کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیا اور اسی جنگ و جدال کے سبب سے انتظام امور خلافت بھی قائم نہوا دیکھو اسی بات کو مولوی شاہ عبد العزیز صاحب بھی اپنے تحفہ کے صفحہ ۳۲۶ پر باب مطاعن عثمان مین بعبارت فارسی اسطرح رقم فرماتے ہین۔ وقتیکہ حضرت امیر سریر آرائے خلافت راشدہ و پیغمبر شد لقد رمقدور در تسکین فتنہ و دفع مخالفان کہ طلحہ و زبیر و ام المومنین عائشہ صدیقہ و یعلی بن اُمیہ و ابو موسیٰ اشعری و دیگر صحابہ کرام بودند کوشش و سعی فرمودہ از قتل و قتال و جنگ و جدال باایشان باک نمودہ مگر چون تقدیر مساعد نشد و انتظام امور خلافت صورت نبست انتہیٰ۔ اب فرمائیے کہ وہ کونسا زمانہ سلطنت حضرت امیرؑ کا تھا کہ جس زمانہ مین فرصت سے بیٹھکر اپنے قرآن جمع کئے ہوے کا رواج قائم کرتے اور دیگر ائمہ ہدا علیہم السلام کے تو زمانہ مصیبت کو جناب خان صاحب آپ بھی جانتے ہونگے کہ خلفاء بنی امیہ و بنی عباس نے انکے ساتھ ظلم و جفا کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھ چھوڑا اور جو صورت ہین کہ جناب امیرؑ نے بعد وفات جناب رسول خدا صلعم کے قرآن مجید کو جمع کرکے اُسکا اعلان کر دیا اور تمہارے حضرات ثلاثہ اور اُن کے تابعین نے اُس قرآن مجید

پر عمل نہ کیا یہانتک کہ خود جامع قرآن یعنی قرآن ناطق جناب امیر علیہ السلام کے خلیفہ وقت ہونے پر راضی نہوئے اور جو کہ بیعت غدیر خم مین بموجب ارشاد جناب رسول الثقلین کے کر چکے تھے اُسکا بھی کچھ پاس و لحاظ نکرکے نکث بیعت کرنا اختیار کیا تو پھر دیگر ائمہ ہدائے علیہم السلام پر اعادہ کرنا اسکا کیا ضرور تھا یہ تو تبلاؤ کہ وہ کونسی بات صحیح تھی کہ جو ظاہر نہ ہوچکی مگر غور کرو کہ وہ کیسے تمہارے حضرات ثلاثہ تھے کہ جنہون نے اُسکو قبول ہی نہ کیا اور اگر ہمارے ائمہ انام نے اپنے شیعون کو زمانہ غیبت مین بنا بر ضرورت اور اضطرار کے اس ترتیب قرآن مروج پر حکم عمل کرنیکا دیا تو اسمین کونسا حرج واقع ہوا یہ بھی تو وہ ہی قرآن خدا ہے کہ جو پیغمبر صلعم پر نازل ہوا تھا اسکی تنزیل مین تو کچھ بھی فرق نہین ہے اور ترتیب جو مطابق تنزیل کے نہین ہے تو ائمہ نے ہمارے واسطے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ ترتیب نافع اور منافی عمل بھی نہین ہو سکتی اور اسی سبب سے ائمہ ہدائے علیہم السلام بھی اُسپر عمل کرتے تھے اور اسی باعث سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بھی تفسیر اسی پر ارشاد فرمائی ہے اور تم نے جو یہ فرمایا کہ ائمہ پر ترتیب صحیح نہ کرنیکا بہت بڑا جرم رہا سو اُسکا جواب قبل اسکے تمکو بخوبی ملگیا۔ اور فرقہ حقہ شیعہ سے ایسا کوئی شخص نہین ہے کہ جو فضائل اصحاب مخلصین رسول اللہ کا منکر ہوا ہو اگر شیعہ منکر فضیلت مین تو اصحاب مرتدین و منافقین کے منکر ہین اور اصحاب مرتدین و منافقین کے فضائل اور مناقب بیان کرنا اور انکو اپنا ہادی اور پیشوائے دین جاننا یہ تو سُنیونکا کام ہے شیعہ تو اس عقیدہ سے نہایت درجہ کے نفرت رکھتے ہیں۔ **قَالَ الْمُرْتَابُ فِی الضَّلَالِ** چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ لہذا موقع مناسب معلوم ہوتا ہے کہ واسطے افادہ خاص و عام کی ایک مختصر تالیف ترتیب دیجائے کہ واقف اس اختصار درشار کو قدرت مقابلہ گروہ مذبذب و متعصب سے حاصل ہوجاوے چونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ باطن اس فیہ کا ہر حالمین خالی از فساد نہین تاہم بعض اہل سنت از راہ جہالت کے شریک مجالس و محافل ناروا و ناسزا کہ شرعاً و عرفاً ممنوع و نامشروع ہے ہوتے ہین اور تعزیہ

بنانے اور مرثیہ سُننے پر مرتے ہین حالانکہ ہر کہ و مہ بخوبی جانتا ہے کہ نجات شیعانِ پاک کی تو تبرّے
ہی پر موقوف ہے اسی سبب سے یہ فرقہ بصفت تبرّائی موصوف ہے پس حتی الامکان اہل سنّت و الجماعت
کو واجب بلکہ فریضہ تر ہے کہ جلسۂ ناجائز سے اجتناب قبول کرین اسلیئے کہ کوئی امام بارہ محبانِ اہلبیت
کا ایسا نہین ہے کہ جسمین علانیتًا یا خفیتًا تبرّانہ پڑھا جاتا ہو اور کوئی کتاب شیعانِ پاک کی ایسی نہین
کہ جسمین اصحاب باصفا کی نسبت بُرا نہ لکھا ہو اگرچہ مرثیے بھی اس رموز سے خالی نہین ہوتے مگر شائقین
مجالس سیّد الشہداء کہ عاشقِ مضمون شاعری شعرا رکذّاب مرثیہ خوان کے ہین ہرگز بسبب مخاطب ہونے
مذاق شاعری کے اون رموز ونکو نہین سمجھتے بلکہ ایسے واہیات وخرافات کی اتباع مین تارک
صوم و صلواۃ ہوکر اپنے دُنیا اور عقبے خراب کرتے ہین قطع نظر اصحاب ثلٰثہ کے نام پر چونپر لکھکر زیر فرش
رکھدینا اور آٹھوین تاریخ کا حلوا جسپر تبرّا پھونکتے ہین دھوکہ سے سنّی کو کھلا دینا یہ تو شیعون کے
نزدیک افضل العبادات ہے حیف صد حیف یہ کیسی غفلت اور بے تمیزی ہے کہ باوجود ایسی
حرکات ناملائم حضرات شیعہ کے تسنّن اپنے دین و ایمان کی حفاظت نہین کرتے ہین بلکہ بسبب
تقلید اعمال و افعال نادرست اُنہون کے گٹھری معاصیت اپنے سر پر رکھتے ہین حق یہ ہے کہ موافق
اس مذہب کا مطابق حدیث من تشبہ بقوم فھو منہم مستحق نار ہے اور مخالف اس ملت
کا موافق خبر صحیح من سلک علی طریقی فھو الیّ مبشر رحمت غفّار کا ہے آمدم برسر مطلب
اے اثنا عشریہ پنبۂ غفلت کو گوش ہوش سے دور کرو اور بادلِ حضور اثبات صحت قرآن پاک
اور فضائل اصحاب صاحب لولاک کے سُنو یقول المتمسک بولایۃ الآل
جناب خانصاحب ہمکو آپ کی اسطرح کی تحریرات و تقریرات سے دو طرح کا گمان پیدا ہوتا ہے ایک یہ
آپنے شاید اپنی نظر رحمت اثر سے کوئی مشرح اور مفصل اثنا عشریہ کی کتب کلامیہ سے خصوصًا
جوابات تحفۂ عبد العزیزیہ وغیرہ ملاحظہ نہین فرمائے اگر کوئی کتاب اُن کُتب مذکورہ مین سے آپکی نگاہ

سے گزر جاتی تو مین خیال کرتا ہون کہ آپ کو اپنے رسالہ اظہار الہدیٰ کے تالیف کرنے کی ہرگز ہمت نہوتی اور دوسرا ظن ہمارا یہ ہے کہ اگر آپکی سمجھ مین باوجود مطالعہ کُتب کلامیہ اثنا عشریہ کے بھی اسقدر بے انصافی اور حق پوشی باقی رہی تو ضرور مرضِ کمبخت دماغی خلط فاسد سوادی نے آپکو ستایا ہوگا اور آپنے بباعثِ بخل اور کم ہمتی کے اطبار شہر اکبرآباد وغیرہ سے معالجہ کرانے مین نہایت ہی مُنھ چھپایا ہوگا پس اُسی حالت مین آپنے اپنے ہان کی وہی ہزلیات و اہیات کہ جسکو بیسیون مرتبہ علمار شیعہ رد کر چکے ہین اپنے رسالہ اظہار الہدیٰ مین بکمال ناز اور افتخار کے ساتھ درج کر دیا پہلے تو ان خرافات کو زبانِ عربی مین فضل بن روزبہان نے جو سنیون کے بڑے عالم تھے اپنی کتاب ابطال الباطل مین تحریر فرمایا چنانچہ اُسکا جواب شہیدِ ثالث قاضی نور اللہ شستری اعلی اللہ مقامہ نے کتاب احقاق الحق مین دیدیا بعد اُسکے زبان فارسی مین مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی نے ہندوستان مین اُنہین خرافات رفتہ گزشتہ کو کتاب صواقع نصر اللہ کابلی سے منتخب کرکے تحفہ لکھا اور جبتک کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے اُس تحفہ کو نہ چھپوایا تو اُس زمانہ تک بقول شخصے ع پیران نمی پرند مریدان می پرانند شہر بشہر انکے چیلے اُس تصنیف ناجائز کو نہایت ہی توصیف کے ساتھ بیان کرتے ہوئے پھرے جسطرح پر بعض عوراتِ ہند مرغی کا نام اپنے گھر مین بیگم رکھ لیتے ہین اور اسیطرح اُسکا بھی نام مشہور و معروف کر دیا مگر شکر ہے خدا تعالیٰ کا کہ اسیوقت مین جناب عمدۃ المتکلمین زبدۃ العارفین فاضل الجلیل حکیم میرزا محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم شریف خانصاحب کی معرفت تحفہ عزیزیہ اپنے دیکھنے کیواسطے منگالیا اور پھر اُسکا جواب لکھنا شروع کیا تھوڑے دنون مین بفضل ایزدِ ذو الجلال نزہتہ اثنا عشریہ بہت عمدہ اور مضبوط دلائل کے ساتھ تصنیف فرمایا جو اس زمانہ مین اکثر علمار دین مبین کے پاس موجود ہے اور ہمکو مثل وصف کنندگان تحفہ کے اُسکی تعریف اور توصیف کرنے کی بھی کچھ ضرورت نہین ہے مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

اُسکی تحقیق اُسکے دیکھنے سے ناظرین پر بخوبی معلوم ہوسکتی ہے اور جس صاحب کو اُسکے ملاحظہ کرنے کی ضرورت ہو تو دار المومنین شہر لکھنؤ مطبع جعفری سے قیمت بھیج کر طلب فرمالین اور اُس کتاب مین جو کتب معتبرۂ اہل سُنّت سے ثبوت دیے ہوئے ہین انکو اُن کتب محولہ سے مطابق کرلین سبحان اللہ جناب حکیم میرزا محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دلائل تحریر فرمائے ہین کہ جسکا جواب کسی حضرات اہلسنت سے آجتک نہین ہوسکا اور اسیطرح جناب غفران مآب مجتہد العصر والزمان مولانا سیّد دلدار علی صاحب مرحوم کی تحریرات وتصنیفات کا جواب بھی نہین بن پڑا اور جسوقت مین کہ حکیم صاحب علامہ دہلوی نے نزہتہ اثنا عشریہ تالیف فرمایا تھا تو اسیوقت معرفت حکیم شریف خانصاحب کی خدمت مین جناب شاہ عبد العزیز صاحب کی اُس کتاب لاجواب کو ارسال بھی فرمایا تھا جب سے اُسکو دیکھا تو پھر قلم جناب شاہ صاحب موصوف کا کبھی ایسی واہیات اور خُرافات کے لکھنے پر نہ اُٹھا اُنکے بعد اپنی رسوخ بڑھانے کیواسطے مولوی حیدر علیصاحب نے اپنا قدم بڑھایا اور کتاب منتہی الکلام کو تالیف فرمایا اُسکا جواب جناب علامہ لکھنوی مولانا سیّد حامد حسین صاحب انار اللہ برہانہ نے جس لیاقت اور متانت سے تحریر فرمایا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ اُس کتاب کا نام استقصار الافحام ہے اور لکھنؤ مین استقصار عمدہ طریقہ سے چھپی ہے کہ جسکو دیکھکر مولوی حیدر علی صاحب نے فقیر کا جبہ پہن لیا اور حیدر آباد کی طرف جاکر اپنا مُنھ چھپالیا بعد مولوی حیدر علیصاحب کے اکثر علماء اہلسنت وجماعت نے زبانِ اردو مین مناظرہ کرنا شروع کیا جبکہ مولوی مہدی علی صاحب نے کتاب آیات بینات اور مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی نے کتاب ہدیۃ الشیعہ تحفہ اثنا عشریہ و منتہی الکلام و وسیلۃ النجات وغیرہ سے لکھین تو پھر علماء شیعہ نے آیات بینات کا جواب رمی الجمرات اور ہدیۃ الشیعہ کا جواب تحفۃ الاثنا عشریہ لکھکر شہر دہلی مطبع یوسفی مین چھپوادیا آیات کو آیات سے اپنے عقائد کے موافق ثابت کیا اور روایات سے روایات کا جواب دیا اب کوئی نئی بات نہین کہ جسکے جواب دینے مین بیچارے شیعہ کچھ محنت اور کوشش

کرین لیکن پھر بھی بحالتِ لاچاری اکثر خدام علمار کرام اس خیال سے کہ شاید بعضے جاہل آدمی سینوں کے مغالطہ مین نہ آجادین تھوڑے عرصہ مین رسالہ اظہار الہدیٰ کا جواب بخوبی پیش ناظرین کردین گے اور خدا نے چاہا تو عنقریب مصرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است - کا معاملہ ہوگا اور خلائق قدرتِ خدا کا تماشا دیکھیگی مگر اس کمترین عزلت گزین کو تو صرف بڑے بڑے مقاماتِ طعن کا کچھ بطریقِ جواب نمونہ لکھنا مدِنظر ہے اور ایسی کتابونکا ثبوت دینا منظور ہے جو سینیونمین ضرور لائقِ عمل اور اعتبار کے ہون اور فرضی نام کتابون کے لکھنا ہمارا کام نہین جیساکہ تمنے اپنے رسالہ کے قسمیہ مذکور مین کتاب مجاج السالکین کا حوالہ تبقلید مولوی عبد العزیز صاحب کی تحریر فرمایا ہی سو ہم آپ سے اسی بات پر آپکے حضرات ثلاثہ کی قسم دیکر پوچھتے ہین کہ آپنے کس شخص شیعہ کے پاس کتاب مجاج السالکین کو دیکھا ہے اور یہ کتاب مذکور کس ملک اور کس شہر اور کس قصبہ اور قریہ مین موجود ہے اگر کہین ہے تو اسکو مہربانی سے منگا کر ذرا ہمارے پاس بھیجدیجیے اور اسکا یہ بھی لکھیے کہ جمہور یا کہ بعض علما شیعہ نے اپنی فہرستِ کتب مین فلان مقام پر داخل کیا ہے خانصاحب خطا معاف آپکی اس قسم کی تحریر زلل عام فریب ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کتب شیعہ کا مطالعہ تو کہان اپنے بزرگونسے سنی سنائی باتین لے بھاگے ہو ورنہ ایسے حوالے دینے مین کچھ تو شرم و حیا کرتے اور علاوہ اسکے ایک بات تو آپنے ایسی لکھی ہے بقول شخصے اپنے پیر مین آپ تیشہ مارا - وہ یہ ہے کہ بعض حضرات اہلسنّت کو جاہل بتاکر آپ ہدایت کرتے ہین کہ مجالس و محافل نارو اونا سزا مین شریک ہونا شرعًا و عرفًا ممنوع و نامشروع ہے اور تعزیہ بنانا اور مرثیہ سننا بھی اچھا نہین ہے بلکہ آپکے نزدیک خرافات اور واہیات ہی اور ایک جگہہ تعزیہ بنانیکو آپنے بدعت سیئہ بھی لکھا ہے سبحان اللہ یہ تو حضرت آپنے اپنی کھانے کمانے کی بڑی عمدہ تجویز نکالی ہے شاید اس فتوی کے تحریر کرنیکی اجرت مین اکبرآباد کے ہندون نے

آپ کو صد ہا روپیہ دیا ہوگا ایسے تو بالکل بیچارے بے پڑھے سادے سُنّی بھی نادان نہونگے جو آپ کی اِس چالاکی کو نہ سمجھیں کہ کس پیرایہ مین کس فتوی کا اظہار کرنا آپ کو مدِّ نظر ہے واللہ اسبات پر تو آپکو ہزارہا سنّت و جماعت ہی کے لوگ اِسقدر دشنام اور ناسزا کہینگے کہ آپکے کئے کا نتیجہ آپکو خوب معلوم ہوگا اور آپ جو یہ فرماتے ہین کہ اصحاب ثلٰثہ کے نام پرچون پر لکھکر فرشِ محفل رکھدیا اور آٹھوین تاریخ کا حلوا جسپر تبرّا لکھتے ہین دھوکے سے سُنّی کو کھلا دینا یہ شیعون کے نزدیک افضل العبادت ہے سو حضرت سلامت ہمارے پاس آپکی ایسی بیہودہ اور جھوٹی باتون کے بیسیون جواب موجود ہین جھوٹے اور مفتری تو ہمنے سُنّیون مین بہت کچھ لوگ دیکھے ہین لیکن آپنے تو جھوٹ بولنے مین اپنے مقتدا دجّال اور مسیلمہ کذّاب کو بھی طاق مین بٹھا دیا اور اُن سب سے گوئے سبقت لیجا کر ظاہری شرم و لحاظ بھی نہ کیا حضرات ثلٰثہ کے نام پرچون پر لکھکر فرشِ مجلس رکھنے مین ہمارا کوئی بظاہر فائدہ نہین معلوم ہوتا نہ حضرات ثلٰثہ کو اسکام سے کچھ اذیّت پہنچ سکتی ہے ایسا کام بیفائدہ فرقۂ حقّۂ شیعہ سے کوئی سمجھدار آدمی ہرگز نہین کرسکتا مگر لوگون کی زبانی سُنا گیا ہے کہ غدر سے پہلے نواب حامد علیخانصاحب بہادر رئیس دہلی کے مکان پر باقرخوانی اور شیرمالین کھانیکے واسطے عشرۂ محرم الحرام مین دو دو ہاتھ کی لمبی ڈاڑھیون والے بڑے کٹّے سنّی ناصبی اپنی خوشی خاطر سے چلے جاتے تھے اور حاضری کے طعام لذیذہ سے جو کہ کھانا اور زائد بکتا تھا اُسکو وہ نواب صاحب کے ہان بیٹھکر خوب نوشِ جان فرماتے تھے اور نوابصاحب کی خوشامد مین اپنے حضرات ثلاثہ پر بھی بلاتردد تبرّا کہکر چلے آتے تھے جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا اور جعلسازی سے مومنین کو سمّ قاتل کھلا دینا یہ تو سنّیون ہی کے حصّہ مین آیا ہے شیعہ تو ایسے بے ایمانی اور دغابازی کرنے پر چار حرف کہتے ہین دیکھو ایک تمہارے بہت بڑے پیران پیر حضرت معاویہ صاحب تھے کہ جنہون نے سمّ قاتل جعدہ بنت اشعث کی معرفت قرۃ العین جناب رسول الثقلین شہنشاہِ زمین و زمن حضرت امام حسن علیہ السلام کو شربت مین حل کرا کر دھوکے سے پلوا دیا اور اُنکو شہید کرا دیا اور یہی تمہارے معاویہ صاحب تھے کہ جو منبر و نیز خطبون مین جناب امیر علیہ السلام

کو مع حضرت شبر و شبیر اور انکے صحابہ باتوقیر علیہ التحیۃ والثنار کی سب و شتم کر انکو افضل العبادت بھی جانتے تھے اور انشاء اللہ تعالی ہم آگے چلکر اونکی اِس قسم کی حرکات ناملائم کا کچھ اور بھی ذکر تحریر کرینگے اور ہم تو ظالمین مفسدین و جاریان اہل دین پر بھی اُس حالت مین لعن طعن کرتے ہین کہ جب اُنکا ظلم و ستم کرنا اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ سُنّی اور شیعہ دونو کی نہایت مستند کتابونسے بخوبی تحقیق کر لیتے ہین اور اصحاب مخلصین رسول اللہ کو تو ہم اپنا ہادی اور پیشوا جانتے ہین اور اُنکے فضائل و مناقب سے ہمارے یہان کی اکثر کتابین مملو ہین اور البتہ ہمارے کتب مثل کتب اہل خلاف بے انصاف کے نہین ہین کہ جسمین اصحاب مرتدین و منافقین کی تعریف اور توصیف لکھی ہوئی ہو اور اِس بات کو تو ہر کہ و مہ بخوبی جانتا ہے کہ نجات تو فرقہ ضالہ کی انکی زعم باطل مین عداوت رکھنے اہلبیت سے اور حقارت کرنے شیعان اہلبیت علیہم السلام پر موقوف ہے اور اِسی سبب سے یہ فرقہ بصفت تعدی اور تعصبی کے موصوف ہے اور کوئی مقبرہ انکے اولیاء مشہورین کا ایسا نہین ہے کہ جسمین علانیتاً یا حقیقتاً زمانہ عرس مین الفاظ بغض اور عداوت حضرات معصومین علیہم السلام و حقارت شیعان حضرت امیر علیہ السلام کے نہ پڑھے جاتے ہون اور کوئی غزل خوانان قوال و طوائفان بداعمال مین سے اسجگہ ایسا نہین ہوتا کہ جو شیعون کی برائی اور اُنکے ائمہ کی حقارت اور دشمنانِ لیام کی مدح کرنے سے باز آوے اور ہم جو تاریخ ہشتم محرم الحرام کو حلوا واسطے حاضری کے تیار کراتے ہین تو اُسپر فاتحہ جمیع شہدار کربلا کی پڑھوا کر مومنین صالحین کو کھلواتے ہین اور سنیون کو اُس کھانیکا کھلوانا تو کیسا بلکہ اُنکی نظر رحمت اثر تک سے بھی بچاتے ہین اور اُس حلوے پاکیزہ پر تبرا پھونکنے کی ہمکو کیا ضرورت ہے اور ہمارا اسمین کیا فائدہ ہے اور تمہارے حضرات ثلاثہ کا بھی اِسمین کیا نقصان ہے آرے ہم تو البتہ تمہارے حضرات ثلثہ اور اُن کے تابعین مفسدین کی روحون پر تبرا پھونکتے ہین کہ جسکی باعث سے اونکے سب مقلدین سنّی بے آگ جلے مرتے ہین اور خاص اُنکی بھی ارواح پر کہ جسجگہہ وہ مقیم ہونگے ضرور بالضرور اُنکے کیے کا نتیجہ ملتا ہوگا اور غایتہ درجہ کا رنج پہنچتا ہوگا اب ہمکو بڑا افسوس ہوتا ہے کہ آپنے کیون اِسقدر جھگڑا کر کے اپنے بزرگان دین کو مثل

مولوی عبدالعزیز صاحب و ملّا نصر اللہ کابلی صاحب انگوزہ فروش کو بھی یاد کرایا اور انکی کید اندوزی اور دروغ نویسی کا پردہ فاش کرایا دیکھو حامی دین مبین ماحی بدعات مخالفین جناب مولوی شیخ احمد صاحب سلمہ اللہ تعالی دیوبندی نے جو کتاب انوار الہدیٰ لکھی ہے آپ تو کیا بلکہ اگر آپ کے مرشدان موصوف بھی اپنی قبر شریف سے اُٹھ کر آویں گے تو بھی اُسکا جواب ہیچ دینا محال بلکہ صرف خیال ہی خیال ہے جواب لکھنے کا یہ کونسا طریقہ ہے کہ آپنے انکی کتاب انوار الہدیٰ کے اثبات تو پریشان نہ کئی اور اپنے گھر کی جوڑ بندیان پرانی لچر اور پوچ جو کہ بیسیون مرتبہ مردود ہو چکے ہین بہت بے تہذیبی کے ساتھ تحریر کرنا شروع کردین پہلے تو آپکو یہ مناسب تھا کہ اپنی اُن کتابون کو دیکھ لیتے کہ جنکا جواب مولوی شیخ احمد صاحب نے ثبوت دیا ہے بعد مین انکی کتاب کی عبارت اپنی کتاب پر نقل فرماتی اور پھر اپنا جواب پیش ناظرین کرتے حق یہ ہے کہ آپکی کتابونسے جو کچھ کہ انہون نے لکھا ہے سب اُن مین موجود ہے آپنے اُن کتابون پر ہرگز نظر نہین کی اور طرفہ تر یہ ہے کہ اسپر اونکی کتاب کے جواب لکھنے کی آپنے تجویز کی بقول شاعر ؎ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اور تعزیہ داری کو جو آپنے واہیات اور بدعت سیئہ کہا ہے سو اُسکا جواب بھی اب سُن لیجیے کہ کتاب مطالب المومنین و فتاوی عالمگیری و خزانۃ الروایات وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت مین یون لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جسنے چومنے دروازہ بہشت کی قسم کھائی تھی اُسکی قسم کی بریت کی واسطے اجازت دی کہ تو اپنے مان باپ کی قبرون کے نشان بنا اور اُنکو چوم کتاب فتوح الحرمین جو ملّا جامی کی تصنیفات سے ہے اُسمین نقشے بیت معظمہ اور مدینہ طیبہ اور کوہ ابو القبیس اور روضۃ البقیع اور کوہ صفا اور مروہ کے لکھے ہین اور علاوہ اسکے اکثر حاجی حرمین شریفین سے نقشے کعبۃ اللہ اور روضہ رسول اللہ کے یہان لاتے ہین اگر ایسی نقل بدعت ہوتی تو پھر علماء مکہ و مدینہ کیون جاری رکھتے اور کتاب جامع الاصول مین لکھا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ ایک روز جناب رسول خدا میری گھر مین تشریف لائے تو ایک جگہہ میرے کھیلنے کی گڑیان رکھی ہوئین تھین اور اُن کے آگے پردا پڑا ہوا تھا

اتفاقاً وہ پردہ ہوا سے اوڑا اور جناب رسول خدا صلعم کی نظر اُن گڑیون پر پڑی تو حضرت نے دیکھکر پوچھا کہ اے عائشہ یہ کیا ہین مین نے عرض کیا یہ گڑیان ہین کہ مین اُنسے کھیلا کرتی ہون اور اُن گڑیون مین ایک گھوڑا بھی کپڑے کا بنا ہوا تھا اور اُسپر دو پر لگے ہوئے تھے حضرت نے اُسے دیکھکر ازراہ تعجب کے پوچھا کہ یہ نقل کسکی ہے مین نے عرض کیا کہ یہ گھوڑے کی تصویر ہے آپنے سُنکر فرمایا کہ گھوڑون کو پرون سے کیا نسبت مین نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ تو جانتے ہونگے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے یہ سُنکر آنحضرت صلعم متبسم ہوئے اور کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق اور صحیح مسلم اور بخاری وغیرہ مین لکھا ہے کہ اُس تصویر کا بنانا ممنوع ہے جو مشابہ مخلوق خدا کی ہو مگر صاحب مشارق الانوار نے اسیات کی بھی قید علیحدہ کردی اور کتاب کے ... مین تحریر فرمایا کہ تصویر بنانی اُس شے جاندار کی مثل درخت وغیرہ کے جائز ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے تو اپنی شرح مشکوٰۃ مین ایک ایسی غضب کی عبارت لکھی ہے کہ جسکے سبب سے سُنیون کیواسطے کوئی جائے گریز ہی باقی نہین رہی وہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل تصویر حضرت عائشہ کی ایک پارچہ ریشمی سبز رنگ پر پاس جناب رسول خدا کے لائے اور کہا کہ یہ بی بی تمہاری ہے دُنیا و آخرۃ مین پس اس قسم کی روایات کے موجود ہونے سے حضرات اہلسنت کی سب قلعی کھل گئی اور خوب معلوم ہوگیا کہ سنیون کے نزدیک تصویر جاندار چیز کی بھی بنانی جائز ہے پھر تعزیہ تو ایک مکان غیر جاندار کی شکل ہے وہ بدعت سیئہ جناب خانصاحب کے نزدیک کسطرح سے ہوگیا چنانچہ آپکے رسالہ کے صفحہ ۱۲۶ پر لکھا ہوا ہے اور آپکے ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین یون لکھا ہے کہ بدعت اُسے کہتے ہین کہ جو چیز نئی پیدا ہو اور شرع مین اُسکے واسطے اصل نہ پائی جائے اور جس چیز کی شرع مین اصل موجود ہو اُسکو بدعت نہین کہتے سو تعزیہ کیواسطے اصل روضہ سبط رسول الثقلین موجود اور مشہور ہے اُسکو بدعت بتانا آپ کی نہایت بے انصافی اور کج فہمی ہے اور مرثیہ پڑھنا اور مجالس عزا برپا کرنا اجر وافر و ثواب متکاثر رکھتا ہے جیسا کہ سر الشہادتین مین مولوی

شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ بقائے دائمی اِس رنج والم کا اور مذکور ہونا اِن مصائب دردناک کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت مین تا بقیامت جاری ہے اور اِس غم مین روز عاشورہ آسمان سے خون برسا اور غیب سے مرثیے سُننے مین آئے اور یوم شہادت امام علیہ السلام کے ایسا تہلکہ پڑ گیا کہ قیامتِ صغرا مشہور ہوئی اور اِسی کتاب کے اختتام پر جناب شاہ صاحب نے ایک شعر مرثیہ امامِ عالی مقام علیہ السلام مین نقل فرمایا ہے وہ بھی ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ **شعر** أَتَرْجُو اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا ۔ شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ اور کتاب اخبار الدول و آثار الاول مین اسطرح لکھا ہے کہ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہ قبر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر جاکر نوحہ فراقیہ کرتی تھین اور میّت کی صفات کو بیان کرکے روتی تھین اور خاکِ قبر سونگھ کر یہ اشعار پڑھتی تھین جنکا اصل مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ کاش اگر وہ مصیبت دن پر پڑتی تو دن بھی شب تیرہ ہو جاتا اور اسی طریقہ سے اس کتاب مین حضرت عائشہ کا بھی نوحہ بیان کرنا لکھا ہے اور ملّا حسین واعظ نے کتاب روضۃ الشہدا مین اسطرح زیب رقم فرمایا ہے کہ روایت صحیحہ مین وارد ہوا ہے کہ جب مہینہ محرم کا آوے تو چاہیے کہ محبانِ اہلبیت مصیبتِ شہدا کو تازہ کرین اور تعزیہ داری اولادِ رسالت پناہ مین مشغول ہوین اور آتش حسرت سے دلون کو بریان اور جگر کو سوزان کیا کرین اور سر الشہادتین مین لکھا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے جناب رسول خدا کو یہ خبر سنائی کہ تمہاری اُمّت کے لوگ تمہارے فرزند حسین علیہ السلام کو بیجرم و خطا شہید کر ڈالین گے تو یہ خبر وحشت اثر سُنکر حضرت رسولخدا صلعم بہت روئے اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الْاَخْيَارِ یعنی نازل ہوتی ہے رحمت وقت ذکر کرنے احوال نیک اعمالون کے اور ایسے ہی اُن کے حالات کو سُنکر مغموم ہونا اور گریہ و بکا کرنا بموجب حدیث نبوی فِي الْبُكَاءِ اَثَرُ الرَّحْمَةِ اثر رحمت خداوند عالم ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جو مومن مصیبت پر میرے جدّ بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے چشم پُر آب ہو اور ایک قطرہ بھی روان ہو اُسکے رخسارون پر تو

ثواب اسکا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اُسے بہشت مین جگہہ دیگا کہ اسمین ہمیشہ رہیگا اور دیکھو تمہارے نصر اللہ خان
صاحب حنفی المذہب نے بھی اپنی دہ مخزن مین اسیطرح سے لکھا ہے کہ رونا اور غمگین ہونا اوپر شہادت
اہلبیت علیہم السلام کے موجب ثواب اور ترقی درجات اور باعث کفارہ سیاٰت کا ہے اور علامت
رحمت اور دلیل شفقت کی ہے اور شاہ عبد الحق نے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ فاضل شیخ احمد شیبانی
حنفی خاندان نبوت سے نہایت اُلفت رکھتے تھے اور اپنے پیر کی وضع اور طریق پر دس دن تک محرم
مین اور بارہ دن ربیع الاول مین کپڑے نئے سُفید نہین پہنتے تھے اور خاک پر سونا اور قبور سادات
پر چلہ کشی کرنا اُنکا معمول تھا اور جناب رسولخدا اور اُنکی اہلبیت کے نام پر کھانا کھلاتے تھے اور کوزے
نفیس شربت کے اپنے سر پر رکھکر سادات کے گھر لیجاتے تھے اور اُنکو اور یتیمون اور فقیرون کو
پلاتے تھے اور حال شہادت امام حسین علیہ السلام کا اسطرح سے بیان کرکے روتے تھے کہ گویا واقعہ کربلا
اُن کے سامنے ہوا ہے اور خواجہ ابو المنصور پیشوا فرقہ اہل تسنن ہر سال شہر اصفہان مین نقل مزار جناب
امام مظلوم علیہ السلام کی تیار کراتے تھے اور اسیطرح خواجہ علی غزنوی بھی شہر بغداد دار الخلافہ عباسیہ
مین تعزیہ داری امام مظلوم معصوم کی ہر سال کیا کرتے تھے اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب باوجود تعصب
اور عناد کے تحفہ اثنا عشریہ کے باب مطاعن کی دوسرے طعن مین تحریر فرماتے ہین کہ جو کوئی عاشورہ کے
دن خوشی کرے اور امام حسین کی اہانت اور خاندان پیغمبر کی حقارت کرے ایسے شخص کو مرتد جانین
تو بہتر ہے اور مولوی سلامت علی صاحب کہ جو اکابرین اہل سنت سے گذرے ہین انہون نے
ایک کتاب ابطال مذہب امامیہ مین بھی بہت شدومد سے لکھی ہے سو اُس کتاب مین وہ یون تحریر کرتے ہین
کہ ہرگز اسمین شک نہین ہے کہ امام باڑہ اور نقل تربت شریف بعد تیار ہونیکے لائق تعظیم اور تکریم کے ہین
اور بالضرورت ادب اُنکا شایان اہل ایمان ہے سوا جاننا چاہیے کہ علم اور تعزیہ جو محرم مین بنائے جاتے ہین
نہ وہ صورت انسان کے ہین نہ تصویر کسی حیوان کی کہ جو حرام یا بدعت ہون بلکہ مقصود اُنکے بنانے سے

تصور مین لانا ضریح مقدس کا ہے کہ جسمین وہ جناب مدفون ہوئے ہین اور خیال کرنا علم نصرت شیم لشکر ملائک پیکر جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنار کا ہے تاکہ مومنین کیواسطے ایک سبب معین اور یادگار مستحب کے ہو اور علم اور نشان ہمیشہ سے سب لشکرونمین ہوتے ہین چنانچہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر مین بھی ایک رایت تھا کہ جنگ خیبر مین پہلے وہ رایت تمہارے شیخین کو واسطہ آزمائش کے دیا گیا تھا اور جب وہ جہاد پر سے بھاگ کر چلی آئے تھے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرار او غیر فرار پس حضرت رسول خدا نے دوسرے دن وہ رایت حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرار وغیر فرار کو مرحمت فرمایا اب لیجیے ہم تمہارے ہان کی بھی کچھ مجالس کا ذکر کرتے ہین کہ جب گیارھوین تاریخ ربیع الثانی روز وفات شیخ جیلانی واقع ہوتی ہے تو انکے نام کی ایک مہندی کاغذ اور بانس کی بنا کر شمع ہائے کافوری روشن کر کے بعضے شہرون کے بازارونمین مشائخ نکالتے ہین اور ڈھولکی تاشے ڈھپ نقارے کے باجون کے ساتھ آگے آگے قوال عاشق اور معشوقونکے حالات کے گیت گا کر بڑے بڑے جٹا دھاری گیروے کپڑے والون کو مثل ریچھ اور بندرون کے نچاتے ہین اور جب اپنے مقام پر پہنچتے ہین تو تمام شب بھنگی مجلس مے خواری و غزل خوانی اور حال قال ہائے ہو کی برپا کرتے ہین اسمین جناب خانصاحب آپکے کچھ برا ماننے کی بات نہین ہے جسطرح سے کہ آپ سوال کرین گے تو ہم بھی اسیطرح سے اسکے جواب دینے مین ہرگز کمی و کوتاہی نہ کرینگے ع من آنچہ شرطِ بلاغ است با تو میگویم ـ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال ـ اور اگر خانصاحب آپ حج سے مشرف نہوئے ہون تو جو لوگ آپکے مذہب کے حج کر آئے ہون عوام و خواص عالم و جاہل ہر شہر و دیار سے بقسم دریافت کیجیے کہ ہر سال ملک مصر و استنبول و شام وغیرہ سے جو قافلہ حاجیون کا براہ خشکی مدینہ منورہ ہو کر حج کو آتا ہے اسکے ہمراہ ایک محمل بی بی عائشہ کا کس شان و شوکت و زرق برق سے ہوتا ہے اور اسکی ہمراہ بہت سی فوج سلطان مسلح و مکمل معہ توپون کے اور سیکڑون حجاج مصر

استنبول وشام وغیرہ باساز ویراق ہوتے ہین اور ایک بڑا اونٹ کہ خوب پورو جھول زرتار سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے اُسکی پشت پر وہ محمل چوبی بہت بڑا رکھا ہوا اور سے اُسکے غلاف رومی اطلس تمام کارچوبی طلائی سیکڑون روپیون کی قیمت کا پڑا ہوا آگے آگے تو مین بندوقین چلتی ہوئی مکہ معظمہ مین آتا ہے ہزارون اہل مکہ اُسکے مشتاقِ زیارت وتماشائی ہوتے پاشا اور شریف مکہ معہ اپنی فوج کے اُسکے استقبال کو باہر شہر کے حاضر ہوتے ہین اور وہ محمل مکہ معظمہ مین حرم خانہ کعبہ اور مدینہ شریف مین مسجد رسول مقبول مین رکھا جاتا ہے اور پھر اسی اہتمام سے وہ محمل حج کے دنون مین عرفات و مشعر الحرام و منیٰ مین جاتا ہے اور مقام منیٰ مین مسجد حنیف کی برابر بہت بڑے بڑے پُر تکلف شامیانون کے سایہ مین رکھا جاتا ہے اور ہر وقت سلطانی فوج کے سپاہی اُسکی حفاظت اور پہرہ پر وردیان پہنے ہتیار لگائے کھڑے رہتے ہین اور شام سے تا صبح بکثرت روشنی گرداگرد اُسکے ہوتی ہے جو کوئی اُسکی زیارت کو جاتا ہے دُور کھڑا ہو کر سامنے محمل کے بکمال داب و آداب اُسپر فاتحہ پڑھتا ہے اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اس طمطراق کا محمل بی بی عائشہ کی لئے جناب رسالت مآب نے تو درست کرایا ہی ہوگا کہ وہان تو یہ زینتِ دنیوی منظور ہی کہان تھی اب دو حالت سے خالی نہین یا تو آپکی صدیق اکبر صاحب نے اپنے عہد دولت و خلافت مین بعد غصب باغ فدک حق جناب سیدہ فاطمہ زہرا دختر رسول خدا اُسکی محاصل اور منافع سے اپنی ان دختر نیک اختر کے لئے تیار کرایا ہو یا یہ کہ بی بی عائشہ صاحبہ چونکہ جنگ جمل مین سردار لشکر بنکر بمقابلہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جو بنابر اعتقاد آپکے خلیفہ چہارم جناب رسول مقبول کے تھے مع گروہ اشرار خود بنفسِ نفیس تشریف لیگئی تھین اسلئے اگر اپنی سواری کا ایسا محمل پُر تکلف اُنھون نے تیار کرایا ہو اور سوار ہوئے ہون اور یہ کثرتِ فوج اور ہم اُسی جو اس محملِ مُہمل کی ہمراہ آج ہوتے ہین یہ نمونہ اور مرقع اُس فوج اور ہمراہیونکا ہو جو کہ ہمرکاب بی بی

عائشہ کیواسطے جنگ و جدال بمقابلہ خلیفہ برحق رسولؐ مقبول کے آئے تھے تو کیا بعید ہے بہرکیف اتبع حضرت
آپکے اور سارے اہل جماعت کے نزدیک بنانا اور نکالنا اس محمل کا سنت اور جائز ہوگا اسواسطے کہ یا تو یہ
محمل آپکے صدّیق اکبر خلیفہ اوّل صاحب کا ایجاد اور اختراع ہے مثل غصب خلافت و باغ فدک و دیگر حقوق آل محمدؐ کے
یا آپ کی خاص امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا اور اگر یہ دونو احتمال نہین تو آپ اسکو بھی مثل تعزیہ اور مجالس
حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدعت اور ضلالت اور فعل قبیح کہیے اور حضرت سلطان روم کو
بھی اس فعل سراپا بدعت سے منع کیجیے کہ ایسے فعل بدعت و حرام مین اتنا زر کثیر صرف کرکے کیون بدعت
اور گناہ مین شریک ہوتے ہو اگر ایسا کیجیے تو وہان کے سب قاضیون اور مفتیون مین بحکم سلطان سب سے
اوّل نمبر کا ممبر آپکا ہوگا اور اُس سرکار سے آپ کو نفع بھی بخوبی ہوگا پھر تو مثال ہم خرما و ہم ثواب آپکے
حق مین صادق آجاویگی اور اب یہ حکایت محمل سُنکر آپ پر فرض ہے کہ اپنے ملت اور مذہب کے حاجیون کو زیارت
محمل اور اُسپر فاتحہ خوانی سے منع کیجیے مگر یقین ہے کہ نہ کیجیے گا کیونکہ یہ محمل آپکے امّ المومنین بی بی عائشہ
صدیقہ کا ہے اگر اسکو بدعت و ضلالت و فعل حرام فرمائے تو شاید آپکا مُنہ جلجائے جناب مظلوم امام حسین
علیہ السلام کی مجلس اور تعزیہ آپکے نزدیک بدعت و حرام اور شرکت اُسکی عاقبت کے بگاڑ کے صورت ہے
جیسا کہ آپ منظر خیر خواہی اپنے برادران اہل جماعت کو اپنے اس رسالہ مین ہدایت فرماتے ہین کہ بعض
اہل سنت از راہ جہالت شریک مجالس و محافل ناروا و ناسزا کہ شرعاً و عرفاً ممنوع ہے ہوتے ہین اور جھوٹے
مضامین شاعری مرثیہ کو سُنکر اپنی عاقبت بگاڑتے ہین بھلا محمل اُمّ المومنین آپکے نزدیک کیون بدعت
ہوگا کسی جگر سوختہ نے مظلومی و بیکسی جناب امام حسین علیہ السلام کے حال مین خوب شعر کہا ہے ؎
کہ چہا دید و کینہا باقی ست ٭ خاک گردید و کینہا باقی است ۔ اور جناب خانصاحب آپکو قسم ہے اپنی
پیر دستگیر کی سچ فرمایئے دور نہ جائے اسی آپکے شہر اکبرآباد مین جو محلہ میوہ کا کٹرہ مشہور و معروف ہے
اُسمین آستانہ آپکے پیر دستگیر کا بہت بڑی عمارت سے اسوقت بنا ہوا تیار ہے اور بانا تی پردے

اُسکے شہ نشین پر آویزان رہتے ہین اور ہر سال تاریخ گیارہ ربیع الثانی کو آپکے پیر دستگیر کی گیارھوین اُس مین بڑے اہتمام اور دھوم دھام سے ہوتی ہے بہت سے رقعے لوگون کی طلب مین تقسیم کیئے جاتے ہین تمام شہر کے پیرزادے اور ہزارون تماشائی بسبب حصولِ سعادت و ثواب دارین اور نیز غیر شہر والے بھی سینکڑون آدمی آنکر اسمین شریک ہوتے ہین بلکہ اکثر ہنود بھی بخاطر متولّی آستانہ جمع ہوتے ہین اور اسیطرح پر ہمہ ہا مستورات متولّیِ آستانہ کی گھر مین مہمان جمع ہوتی ہین آپ بھی ضرور شریک جلسہ تو ہوتے ہی ہونگے کہ ایسا جلسہ اور ایسی صحبت حضراتِ صوفیہ کی کم کسی اور شہر مین ہوتی ہوگی۔ اُسمین ایک علَم بہت بڑا آپکے حضرت غوث الاعظم کا بڑی عزّت اور احترام سے بناکر ہار پھولون کے اُسمین لٹکا کر اُس آستانہ مین نصب ہوتا ہے بعدِ قوّالی و دفّالی وہ علَم بکمال ارادت و عقیدت اُٹھا کر محفلِ حضراتِ صوفیہ مین لایا جاتا ہے اور عین حالتِ حال و قال مین ہر ایک اسکو اپنے آنکھون سے لگاتا ہے اور بوسے دیتا ہے اور موجب زیادتی جوش و خروش حضراتِ صوفیہ اور حاضرینِ محفل کا ہوتا ہے جیساکہ ہر سال آپ بھی ملاحظہ کرتے ہونگے پھر وہ علَم اُسیطرح متولّیِ آستانہ کے مکان زنانہ مین جاتا ہے وہان جسقدر مستورات کہ اُس علَم کی زیارت کو جمع ہوتی مین سبکی سب اُسکو چومتی ہین اور اُسپر آنکھین ملتی بلائین لیتی گردِ اُس کے پھرتی دعائین مانگتی اور چلّے باندھتی ہین اور موجب اجابت اپنی دعاؤن اور مرادونکا جانتی ہین اب میری آپ سے یہ التماس ہے کہ آیا یہ سب اُمور مذکورۂ بالا صحیح اور درست ہین یا نہین اگر یہ فرمائیگا کہ غلط ہین تو یہ فرمانا آپکا صریح بدیہیات کا انکار کرنا ہے اسلئے کہ سالہائے دراز سے یہ جلسہ یونہی ہوتا چلا آتا ہی بچے اور ہندو اور انگریز تک اسکو جانتے ہین بلکہ ریاستِ گوالیار سے گانون معافی واسطے مصارف عشرۂ محرم اور اِس گیارھوین کے سلف سے چلے آتے ہین سو عشرہ محرم مین اسکا صرف تو کجا کوئی یہ بھی نہین جانتا کہ متولّی صاحب کے ہان کب عشرہ محرّم آیا اور کب گیا بھلا حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے تو بنابر اعتقاد شیعہ جہاد کیا اور اپنی فوج مین علَم حسبِ دستور جناب رسالت مآب قایم فرمایا چنانچہ شیعہ اُسی علَم کی نقل بناتے ہین

اسپر تو آپکے یہ طعن اور تشنیع اور مضحکہ اور مذمت آپ تو یہ فرمائے کہ آپکے غوث الاعظم صاحب کو کس سے اور کب جنگ و جدال کا اتفاق ہوا تھا کہ اُن کے عَلَم کی نقل حضرات اہل سنّت و جماعت اسوقت بنا کر نکالتے ہین اگر شیعہ اسیطرح سُنّیون کے اس فعل طبع زاد کو نامشروع اور بدعت اور تمکو بدعتی بتاوین تو تمکو قلق اور الم جگر فگار کسقدر نہو گا اب تم جو جواب اپنی اس بدعت صریحہ اور فعل قبیحہ کا دو گی وہی جواب بلکہ اُس سے زیادہ ہمارے اس فعل صحیحہ اور باخیر و ثواب کا ہے لطف اور مزہ تو یہ ہے کہ جسطرح ہم ثواب تعزیہ اور علمداری اور ذکر مصائب جناب امام حسین علیہ السلام کو تمہاری کتابون اور اقوال علماء معتبرین سے ثابت کرتے ہین تم بھی ہمارے کتب معتبرہ سے اپنے شیخ صاحب موصوف کی علمداری وغیرہ کو ثابت کرو تو جانین اور اگر یہ نہین تو اپنے ہی علماء اور فضلاء و محققین سابقین کی کتب معتبرہ سے اسکو ثابت کرو اور حال کے جدید صوفیہ غیر محقق کے اقوال کا تو اعتبار نہین کہ انہون نے تو اس فعل کو جاری ہی کیا ہے وسر امر آپسے اور قسمیہ پوچھا جاتا ہے کہ میان ابو العلیٰ صاحب کا جو مزار شہر اکبر آباد مین مشہور معروف ہے کہ جو بیدہ کا آپکے اس زمانہ اکثر اولیائے کبار بلکہ ہر اکابر و اصاغر کا ہے اور ہر پنجشنبہ کو ناچ اور رنگ اور ہو حق قوالی اور دفالی کس جوش و خروش سے ہوتی ہے اُنکے عرس مین منزلون سے بہت سے آپکے مقیدین کاملین آکر شریک ہوتے ہین اور مزار پر دعائین مانگتے ہین اور شب بیداریان کرتے ہین اور جسکا شور کا اور مطلب برآری من جانب اللہ ہوتی ہے وہ بہت بڑا پنکھا پھولون وغیرہ کا بنا کر بکمال زیب و زینت سیکڑون عوام و خواص کے ہمراہ ڈھول اور تاشے اور نقارے بجواتا ہوا اُن کے مزار پر لیجاتا ہے بھلا وہ تو آپکے غوث الاعظم صاحب کا نشان تھا جسکا ہمنے پہلے ذکر کیا اسکو تو فرمائے کہ یہ پنکھا بنا کر ناچ رنگ

مخاطب نے اپنے رسالہ اظہار الہدے کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ تعزیہ بنانا زیارت پڑھنا مرثیہ سُنانا حسین سبیل رکھنا علم نکالنا یہ عمل بد ہین انسے پرہیز کرین اب ذرا اہل انصاف سُنّیون کے شیخ جیلانی کے نام کا عَلَم نکالنے پر اور میان ابو العلیٰ کے قبر پر پنکھا چڑھانے پر غور کرین کہ ان امور کو حضرات اہل سنّت صحیح اور موجب ثواب جانتے ہین ۱۲ -

کے ساتھ بازار مین نکالنا اور اُن کے مزار پر چڑھانا حضرات اہل سنت نے کہانسے جائز ٹھرالیا پس اس قسم کی سیکڑون ناجائز باتین تو تم لوگون نے اپنے مرشدون اور پیشواؤن کے لئے جائز و موجب ثواب عوام و خواص بنالین ہین اور ہزار افسوس اگر جناب امام حسین علیہ السلام کے لئے شیعی علم بناتے ہین تو وہ بدعت اور نامشروع آپکے نزدیک ٹھرتا ہے واہ رے انصاف اور وائے اس دینداری پر پھر اسپر دعوئے دوستی اور محبت اہلبیت اطہار جناب سعل گزدگار کاہی اگر اسی کا نام محبت اہلبیت ہے تو بس معلوم ہوگیا کہ اگر کوئی اونکی شہادت کے نام اور نشان کو ازراہ عداوت اور دشمنی کے مٹانا چاہے تو اور اس سے زیادہ کیا کریگا کیا سچا شعر مناسب اسمقام کے کسی نے کہا ہے ؎ یک حسینے نیست تا گردد شہید۔ ورنہ بسیار ند در عالم یزید

قال المرتبک فی الضلال ہم بالیقین کہہ سکتے ہین کہ خلفاء راشدین اور اصحاب انصار و مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کفر و نفاق کو منسوب کرنا مطابق شریعت حق رسول رب مطلق صریح کفر ہے اور دعوی بیدلیل اہل بغض کا محض باطل ہے اسلئے کہ آیات بینات قرآن مجید اور روایات ائمہ شیعان قدیم و جدید شاہد حال خیر مآل اون بزرگان ارکان اسلام کے ہین اور سوء اعتقادی بدگمانو نکی قطعی تردید کرتے ہین لہذا اس مقام پر کچھ آیات اور روایات نقل کرنا ضرور سمجھا گیا

یقول المتمسک بولایۃ الآل ہم بھی بالیقین کہہ سکتے ہین کہ خلفاء ملحدین ظالمین اور اکثر مہاجرین فارین اور اصحاب انصار بے اعتبار کی جانب ارتداد کفر اور نفاق کو منسوب کرنا مطابق شریعت حق رسول رب مطلق صریح ایمان اور اسلام ہے اور دعوئے بیدلیل اہل بغض کا محض باطل ہے اس لئے کہ اکثر آیات بینات قرآن مجید اور روایات ائمہ سُنّیان قدیم و جدید شاہد حال بد افعال اُن مُدّعیان ارکان اسلام کے ہین اور سوئے اعتقادی بدگمانون کی قطعی تردید کرتے ہین لہذا ان اوراق پر کچھ آیات اور روایات نقل کرنا ضرور سمجھا گیا اور بیشک ہمارے نزدیک جو شخص خلفاء راشدین یعنی ائمہ طیبین الطاہرین اور اصحاب انصار دیندار باوقار اور مہاجرین مخلصین رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف

بدنیتی اور سوء اعتقادی اور ایذا رسانی کو پسند کریگا تو سراسر کفر اور نمک حرامی سے اپنی ذات ناپاک کو مورد لعنت بناویگا جناب خانصاحب آپنے عوام الناس کے دھوکہ دینے کے واسطے جو مجمل طور سے لکہا ہے اُس سے آپکا کوئی نتیجہ نہین نکلتا قرآن مجید مین دو قسم کے اصحاب کا ذکر موجود ہے مؤمنین مخلصین کی سب جگہہ تعریف ہے منافقین مرتدین کی ہر جگہہ مذمت ہے منافقین مہاجرین اور انصار بے اعتبار خواہ سابقین سے ہون خواہ لاحقین سے انکے شرارت پر ہزارون آیتین اور حدیثین دلالت کرتی ہین بالجملہ تعریف اُنہین مہاجرین اور انصار کی ہے جو خالصاً للہ ایمان لائے اور اُنکی ایمان پر مرتے دم تک قایم رہے آپ ناحق منافقین اور مرتدین کو انمین داخل کرتے ہین آپکو چاہئے کہ اپنے پیشوایان ثلثہ اور اون کے تابعین معتقدین کی علیحدہ خبر لیجیے اور اونکا ایمان ثابت کیجیے آپکو مؤمنین مہاجرین اور انصار خوش کردار سے بحث کرنا کیا ضرور ہے اور اگر آیات صفت مؤمنین خالص الایمان کو آپ اپنے منافقین مرتدین ظالمان بے دین کی تعریف اور توقیر بڑھانی کی جہت سے سرقہ کرینگے تو ہم ہرگز آپکی اس قسم کی چالاکی اور سفاکی کو چلنے نہ دینگے دیکھو تمہاری مولوی مہدی علی صاحب اپنی کتاب آیات بینات مین صفحہ تینس۳۳ کی حاشیہ پر اسطرح لکھتے ہین کہ عرب کا خاص دستور ہے کہ خطاب عام ہوتا ہے اور مراد خاص لی جاتی ہے اور اگر آپ اسپر بھی اپنی کجفہمی اور تیرہ درونی سے نہ سمجھین اور یہ کہنے لگین کہ اصحاب رسول اللہ مین تو کوئی منافق اور مرتد اور طالب دنیا ہوا ہی نہین تو پھر خدا تعالے کا یہ فرمانا کس سے ہے تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ یعنی اے صحابۂ پیغمبر تم لوگ خواہان مال دنیا ہو اور خدا چاہتا ہے ثواب آخرت کو اور پھر فرماتا ہے مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ یعنی اے صحابہ تم مین سے بعض طالبین دنیا ہین اور بعض طالبین آخرت ہین اور منافقین مہاجرین اور انصار بے اعتبار کی شان مین یون بھی فرماتا ہے تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

خلاصہ یہ ہے کہ اے صحابۂ پیغمبر تم لوگ دوستی کفار دلونمین چھپاتی ہو ظاہر اور باطن تمہارا یکسان نہین ہے اور مین خوب جانتا ہون جس چیز کو تم چھپاتی ہو یعنی کفر کو تم چھپاتے ہو اور ایمان کو ظاہر کرتے ہو یا محبت کفار کو چھپاتے ہو اور محبت مومنین کو ظاہر کرتے ہو اور جو شخص تم مین سے ایسا کرتا ہے تحقیق کہ وہ گمراہ ہوا راہ راست سے انتہیٰ اور انھین مہاجر اور انصار مین سے وہ لوگ ہین جنکی شان مین خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا یعنی جب دیکھتے ہین اصحاب کسی تجارت کو یا لہو و لعب کو تو جاتے ہین طرف اسکی اور چھوڑ دیتے ہین تجکو کھڑا ہوا نماز مین کہدے اے پیغمبر کہ جو کچھ خدا کے نزدیک ہے وہ بہتر ہے لہو اور تجارت سے انتہیٰ اور سورہ محمد مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ یعنی دیکھا تو نے اے محمد صلعم اون لوگون کو کہ دلون مین انکے نفاق ہے دیکھتے ہین طرف تمہاری بچشم یاس موت سے اور صحابہ مرتدین کے حال مین فرماتا ہے وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی وہ لوگ کہ مرتد ہوئے دین اپنے سے پس مر گئے وہ حالانکہ وہ کافر ہین نابود ہوتے ہین اعمال انکے دنیا اور آخرت مین اور وہ اصحاب دوزخ ہین ہمیشہ رہین گے اسمین اور جو صحابہ جہاد سے فرار اختیار کرنیکو پسند کرتے تھے اُن کے حق مین خدا تعالیٰ اسطرح فرماتا ہے فَقَدْ بَاۗءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اسکا حاصل یہ ہے جو شخص کہ جہاد سے رو بفرار ہوگا وہ گرفتار غضب پروردگار ہوگا اب لیجیے ہم آپکے علماء معتبرین کے اس باب مین کچھ اقوال بھی تحریر کرتے ہین جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے تحفہ کے باب مطاعن مین بعبارت فارسی یون رقم فرمایا ہے وقتیکہ حضرت امیر بر سریر خلافت راشدۂ پیغمبر شد بقدر مقدور در تسکین فتنہ و دفع مخالفان کہ طلحہ و زبیر و ام المومنین عائشہ صدیقہ و یعلی بن اُمیہ و ابو موسیٰ اشعری و دیگر صحابہ کرام بودند کوشش و

سے فرمودہ واز قتل وقتال وجنگ وجدال باایشان باک نفرمود - اور مشکوٰۃ مین فضائل اہلبیت علیہ السلام

پر یون حدیث وارد ہوئی ہے عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم قَالَ لِعَلِیٍّ

وَفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَارِبٌ لِمَنْ حَارَبَہُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَہُمْ یعنی فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسین علیہم السلام کے کہ مین جنگ کنندہ ہون

جو تمسے جنگ کرے اور مین صلح کنندہ ہون جو تمسے صلح کرے اور صحیح ترمذی کی دوسری جلد مین یہ لکھا ہے

کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے علیؑ دوست تمہارا مومن ہے اور بغض رکھنے والا تمہارا منافق

ہے اور منافقین کے حق مین خدا تعالے فرماتا ہے فَاِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ

النَّارِ پس اسمقام پر ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ حضرات اہل سنت کے بڑے مرشد شاہ عبد العزیز صاحب نے

اپنے صحابہ کرام کو تحفہ مسطور مین بمقتضائ آنکہ حق خود بخود بر زبان جاری شود مخالف و مجادل جناب امیرؑ قرار

دیا ہے اور جب وہ صحابہ مخالف اور مجادل جناب امیرؑ ٹھہرے تو احادیث ترمذی اور مشکوٰۃ سے ان صحابہ لیام کا منافق

اور مرتد ہونا صریح ظاہر اور باہر ہے اور شاہ صاحب نے اپنے تحفہ کے اسی باب مین لکھا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم

نے بہت سے لوگون پر اپنے اصحاب مین سے تعزیر اور حد پینے شراب کی جاری فرمائی اور شرح فقہ اکبر مین لکھا ہے

کہ شیطان اس اُمّت پر ظفریاب ہوا یعنی رنج بسبب طلب ریاست کے دلو نمین اصحاب کے پیچیدہ ہوا اور عداوت

نفس کے انکے نجس اور سیاہ ہوگئے اور ملل و نحل شہرستانی مین اسطرح مذکور ہے کہ بہت سے اصحاب اہل مدینہ

ایسے تھے کہ انکا اسلام ظاہری تھا اور درپردہ وہ منافق ہوگئے تھے اور اگر کوئی کج عقل اور کثیف الاعتقاد

ہمارے ان دلائل صحیحہ کے لکھنے پر بھی اپنی جہالت اور شرارت کے سبب سے صحابہ کی ہجرت کرنے پر ناز

اور افتخار کرے تو اسکی جواب مین ہم یہی کہین گے کہ ہجرت منافقین اور مرتدین کی واسطے طلب دنیا کی تھی

اور واسطے دین کے نہ تھی اور اسطرح کی ہجرت کرنے سے منافقین کو کچھ فائدہ دین مین نہین ملسکتا اور

ہجرت مومنین مخلصین کی خاص واسطے دین کے تھی اسی سبب سے خدا تعالے نے قرآن مجید مین مہاجرین

مخلصین اور انصار باعتبار کی تعریف اور توصیف فرمائی ہے جیسے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ پس ارباب تحقیق پر یہ معاملہ مخفی نہین رہ سکتا ہے کہ ہجرت اور نصرت وہی معتبر ہے جو بصدق نیت ہو چنانچہ صحیح بخاری مین خلیفہ ثانی سے یہ روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ نہین ہین اعمال مگر ساتھ نیت کے اور نہین ہے واسطے ہر شخص کے مگر وہ چیز کہ جسکی نیت کی ہے اُس نے پس جس شخص نے ہجرت کی طرف دنیا کے کہ پہنچے اُسکو یا ہجرت کی برغبت طرف عورت کے کہ نکاح کرے اُس سے پس ہجرت اُسکی طرف اُسی چیز کے ہے جسکی سبب اُس نے ہجرت کی انتہی

قال المرتبك فی الضلال اوّل آیت سورہ آل عمران پارہ چہارم كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ترجمہ تم بہتر ہو سب امتون سے پیدا ہوئے واسطے آدمیون کے حکم کرتے ہو اچھی بات پر یعنی ایمان اور اطاعت خدا اور رسول پر اور روکتے ہو بُرے کام سے یعنی کفر اور شرک اور تمام ناقص فعلون سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر صرف یہ ایک ہی آیت شریف فضائل اصحاب عالی صفات کیواسطے کافی ووافی ہے کیونکہ رب اکبر صحابہ کو سب امتون سے بہتر اور اچھے کامونپر حکم کرنے والے اور بُرے کامون سے باز رکھنے والے اور اللہ پر ایمان صادق لانیوالے فرماتا ہے اگر کسی شیعہ کو وسوسہ ہو کہ شاید یہ آیت ائمہ کرام کی شان مین ہے تو ہم دندان شکن جواب دین کہ وقت نزول آیت موصوفہ سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کسی امام کا نشان بھی نہ تھا پس کنتم بصیغہ جمع اثبات فضیلت صحابہ ہے الخ **نقول للمتمسك بولائہ الآل** اس آیہ شریفہ مین نہ ذکر صحابہ ہے نہ ذکر ثلثہ بلکہ لفظ امتہ کا واقع ہوا ہے اور امتہ سے کل امت مراد نہین ہے اسلیئے کہ کل اُمت مین منافقین اور مرتدین اور جہلاء اور فساق اور فجار اور امثال یزید اور ابن زیاد اور شمر وغیرہ بھی کہے جاتے ہین اور تہتر فرقون مین کے فرقے

درحقیقت ناجی ہے اور بہتر فرقے ناری لیکن وہ بھی سب کے سب امت ہی مین شمار کیے پڑتے ہین اور وہ ہرگز مصداق
تُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ وَتَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنہَونَ عَنِ المُنکَرِ کے نہین ہین التاسِ
آیت مین خدائے تعالےٰ نے خاص امّتِ معصومہ یعنی ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی تعریف اور توصیف
بیان فرمائی ہے اور انہی سے درحقیقت مخاطب ہوکر فرماتا ہے کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ یعنی تم بہترین
امّت ہو علم اور فضل اور زہد اور تقویٰ اور جمیع امورات خیر مین اُخرِجَت لِلنَّاسِ یعنی چن لیے گئے ہو
واسطے ہدایت آدمیون کے اور تمہاری امامت اور ولایت اور خلافت صحیح کی صاف اور صریح یہ نشانی اور دلیل
قوی ہے تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنہَونَ عَنِ المُنکَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ یعنی حکم
کرتے ہو نیک باتون کا اور روکتے ہو لوگون کو بری باتون سے اور ایمان صادق رکھتے ہو اللہ تعالےٰ پر پس اس آیت
پر غور کرنے سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے حبیب کے اوصیاء معصومین کی اسطرح تعریف
کرتا ہے کہ جسمین کوئی تاویل اور بناوٹ ہو ہی نہین سکتی اور کلام عرب کا اکثر یہ محاورہ ہے کہ خطاب عام ہوتا ہے
اور مراد اس سے بعض کو لیا جاتا ہے جیسا کہ صاحب کتاب آیات بینات نے کتاب مذکور مین صفحہ تیس کے حاشیہ پر اس
بات کا اقرار کیا ہے اور تمنے بھی تو اپنے صحابہ کی خاطر سے اس مقام پر یہی صورت برپا کی ہے چنانچہ تمنے اس
آیت مین خطاب بظاہر امّت کی طرف کیا اور مراد اسّے اپنے اصحاب ثلاثہ اور انکے تابعین کو لیا حالانکہ اصحاب
مسطور تمہارے معصوم اور محفوظ نہ تھے بلکہ اچھی باتون سے وہ ہمیشہ گریز کرتے تھے اور امور قبیحہ کو عمل مین لاتے تھے
اور انشاء اللہ تعالےٰ اسکا ذکر مفصّل آگے آویگا اور تم جو یہ کہتے ہو کہ وقت نزول آیت موصوفہ سوائے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کی اور کسی امام کا نشان بھی نہ تھا کنتم بصیغہ جمع اثبات فضیلت صحابہ پر دال ہے سو ہم
کہتے ہین کہ تمنے یہ بہت ہی غلط فرمایا اسواسطے کہ یہ آیت مدنی سورہ مدینہ مین واقع ہے اور مدینہ مین حضرت حسنین
علیہما السلام کا تولد ہونا اور اسمین پرورش پانا اور لوگون کو حالت طفولیت مین بھی ہدایت کرنا کتب فریقین
سے بخوبی ثابت ہے اور علاوہ اسکے آیہ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ سے فقط جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب

علیہ السلام بھی مراد ہوسکتے ہین جیسے آیہ مباہلہ مین مراد انفسنا سے حضرت امیر علیہ السلام ہین باوجودیکہ لفظ انفسنا بھی جمع ہے مگر مراد اُس سے فقط جناب امیر علیہ السلام باتفاق مفسرین و محدثین فریقین ہین اور مراد نساءنا سے فقط جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا ہین اور ابناءنا سے صرف حسنین علیہما السلام مراد ہین حالانکہ دو بالاجماع جمع نہین ہے اور جو اسطرف گیا ہے اُسکے آدربالکل واضح الفساد ہین اور آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ مین راکعون سے مراد جناب امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام ہین چنانچہ ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور حافظ ابن اثیر نے کتاب جامع الاصول مین اور صاحب صحیح نسائے نے اپنی صحیح مین بروایت عبد اللہ بن سلام یون تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے نماز مین چھلہ دیدیا اور خدا تعالے نے انکی صفت اور ثنا کی اور جسکہ اونکی ذریت طاہرہ جو کہ انکے صلب مطہر مین تھی اگر وہ بھی مراد لیجاوے تو اسمین کونسا نقصان پیدا ہوتا ہے دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کیطرف بعض مقولات مین اشارہ ہوا ہے اور مراد اُس سے انکی اولاد ہے اور اس بارہ مین تمہارے مولوی مہدی علیصاحب نے اپنی کتاب آیات بینات مین یہ بھی لکھا ہے کہ کنتم خیر امۃ مین جل شانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اُسکے وقوع مین کچھ شک نہو گا جس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ سلسلہ امامت و ولایت حضرت معصومین علیہم السلام تا حیات حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہرگز منقطع نہوگا اور اسطرح حضرت امیر اور جناب شبر و شبیر علیہم السلام بہتر اور افضل ہین ویسے ہی اور ائمہ بھی فاضل اور بہتر ہونگے اور لفظ اُمت کا لغت عرب مین واسطے امام کے بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ صاحب منتخب نے اپنے منتخب اللغات مین لکھا ہے کہ اُمت گروہ ہر انسان و دیگر حیوان و پیروان انبیا علیہم السلام و مردے جامع خیر و مقتدائے مردم باشد۔ اب ہم بھی مطابق اعتراض تمہارے کے تُم سے پوچھتے ہین کہ اگر اوائل اسلام مین سب اصحاب کی صفت پر یہ آیہ نازل ہوئی تھی تو پھر عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر اور عبد الرحمن بن ابو بکر وغیرہ اصحاب مثل بعض ہمارے ائمہ کے بوقت نازل ہونے اس آیت شریفہ کے پیدا نہوئے تھے تو پھر وہ کیونکہ تم لوگون کے نزدیک اس آیت کے تحت مین شمار کئے جاتے ہین

قال المرتبک فی الضلال

دوسری آیت

فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ترجمہ پس وہ لوگ کہ ہجرت کی اُن لوگون نے اور نکلے وہ لوگ اپنے شہر سے اور تکلیف دی گئی میرے راہ مین اور مقاتلہ کیا اُن لوگون نے یعنی کفار سے اور مقتول ہوئے وہ لوگ یعنی شہید البتہ دور کرونگا مین اُنسے برائیان اُنکی اور داخل کرونگا مین اُنکو بہشت مین کہ جسکے نیچے نہرین جاری ہین ثواب اللہ کے نزدیک سے اور اللہ کہ نزدیک اُسکے عمدہ ثواب ہے اس آیت مین رب جلیل ہجرت کرنیوالونکی تعریف و توصیف فرماتا ہے اور اُنکو قطعی جنتی ہونیکی خوش خبری سناتا ہے کہ جن لوگون نے میرے واسطے اپنے گھر بار اور خویش و تبار چھوڑ دے اور میرے پر ایمان لانیکی وجہ سے سخت تکالیف اُٹھائین اور کفار اشرار کو جہنم واصل کرتے ہین اور خود بھی درجہ شہادت حاصل کرتے ہین پس مین ایسے پکّے مسلمانون اور سچے دینداروں کے ساتھ بڑے بڑے سلوک کرونگا اور قسم قسم کی مہربانیون سے پیش آؤنگا اور اُنکی کوششون اور مصیبتون کے معاوضہ مین گناہون سے درگذر کرونگا یعنی اللہ تعالیٰ مہاجرین کی نسبت بنظر رحمت واسعہ اپنے کے فرماتا ہے کہ ایسے صادق الایمانون کی بھول چوک معاف کرونگا بلکہ اُنکی بُرائیون کو بھلائیون سے بدل دونگا اور اُن کو جنت مین جسکے نیچے نہرین روان ہین جگہہ دونگا تاکہ کسیطرح کا رنج و غم نہ ہے یہ ثواب بے حساب اپنے افضال بالکمال کے سبب سے انکو دونگا دیکھو خداے پاک کس پیار اور محبت سے مہاجرین کو فرماتا ہے کہ تمہارے اعمالون سے بڑھکر تمکو ثواب ملیگا **یقول المتمسک بولایۃ الآل** البتہ وہ لوگ جنہون نے خدا کے راہ مین ہجرت کی اور طاعت خدا مین تکلیفین اُٹھائین اور کفار سے مقاتلہ کیا اور خود بھی شہید ہوے جیسے جناب امیر حمزہؓ اور جعفر طیار اور دیگر مومنین موقنین اُن کی فضیلت اس آیت سے بخوبی ظاہر ہے اور اُنکی بزرگیونکا کون منکر ہے وہ بیشک ایسے ہی تھے پھر تمکو اُنسے کیا علاقہ تمہارے حضرات ثلاثہ اور ثلاثہ کے ہمرنگ تو اُن مہاجرین اور مجاہدین موصوف مین داخل ہی نہین حضرات ثلاثہ نے کونسے روز خدا کے راہ مین ہجرت کر کے کفار نابکار کو قتل کیا اور

کونسے دن میدانِ کارزار مین ثابت قدم رہکر شربتِ شہادت نوش کیا جو انکو مستحق رحمتِ غفار سمجھا جائے وہ تو ہمیشہ جہاد دنمین سب بھگوڑونکے آگے رہتے تھے اور حضرت رسولخدا صلعم کو دشمنون کے مقابلہ مین تنہا چھوڑکر پیٹھ دکھلاکر صاف چلے جاتے تھے چنانچہ تفسیر درمنثور مین جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر خود فرماتے تھے کہ جنگ اُحد سے جبکہ مین بھاگا تو ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور اسطرح اُسجگہہ اوچکتا تھا جیسے مادہ بز کوہی اوچکتی ہے اور حضرت عثمان تو ایسے بھاگے تھے کہ تین روز تک اُنکا پتا نہ ملا تھا پس ہجرت کرنا ان حضرات ثلاثہ کا ہرگز للہ فی اللہ نہ تھا بلکہ محض واسطے طلب دنیا کے تھا کاہنین اور منجمین ہود نے ان حضرات کو خبر دیدی تھی کہ قریب ہے کہ ایک شخص مدعی نبوت ہو اور امر اسکا ترقی پذیر ہو اور جو لوگ کہ اُسکا ساتھ دین اور اُسکے دین مین درآئین وہ معزز اور مکرم اور مخالفین اُسکی خوار اور ذلیل ہون اور بھی کاہنین نے حضرت ابوبکر و عمر کو یہ بشارت دی تھی کہ اگر تم دونون مسلمان ہوجاؤگے تو تمکو ایک سلطنت مسمیٰ بہ خلافت حاصل ہوگی یہی وجہ ہوئی ان حضرات کے ایمان ظاہری لانیکی پھر ہجرت کرنا ان لوگون کا راہ خدا مین کسطرح تشخیص کیا جائے مہاجرین طالبین دنیا کی خداتعالیٰ نے قرآن مجید مین کہین تعریف نہین کی بلکہ انکی ہر جگہہ پر مذمت بیان فرمائی ہے اور انکو طالبین دنیا اور منافقین مرتدین بتلایا ہے اور تکلیف تو کسیقدر طالبین دنیا کو بھی طلب دنیا مین پہنچتی ہے جیسے اکثر لوگ قانون انگیریزی کے یاد کرنے مین بخواہش عہدہ جلیل تکلیف اور مشقت اُٹھاتے ہین اور اپنا گھربار چھوڑکر اُمیدوار لوگ حکام اور شاہان وقت کی ہمرکاب سفر او حضر مین رہتے ہین پس ایسے لوگون کی اللہ جل شانہ ہرگز تعریف اور توصیف نہین بیان فرماتا ایسے طالبین دنیا کی تعریف اور توصیف تو سُنّی ہی کیا کرتے ہین اور سوائے اسکے منافقین کو کفار سے یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ کفار یہ کہتے تھے کہ تم کیون کلمہ گو ہوئے بایں جرم شاید قتل بھی کر ڈالتے اس ڈر اور خطرسے خواہ مخواہ انکو مکہ چھوڑکر مدینہ کو جانا پڑا اور جسطرح مومنین مہاجرین حقیقی نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ مین جاکر سکوت اختیار کی اسیطرح ان مہاجرین طالبین دنیا نے بھی مدینہ طیبہ مین قیام کرنا پسند کیا اور یہی

حال اُن اہلِ مدینہ کا تھا جو بطمعِ دنیائے مرجو الحصول ظاہر مین ایمان لائے اور بڑا ایسو نمین بھی بطمعِ حصول مالِ غنیمت بظاہر شریک رہے اور وقت پڑے پر مہاجرین فارّین کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے اور تقسیم غنایم کے وقت رحم اللہ نبیہ کہتے ہوئے آموجود ہوئے ایسے لوگون کی مذمت قرآن مجید مین بکثرت موجود ہے جسکا جی چاہے وہ دیکھے **قال المرتد فی الضلال** سوم آیت سورہ انفال پارہ دہم ۔ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ترجمہ اگر نہ کتاب اللہ سے سبقت کرتے البتہ چھوتا تمکو بیچ اُس چیز کے کہ تم کو بیچ اُس کے عذاب بڑا اس آیت شریف کی شان نزول یہ ہے کہ جب جنگ بدر فتح ہوئی اور کفار قید ہوئے تب پیغمبرِ برحق نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ اِن قیدیون کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ صلعم میری یہ رائے ہے کہ اِن قیدیون کو فدیہ لیکر چھوڑ دیجیے اور حضرت عمر نے التماس کی کہ میرے نزدیک جو جسکا رشتہ دار ہوئے اپنے رشتہ دار کو گردن مارے اور محبتِ خدا کے مقابلہ مین ہرگز اپنے رشتہ صلبی پر لحاظ نکرے مگر حضرت نے معروضہ صدیق اکبر کو پسند فرمایا اور قیدیون کو فدیہ لیکر رہا کیا چنانچہ اسکی تصدیق علماء مفسرین و مجتہدین شیعہ بھی کرتے ہین خلاصۃ المنہج کاشانی کی تفسیر مین یہ مرقوم ہے کہ روز بدر ہفتاد تن اسیر شدند و از جملہ ایشان عباس و عقیل بودند حضرت درباب ایشان با اصحاب مشاورہ کرد ابوبکر کہ از مہاجرین بود گفت یارسول اللہ اکابر و اصاغر این قوم اقارب و عشایر تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت و استطاعت فدائے بدہد باشد کہ روزے بدولت اسلام برسد ۔ اور اسیطرح مجمع البیان طبرسی وغیرہ مین لکھا ہے اِن روایتون سے چند فوائد حاصل ہوئے اوّل حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق کا معرکہ بدر مین شامل ہونا دویم اصحاب ثلثہ کا مہاجرین مین سے ہونا سویم حضرت صلعم کا رائے صدیق اکبر کو پسند فرمانا پھر تفسیر خلاصۃ المنہج مین یہ مرقوم ہے کہ خدا تعالےٰ بدریان را وعدہ مغفرت دادہ و ایشان را بخطاب مستطاب اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ نوازش فرمودہ پھر تفسیر مجمع البیان

مین لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعل اللہ اطلع علی اہل البدر فغفرلهم فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم ترجمہ امید کہ اللہ ظاہر ہوا اہل بدر پر پس بخشا واسطے اُنکے لیکن واسطے اُن کے کہ جو کچھ ہے سو کرو پس تحقیق بخشا گیا واسطے تمہارے الخ۔ اے شیعیان پاک نہاد تو انصاف کرو کہ تمہارے علماء اصحاب بالخصوص خلفائے ثلثہ کی شان مین کیا تحریر کرتے ہین **یقول المتمسک بولایۃ الآل** واہ حضرت واہ آپ تو مدعی فضائل صحابہ تھے لیکن خدا نے کیسا آپ کی عقل پر پردہ ڈالدیا کہ جو آپ کی قلم عجوبہ رقم سے وہ آیت نکلی جو نصِ صریح اوپر مذمتِ صحابہ کبار حضراتِ اہلجماعت پر دال ہے اور جس سے بے دینی اور دنیا طلبی اُن صحابہ کی اور انکا سزاوار و مستحقِ عذابِ عظیم ہونا ثابت ہے گو خدا نے اپنے فضل و کرم سے اُسوقت اُنکو چھوڑ دیا ہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خداوند باری بکمال ناراضی بخطاب پُر عتاب صحابہ دُنیا طلب سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ تُرِیدُونَ عَرَضَ الدُّنیَا وَاللّٰہُ یُرِیدُ الاٰخِرَۃَ وَاللّٰہُ عَزِیزٌ حَکِیمٌ لَوْلَا کِتَابٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیمَا اَخَذْتُمْ فِیہِ عَذَابٌ عَظِیمٌ ۝ یعنی اے اصحاب رسول تم لوگ طالبین مالِ دُنیا ہو اور خدا خواہانِ ثوابِ آخرت ہے اور خدا عزیز و حکیم ہے اور اگر نوشتہ خدا پیشتر نہ گزرا ہوتا تو ہر آئینہ پہنچتا تمکو بیچ اُس چیز کے کہ لیا تمنے عذابِ عظیم غرض جناب باری عزاسمہ کی سرزنش کرنا صحابہ کا ہے جنہون نے دوست رکھا فدیہ لینے کو اسیران بدر سے اور اُنکے راس و رئیس حضرت ابوبکر تھے خلاصہ مرام یہ کہ تم اگر دیندار ہوتے تو طالبِ مالِ دُنیائے فانی نہوتے بلکہ طالبِ ثوابِ باقی ہوتے اور خدائے عزیز و قہار تمپر اِس دنیا طلبی و بیدینی پر عذاب کرتا لیکن حکمت اُسکی مقتضئے عذاب کے نہین ہوئی اور اگر بمقتضائے اپنی حکمت کے پیشتر اِس سے یہ امر نہ مقرر کیا ہوتا کہ عذاب بنا تمپر نکرونگا تو فدیہ لینے کی وجہ سے تمپر عذابِ سخت نازل کرتا ہان اے حضرات ہم تمسے یہ نہین کہتے کہ تم اِس مقام پر کچھ غور اور فکر کرو بلکہ تم آنکھین بند کر کے اپنے حافظون کی طرح ٹٹولو تب بھی اِس آیت مین اُن حضراتِ صحابہ کے لئے کہ جنکو تم صحابہ کبار کہتے ہو سوائے عذابِ عظیم کے اور کچھ نپاؤگے اب تبلاؤ کہ یہ آیت مذمتِ صحابہ کی ہے یا

تعریفِ صحابہ کی لیکن اولٹی سمجھو نکا کیا علاج ہے یہ حال تھا اس آیت سے فضیلت کا اب جھوٹی روایات کا حال بھی سنئے کہ جو روایتین کتبِ اہلسنّت کی ہمارے علماؤنے نظر باینکہ نقلِ کفر کفر نباشد اپنی کتابونمین نقص ظاہر کرنے کی غرض سے نقل کی ہین حضرت مخاطب خوش فہم کے زعمِ باطل مین یہ آجاتا ہے کہ وہ مُصدّق بھی اسکے ہوگئین حالانکہ یہ بدیہیات سے ہے کہ روایت امرِ دیگر ہے اور تصدیقِ روایت امرِ دیگر ہے چہ جائے اینکہ کوئی خود روایت بھی نکرے بلکہ نقلِ روایت اہلِ خلاف کرے وہ کیونکر مصدّق ہو جائیگا اور علاوہ اسکے کوئی دلیل اوپر تصدیق کے قائم نہین ہے نقل اقوالِ مختلفہ کرنا دلیل قطعی اوپر عدمِ تصدیق کے ہے اسلیے کہ کوئی آدمی مصدّقِ اقوالِ مختلفہ نہین ہوسکتا بلکہ اگر مصدّق ہو تو ایک ہی کا ہوگا اس مقام پر چند روایتین اہلِ سنّت کی ہمارے علماء نے ذکر کی ہین بعض مین ذکر ہوا ہے کہ آنحضرت نے مشورہ لیا صحابہ سے درباب اسیرانِ بدر کے کہ ان قیدیونکو کیا کرنا چاہیے بعض مین اسکا ذکر ہے کہ آنحضرت نے صحابہ کو اختیار دیا کہ جو تمہارا جی چاہے سو قیدیون کے حق مین کرو چاہے چھوڑدو چاہے قتل کرو اور بعض مین آنحضرت نے رائے ابوبکر کو کہ جو فدیہ لیکر چھوڑدینے کو کہتے تھے بہت پسند کیا اور اُسی پر عمل کیا اور بعض مین یہ ہے کہ رائے فدیہ لینے کی آنحضرت کو نہایت ناپسند ہوئی اور حضرت کا رنگ غصہ سے متغیر ہوگیا یہانتک کہ آثارِ کراہت چہرہ مبارک سے سعد بن معاذ نے مشاہدہ کرکے کہا کہ یا حضرت ان کے قتل ہی کا حکم دینا میری رائے کے موافق ہے اور اسیطرح حضرت عمر نے بھی سعد بن معاذ کی دیکھا دیکھی خوشامد سے کہدیا اب ہم صاحبانِ انصاف سے پوچھتے ہین کہ آیا کوئی عاقل ان سب اقوالِ مختلفہ کی تصدیق کرسکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ ان باتونکو حضرت نے پسند بھی کیا اور پھر پسند بھی نکیا یہ دو نقیضین سچ ہین اور مشورہ لیکر خود ہی حکم دیا اور پھر خود ہی حکم کو ملتوی کردیا بلکہ صحابہ کو اختیار دیا یہ دو نو ضدین بھی سچ ہین اور ہم ان سب کی مصدّق ہین پس کوئی ہمارے مخاطب حضرت خانصاحب سے پوچھے کہ تم جو بدعی تصدیقِ علماء شیعہ ہو تو تصدیق اسی کا نام ہے کہ نقائض اور اضداد کو کوئی جمع کرے اور سب کا مصدّق کہلائے حضرت ابوبکر اور عمر سے مشورہ لینے کی روایت

سینون کے صحیح مسلم سے صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے نقل کی ہے اور ابتداء روایت مین لفظ آوردہ اند کا واقع ہے اور دوسری یہ عبارت کہ خدا تعالے بدریان را وعدۂ مغفرت دادہ والیشان از خطاب مستطاب اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ نوازش فرمودہ پس اسکی خاطر سے تمام تفسیر کو دیکھا گیا لیکن کہین اسکا سراغ نہ لگا آپنے جھوٹ بونے پر کیون اسقدر کمر باندھی کہ جسکا کچھ شمار اور حساب ہی نہین اور لعل اللہ اطلع علی اہل البدر یہ فقرہ صاف روایت مسلم اور بخاری کا ہے بمقتضاء آنکہ نقل کفر کفر نباشد جسکے علامہ طبرسی بھی ناقل ہوئے چنانچہ علامہ طبرسی بعد لکھنے اس فقرے کے مسلم اور بخاری کا خود حوالہ دیتے ہین اور علامہ طبرسی کا مثل بعض مفسرین کے یہ دستور ہے کہ کل اقوال علماء مفسرین اور کل روایتونکو جو متعلق تفسیر آیہ ہوتی ہین بلفظ قیل اور بلفظ روی بیان کرتے ہین اور جس روایت کے خود مصدق ہوتے ہین اسکو بلفظ قال اصحابنا اور بلفظ روینا تعبیر فرماتے ہین اور کسی معصوم کیطرف ائمہ اثنا عشر علیہم السلام سے نسبت دیتے ہین اور تم جو اپنے شیخین کے ایمان ظاہری اور مہاجرت ظاہری اور بظاہر بدری ہونے پر فخر کرتے ہو تو ہم تمہارے اس فخر کرنے کو پسند نہین کرتے کہ اکثر منافقین موصوف باین صفات تھے کلام ہمارا ایمان حقیقی اور مہاجرت تحقیقی مین ہے کہ ہم تمہارے شیخین کو مومن حقیقی نہین جانتے بلکہ یُؤْمِنُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مین داخل سمجھتے ہین اور بدری ہونا بھی اُن حضرات کا جسطرح کا تھا ہم ارباب انصاف پر ظاہر کئے دیتے ہین جیسا کہ شاہ ولی اللہ پدر مولوی عبد العزیز نے کتاب ازالۃ الخفا مین لکھا ہے کہ در جنگ بدر اول کسیکہ از مفرین معاودت نمود ابوبکر صدیق بود و در عقب خود دید ناگاہ ابو عبیدہ بود انتہی اور تمام بدریون کی مغفرت پر جو تم غل مچاتے ہو تو یہ غل مچانا تمہارا محض غلط اور فضول ہے اسواسطے کہ قدامہ بن مظعون بدری شارب الخمر تھا جسکا قصہ سنیون کی اکثر کتابون مین اسطرح پر تحریر ہے کہ حضرت عمر نے اسکی شراب خواری پر اُس سے ترک ملاقات کر دی تھی اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے اپنے تحفہ کے باب مطاعن عثمان مین بعبارت فارسی احوال صحابہ کا مع حالات

بعض بدریون کے اسطرح رقم فرمایا ہے کہ نزد اہل سنت عصمت خاصہ انبیا است صحابہ معصوم نمی دانند لہذا حضرت امیر و شیخین بعضے از صحابہ را حد زدہ اند و خود جناب پیغمبر صلعم مسطح را کہ اہل بدر بود و حسان بن ثابت را زیر حد قذف گرفتہ اند و کعب بن مالک و مرارہ بن الربیع و ہلال بن امیہ را کہ دو کس از ایشان حاضر آن غزوہ بدر بودند در سزائے تخلف از غزوہ تبوک تا پنجاہ روز مطرود و مغضوب داشتہ اند و ماعز اسلمی را رجم فرمودہ و بسیارے را تعزیر و حد شرب خمر جاری فرمودند **قال المرتبك فی الضلال** وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ترجمہ وہ لوگ کہ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور خدا کے راہ مین جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہین انکے واسطے مغفرت اور روزی باکرامت ہے **یقول المتمسك بولایة الآل** اس آیت سے تمہارے حضرات ثلثہ اور انکے تابعین کو کیا نسبت اسمین تو اُن مہاجرین اور مجاہدین کی تعریف ہے کہ جنکا ہجرت کرنا اور جہاد کرنا فی سبیل اللہ تھا اور تمہارے حضرات ثلثہ کی حق مین آیہ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا نازل ہے ان کا مکہ سے مدینہ کو آنا کا ہنوں نے کی اسطے طلب دنیا کے تھا اور کبھی کسی جہاد مین ثابت قدم رہنا تمہارے ان حضرات کا ثابت ہی نہین بلکہ جب کبھی ایسا اتفاق ہوا تو پیغمبر خدا کو دشمنوں کے مقابلہ مین چھوڑکر اپنے گھر کو صاف بھاگ آئے اور پھر تمکو شرم نہین آتی کہ جو آیات مومنین مجاہدین کی شان مین نازل ہین انکو تم طالبین دنیا اور مفرورین کے حق مین تحریر کرتے ہو **قال المرتبك فی الضلال** آیت پنجم سورہ توبہ پارہ دہم اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ترجمہ وہ لوگ جو ایمان لائے یعنی اللہ پر اور اُس چیز پر جو اُسکی طرف سے نازل ہوئی اور گھر چھوڑے اور لڑے اللہ

کی راہ مین اپنی مال اور جانسے اُن کے لئے بہت بڑا درجہ ہے اللہ کے پاس اور وہی پہنچے مراد کو یعنی دونون جہان کی نعمتین اور برکتین حاصل کین اس آیت شریف مین ربّ الارباب صحابہ مہاجرین اور مجاہدین کے حق مین پانچ چیزین کی خوش خبری ارشاد فرماتا ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک انکا بہت بڑا درجہ ہے دوم یہ کہ انھون نے دو جہان کی مراد خاطر خواہ پائی سوم یہ کہ اللہ تعالےٰ کی کمال مہربانی انکے حال پر ہے چہارم یہ کہ اللہ تعالےٰ اُنسے نہایت درجہ راضی ہے پنجم یہ کہ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کو بہشت مین جسمین ہر قسم کی آرام مین رہین گے **یقول**

المتمسک بولایۃ الآل مفسرین نے شان نزول اس آیت کی یہ لکھی ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب سقایت حاج اور طلحہ عمارت مسجد الحرام پر بمقابلہ حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ علیہ السلام اپنا اپنا فخر و مباہات بیان کرتے تھے اور حضرت علی اپنا ایمان لانا اور ہجرت اور جہاد کرنا باعث ناز قرار دیتے تھے تب یہ آیت مشعر بفضائل حضرت امیر علیہ السلام نازل ہوئی علاوہ اسکے یہ بات ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین کہ جو لوگ بہ نیت خالص اس احد یکتا پر ایمان لائے اور خالصتہً راہ خدا مین ہجرت کی اور محض خدا کی رضا جوئی کے لئے جان و مال سے جہاد و نمین شریک ہے بیشک اللہ جل شانہ کے نزدیک اُنکے بڑے درجے ہین لیکن تمہارے حضرات ثلاثہ اور اُن کے ہم رنگ تو انمین ہرگز داخل ہی نہین پھر ہمکو اس قسم کی آیات کے لکھنے سے خدا جانے کیا فائدہ ہے ہمارے نزدیک ازروئے تحقیق تمہارے حضرات ثلاثہ کا نہ تو ایمان ہی صحیح تھا نہ انکی ہجرت ہی فی سبیل اللہ تھی اور مجاہد ہونا تو کیا ہم کیونکر اپنی قلم کو کذب سے آشنا کرسکتے ہین استغفر اللہ سب جہادونمین سے رو بفرار ہونا انکا اظہر من الشمس ہے

قال المرتبک فی الضلال آیت ششم لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ترجمہ لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اسکے لڑے مین اپنی جان اور مال سے اور انہین کو ہین خوبیان یعنی دونون جہان کی دنیا مین فتح اور غنیمت اور آخرت مین بہشت اور نعمت اور وہی پہنچے مراد کو تیار کیے ہین اللہ نے انکے واسطے باغ بہتی ہین

اُن کے نیچے نہرین رہاکرین اُنمین ہمیشہ یہی ہے بڑے مراد ملنے اس آیت شریف مین اللہ تعالے اصحاب رسول صلعم کے بارے مین تین باتین ارشاد فرماتا ہے اوّل یہ کہ خوبیان دونوجہان کی اُنکے واسطے ہین دوم یہ کہ وہ لوگ اپنی مراد دلی کو پہنچ گئے۔ سوم یہ کہ اُنکو آخرت مین ہمیشہ کو بہشت ملیگا **یقول المتمسک بولاية الآل** اس آیت شریفہ سے بھی وہی مومنین مخلصین مُراد ہین جنکا ہم آیہ خمس کی بحث مین ذکر کرچکے ہین آپ ناحق اپنے حضرات ثلاثہ کی خاطر اسقدر جانفشانی کرتے ہین آپ کی حضرات ثلاثہ کو اس قسم کی آیات کے لکھنے سے جنمین اُنکا کوئی حصہ نہین بخدا کوئی فایدہ فی الدارین نہین پہنچ سکتا ہے آپ قلم فرسائی کو کام فرماتے ہین خواہ مخواہ صفحے کے صفحے سیاہ کئے چلے جاتے ہین **قال المرتبك في الضلال** آیت ہفتم وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ترجمہ جو لوگ قدیم مین پہلے مہاجرین اور انصار سے اور جو اُنکے پیچھے آئے نیکی سے یعنی ایمان اور طاعت سے اللہ راضی اُنسے یعنی اونکی نیک افعالون اور اعمالون کے سبب سے اور وہ راضی اُس سے یعنی دینی اور دنیاوی نعمتون سے جو اللہ نے اپنے کرم اور فضل سے اُنکو عطا کی ہین اور تیار کئی ہین واسطے اُن کے باغ جنکے نیچے نہرین روان ہین رہاکرین اُنمین ہمیشہ یہی ہے بڑے مراد ملنی واضح ہو کہ جو صاحب جنگ بدر تک مسلمان ہوئے وہ قدیم کہلاتے ہین اور بعد اُسکے تابع پس اللہ تعالے پہلے مہاجرین اور انصار اور اُن کے تابعین بالاحسان کے حق مین چار صفتین ارشاد فرماتا ہے اوّل یہ کہ اللہ عزاسمہ اُنسے راضی ہے دویم یہ کہ وہ لوگ اللہ سے راضی ہین سویم یہ کہ اللہ بموجب وعدہ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ کے اُنکو یقیناً بہشت مرحمت کریگا چہارم یہ کہ بیشبہ وہ ابد الآباد تک اسمین رہینگے ولاشک حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی باعتبار ایمان اور ہجرت کے پہلے مہاجرین مین و اخل ہین اسیتے اوصاف بجمیع

اونکے واسطے ثابت ہین **بقول المتمسک بولایۃ الآل** یہ آیت فضیلت جناب امیر علیہ السلام مین نازل ہوئی ہے اسلیئے کہ مراد سابقون سے سبقت فی الایمان ہے اور ہمکو آپ کے حضرات ثلاثہ کے ایمان ہی مین کلام ہے دیکھو صاحب تفسیر ثعلبی نے جو کہ علماء معتبرین اہل سنّت سے ہین انہون نے اسمعیل بن ایاس بن عفیف سے ایک روایت طولانی لکھی ہے جسکا مختصر خلاصہ یہ ہے اسمٰعیل کہتا ہے کہ میرا دادا بیان کرتا تھا کہ مین حج کے ایام مین بطریق تجارت مکہ معظمہ کو گیا اور عباس بن عبد المطّلب کے پاس جاکر ٹھہرا ایک روز مین اور عباس منےٰ مین تھے کہ ایک جوان آیا اور کعبہ کیطرف مُنھ کرکے کھڑا ہوا اور ایک لڑکا آیا اور اُس جوان کیجانب راست کھڑا ہوا اور ایک عورت آئی وہ اُس جوان کے پیچھے کھڑی ہوئی اور اُس جوان نے رکوع کیا تو اُن دونو نے بھی رکوع کیا اور جب اُس جوان نے سجدہ کیا تو اُن دونو نے بھی سجدہ کیا پس مین نے عباس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے انہون نے کہا کہ یہ جوان تو میرا بھتیجا ہے عبد اللہ کا بیٹا اور یہ لڑکا علیؑ ہے ابوطالب کا بیٹا اور یہ عورت زوجہ اِس جوان کی ہے اور یہ جوان کہتا ہے کہ مجکو خدا نے پیغمبر کیا ہے اور اسکے دین کی پیروی انہین دو شخصون نے کی ہے اور سوائے اِن تین شخصون کے اِس مذہب کا آدمی تمام روئے زمین پر کوئی نہین ہے اور احمد بن حنبل اور ابن مغازلی شافعی نے لکھا ہے کہ نماز پڑھی علیؑ نے ہمراہ جناب رسولخداؐ کے سات برس سب آدمیون سے پہلے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد سبقت سے سبقت الی الموت ہے کہ جو لوگ مہاجرین اور انصار مین سے اِس آیت کے نازل ہونیسے پہلے اپنے ایمان صحیح پر مرگئے وہ بہشت مین اپنے درجون کو دیکھکر بہت راضی ہوئے اور خدا تعالےٰ اُنکے ایمان پر مرنے سے بہت راضی ہے اور اسیواسطے خدا تعالےٰ نے رضی کو ماضی کے صیغہ مین لایا ہے اور اگر بالفرض یہان سبقت الی الہجرۃ ہی مُراد لیجاوے تو اسمین بھی وہی ایمان شرط ہے یعنی آیت بھی مثل آیت سابقہ کے فضیلت مومنین موقنین مین سمجھی جائیگی نہ کہ منافقین مرتدین مین خواہ وہ مہاجرین مین سے ہون خواہ انصار مین کسواسطے کہ منافق اور کافر کی ہجرت اُن کے لیئے کچھ مفید نہین چنانچہ طبقات مین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن اریقطہ دیلمی کہ ایک کافر تھا اور وہ بھی وقت ہجرت

رسول اللہ کے ہمراہ ہوا تھا اور اُسکے نام و نسب مین کسیقدر اختلاف بھی واقع ہوا ہے شاہ عبد الحق دہلوی
جذب القلوب مین فرماتے ہین شخصے از بنی دیل کہ نام او رقیط بود و در کار ہدایت و بدر رفتگی ماہر و بامانت و حفظ
اسرار مشہور بود اجیر گرفتند تا بعد از سہ روز ہر دو اشتر را بجبل ثور حاضر آورد و این رقیط ہم در دین کفار بود
انتہی اور بعضون نے کہا ہے کہ ہجرت سابقہ اولیٰ وہ ہے جو طرف حبشہ کی بمعیت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ
کے واقع ہوئی ہے اور باتفاق اہل تواریخ آپکے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور انکے معتقدین اس ہجرت
مین ہرگز ہرگز شریک نتھے **قال المرتبك فی الضلال** ششتم آیت سورہ فتح کی لقد
رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ
فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا
وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَھَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ھٰذِہٖ
وَکَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْکُمْ وَلِتَکُوْنَ اٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَیَھْدِیَکُمْ
صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا
ترجمہ تحقیق راضی ہوا اللہ ایمان والون سے جبدم بیعت کرتے ہین تیرے تئین نیچے درخت کے پس جانا اُس
چیز کو کہ انہون کے دلون مین ہے پس نازل کی تسکین انپر اور ثواب دیا اُنکو فتح قریب اور غنیمت بہت کہ لیتے
ہین اُسکو اور اللہ غالب حکمت والا وعدہ دیا تمکو اللہ نے غنیمت بہت کہ لیتے ہو تم اُسکو پس جلدی کی واسطے
اسکی اُسنے اور باز رکھا ہاتھ آدمیونکا اوپر تمہارے اور تاکہ ہو نشانی واسطے ایمان والونکے اور ہدایت کرتا ہی
تمکو راہ راست کی اور دوسرے وے لوگ جو انپر قادر نہین ہوئے اور تحقیق اللہ نے احاطہ کیا ساتھ اُن کے
اور ہے اللہ ہر چیز پر قادر ـ فقط شان نزول اس آیت شریف کی یہ ہے کہ حضرت پیغمبر برحق نے عمرہ کا ارادہ
فرمایا تھا پس حضرت نے اعراب اور بادیہ نشینون کو دعوت کی تاکہ اس سفر مین ہمراہ ہون یہ اندیشہ حضرت کا
اس پیش بینی کی راہ سے تھا کہ مبادا کفار اشرار مکہ معظمہ مین جدال و قتال کرین اور اندر مکہ کی جانیسے مانع

ہوں لیکن اکثر اعراب نے آپ کی دعوت قبول نکی اور اس سفر مین جناب کی ہمراہ نہوئے مگر وہی خالص مخلص اصحاب جو سراپا ایمان تھے ہمراہ ہوئے مکّہ کے قریب پہنچے تو قریش مانع ہوئے تب حضرت نے حراش کو اہل مکہ کے پاس بھیجا مگر کفار اسکے قتل کے درپے ہوئے وہ واپس آیا پھر حضرت عثمان غنی کو بھیجا مگر مکّہ والون نے حضرت عثمان غنی کو قید کرلیا اور تمام مین آپکے قتل ہونیکی خبر مشتہر ہوئی حضرت نے اپنے سچّے اور پکّے یارون کو جنکی تعداد باختلاف روایات چارسو سے دوہزار تین سوتک تھے جمع فرمایا پھر حضرت نے ایک درخت کے تلے بیٹھ کر بیعت لی کہ قریش سے خوب جنگ کرین اور کسیطرح سے مُنھ نہ پھیرین چنانچہ اُن تمام ہمراہیان جان نثار نے بدل خوشی بیعت کی اور سوائے قید بن قیس منافق کی کسی نے اس کارخیر مین مخالفت نکی چونکہ اس سفر مین منافقون کا نفاق اور مخلصون کا اخلاص صاف صاف کھل گیا اسی سبب سے اسکو بیعت الرضوان کہتے ہین فقط اس آیت شریف مین جو حضرات شیعہ تاویلات کرتے ہین مع اُنکے مجتہدونکے اختلافات کے بیان کیجاتی ہین قاضی نور اللہ شستری نے مجالس المومنین مین لکھا ہے ازان فعل خاص کہ بیعت است وکسے منکر این نیست کہ بعضے از افعال حسنہ مرضیہ از ایشان واقع است سخن درین است کہ بعضے افعال قبیحہ از ایشان بوجود آمدہ کہ مخالف آن عہد وبیعت است چنانکہ در امر خلافت اور صاحب تقلیب المکاید بجواب کید نود و یکم تحفہ اثنا عشریہ کے یہ کہتا ہے کہ اما بودن ابوبکر وعمر در اہل رضوان پس فایدہ بحال ایشان نمیرساند زیراکہ حق سبحانہ تعالے می فرماید اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ این کلام معجز نظام دلالت میکند برانکہ اہل بیعت رضوان نکث بیعت خواہند کرد۔ دیکھو ان متعصبون نے کیسے کلام الہی کے معنی بدلے ہین اور کیسے تاویلین بیجا کی ہین کہ جسکا سر نہ پاؤن بقول شخصے۔ مارے جنواڑ جائے خیرآباد۔ اگر شیعہ بموجب آیہ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کے مجبور اور معذور نہوتے تو بیشک مثل یہود ونصاریٰ کے ضرور تحریف وتبدیل کلام الہی مین کرڈالتے اب اُن صاحبون کا بھی قول سُنئے جو مخالف ان دونون ل مذکورۂ بالا کے ہے اور موافق ہماری تفسیر علامہ کاشانی مین یون مرقوم ہے کہ آنحضرت فرمودند بدرخ

نزدیک کس از ان مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند اور ترجمہ کشف الغمہ مین یون لکھا ہے کہ از جابر بن عبد اللہ انصاری روایت است کہ ما دران روز ہزار و چہار صد کس بودیم دران روز من از حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدم کہ آنحضرت خطاب بحاضران نمود و فرمود کہ شما بہترین اہل روے زمین اید و ما ہمہ دران روز بیعت کردیم و کسی از اہل بیعت نکث نمود مگر قید بن قیس کہ آن منافق بیعت خود را شکست اس روایت سے چند فوائد حاصل ہوئے اوّل یہ کہ بیعت الرضوان مین چودہ سو اصحاب تھے دوم یہ کہ حضرت نے انکو اپنی زبان مبارک سے بہترین اہل زمین کا کہا سیوم یہ کہ سوائے ایک منافق کی کسی نے بیعت نہین توڑی اگر شیعون کے شہید ثالث زندہ ہوتے تو ہم انکو حضرت جابر کی روایت دکھلاتے اور انسے ہی انصاف اور ایمان داری کی داد چاہتے اور کہتے مصرع اگر تو مے ندہی داد روز دادے ہست

ہان یہ امر بھی اسموقع پر لکھنا ضرور ہے کہ شاید شیعہ طعن کرین کہ بیعت الرضوان مین حضرت عثمان تو شریک ہی نہ تھے تو ہم یہ جواب دین کہ اگرچہ حضرت عثمان شریک بیعت الرضوان نہ تھے مگر حضرت رسالت پناہ کو انسے اسقدر محبت تھی کہ باوجود عدم موجودگی کے انکو بیعت کے وقت شریک فرمایا اور کیسا شریک کہ خاص اپنے دست پاک کو دست عثمان بنایا چنانچہ روضہ کلینی کی حدیث اسپر دال ہے فلما انطلق عثمان لقی ابان بن سعید فتاخر عن السرج فحمل عثمان بین یدیہ الی آخر ترجمہ پس جسوقت چلا عثمان ملا ابان بن سعید پس اترا زین سے پس سوار ہوا عثمان آگے اسکے اور داخل ہوا عثمان پس معلوم کیا انہون نے اور تھا چلنا پس بیٹھا سہیل بن عمر رسول اللہ کے پاس اور بیٹھا عثمان مشرکین کے لشکر مین اور بیعت لی رسول اللہ نے مسلمانون کی اور مارا ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر واسطے عثمان کے اور کہا مسلمانون نے کہ خوشحال عثمان کا کہ انکو طواف خانہ کعبہ کا نصیب ہوا حضرت نے فرمایا کہ یہ ممکن نہین کہ عثمان بغیر ہمارے طواف کرے پس جسوقت آیا عثمان فرمایا رسول اللہ نے کہا تو نے کعبہ کا طواف کیا عرض کی کہ مین بغیر حضور کے کسطرح سے طواف کرتا اور اسیطرح سے حملہ حیدری مین منظوم ہے۔ طلب کرد پس اشرف انبیاء زاصحاب

عثمان صاحب حیا۔ باو ہم ہمان گفت خیر البشر۔ کہ زان پیشتر گفتہ بد با عمر۔ بو سید عثمان زمین فی زمان بمقصد روان شد چو تیر از کمان۔ اے گروہ ابن سبا خدا اور رسول کیواسطے ذرا تو اپنے جیمین انصاف کر کہ تمہارے مؤرخ اور مفسّر اور محدّث کیسے کیسے فضائل اور کمال اصحاب رسول اللہ صلعم کے لکھتے ہین اور انکے ایمان و اسلام کو تسلیم کرتے ہین اور پھر بھی تم اپنے علمار کے مخالفت پر کمر باندھتے ہو حق یہ ہے کہ شعر

کہ نیش عقرب از پے کین است۔ مقتضا طبعتش اینست **بقول المتمسک بولایۃ الآل**

یہ آیہ وافی ہدایہ بھی مثل آیات سابقہ کے مومنین موقنین ہی کی شان مین نازل ہوئی ہے نہ کہ منافقین مرتدین کی شان مین بلکہ آیات دیگر سے صریح تر ہے کہ لفظ مومنین کی تصریح خود آیت مین موجود ہے پس جناب باری فرماتا ہے کہ تحقیق خدا راضی ہوا مومنین سے نہ کہ منافقین سے جسوقت کہ انہون نے تحت شجرہ بیعت کی اب ہم تمسے پوچھتے ہین کہ تمکو یہ کیا خبط سمایا ہے کہ جن آیات بیّنات مین مومنین مخلصین کی صفت ہے اُن آیات کو تم اپنے حضرات ثلاثہ کے واسطے کیون مقرر کرتے ہو اور کس غرض سے شیعونکے سامنے پیش کرتے ہو شیعہ تو تمہارے حضرات ثلاثہ کو مومن ہی نہین جانتے بلکہ منافق اور مرتد بتاتے ہین پھر تمہارے اس لکھنے کو وہ کسطرح تسلیم کرسکتے ہین پہلے تم اپنے حضرات ثلاثہ کا ایمان حقیقی تو ثابت کرلو بعد میں آیات فضیلت کیطرف رخ کرنا تمنے ایک اسی بحث مین کتنے ہی رنگ بدلے ہین پہلے تو لکھتے ہو کہ اکثر اعراب نے آنحضرت صلعم کی دعوت قبول نہ کی اور اس سفر مین آنجناب کی ہمراہ نہوئے مگر وہی خالص مخلص اصحاب جو سراپا ایمان تھے ہمراہ ہوے جب مکہ کے قریب پہنچے تو حضرت نے اپنے اُن سچے اور پکے یارونکو جمع فرمایا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اُنسے بیعت لی کہ قریش سے خوب جنگ کرین اور کسیطرح منہ نہ پھیرین اور بعد اُسکے پھر لکھتے ہو کہ سوائے قید بن قیس منافق کے کسی نے اس کار خیر مین مخالفت نکی اور اسیطرح سے تمہارے مولوی مہدی علی بھی اپنی کتاب آیات بینات مین تحریر فرماتے ہین کہ سوائے قید بن قیس منافق کے کسی نے تخلف اس بیعت سے نہین کیا اور پھر تم لکھتے ہو کہ اس سفر مین منافقون کا نفاق اور مخلصو نکا

اخلاص صاف کھل گیا خدا کی پناہ تمنے تو صرف پانچ سات ہی سطر کی عبارت مین اچھا بازیگرون کا سا تماشا کر دکھلایا کیون حضرت بقول تمہارے اس سفر مین تو منافقین مین سے کوئی ساتھ ہی نہ تھا پھر نفاق کیسے ظاہر ہو گیا اور قیدِ بن قیس منافق پوند کا سا ہمنیہ کہانسے نکل آیا لیجیے جناب خانصاحب بیعت تحت شجرہ کا تو شیرازہ آپ ہی کے علماء نے توڑ کر آپکے حوالہ کر دیا باقی رہی سہی کا بخیہ راقم اُدھیڑ کر آپکو دکھلائے دیتا ہے۔ پس اس سے ہمکو بخوبی ثابت ہو گیا کہ جنکو تمنے خالص و مخلص سمجھا تھا انہین مین منافق بھی موجود تھے دیکھو تم اپنی تفسیر ثعلبی کی سورہ فتح کو کہ اسمین صاف لکھا ہے کہ صلح حدیبیہ مین حضرت عمر کو جناب ختمی مآب کی نبوّت مین انتہا درجہ کا شک پیدا ہوا اور جنگ حنین کے بھاگنے والونکی نسبت صحیح مسلم مین عباس عم رسول اللہ سے یہ روایت ہے کہ اُس روز جناب رسول خدا ایک بغلہ بیضا پر سوار تھے اور جسوقت مسلمانون نے کفار سے صفِ جنگ مین باہم ملاقات کی تب مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے اور جناب رسول خدا نے اُسوقت بنفس نفیس قصد جہاد کیا اور اپنی بغلہ کو باوجود قلتِ رفقاء اور عدم مسلمانون کے بکمال شجاعت و دلیری طرف کفّار کے بڑھے جاتے تھے اور رجز مین یہ فرماتے تھے انا ابن عبد المطلب انا النبی لا اکذب پس عباس کہتے ہین کہ آنحضرت نے مجھسے فرمایا کہ اے عباس اصحاب سمرّہ کو یعنی اصحاب بیعتِ رضوان کو جنہون نے مرنے اور مارنے اور عدم فرار پر بیعت کی تھی پکارو کہ کیون بھاگے جاتے ہو پس عباس کہ بہت بلند آواز تھے اسطرح پکارنے لگے کہ این اصحاب السمرۃ یعنی کہان جاتے ہو اے بیعت کنندگانِ زیر درخت کیا ایسے بھاگنے پر تمنے بیعت کی تھی انتہی اور کتاب منہاج السنۃ مین لکھا ہے کہ حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ابو العادیہ اور ابن ابو العادیہ نے کہ وہ دونو سابقین اور بیعت کنندگان شجرہ سے تھے اور کنز العمال مین یہ حدیث لکھی ہوئی ہے قاتل عمّار وسلبہ فی النار یعنی قاتل عمّار آتش دوزخ مین ہے اور مسندِ احمد بن حنبل مین لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ داخلِ بیعت رضوان تھا اور سبّ جناب امیر کیا کرتا تھا علاوہ اسکے زانی بھی تھا اور مدارج النبوّت مین لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ تدبیر امارت یزید مین مشغول

رہتا تھا اور اِس مقام کے واسطے ایک روایت تو ہمکو ایسی دستیاب ہوئی ہے کہ اُسکو دیکھکر اگر غیرت ہوگی
تو خانصاحب چلو بھر پانی مین ڈوب مرینگے چنانچہ کتاب استیعاب مین ابن عبد البر کہ بڑے معتبرین اہل سنت
سے ہین اسطرح تحریر فرماتے ہین کہ عبد الرحمن بن عدیس مصری ان لوگونسے تھا کہ جنہون نے تحت شجرہ
جناب رسول اللہ سے بیعت کی تھی اور وہ سردار تھا اُس لشکر کا جو مصر سے طرف مدینہ کی آیا تھا اور محاصرہ کیا
حضرت عثمان کا اور اُنکو قتل کیا اب ہم حیران ہین اس بات پر کہ قاتل اور مقتول دونو اہل بیعت شجرہ سے تھے تو
ضرور ہوا کہ حضرات اہلسنت یا تو دونو کو جنتی کہین یا دونو کو جہنمی اور اگر ایک کو جنتی اور دوسری کو جہنمی کہینگے
تو ترجیح بلا مرجح اور قضیات بیعت شجرہ مین موافق عقیدہ اہلسنت کے سراسر قباحت اور نقصان
لازم آویگا اور صاحب تقلیب المکائد نے جو بجواب کید نود و یکم تحفہ اثنا عشریہ کے لکھا ہے بہت صحیح اور درست
ہے اور تمکو اتنی لیاقت کہان جو تم اُس عبارت کی خوبی کو پہچانو اور تم نے جو یہ کلمہ آخر مین صاحب
تقلیب المکائد کی نسبت حقارت سے تو تڑاخ کرکے لکھا ہے کہ صاحب تقلیب المکائد بجواب کید نود و یکم تحفہ
اثنا عشریہ کی کہتا ہے سو ہم بھی اگر تمہاری مولوی عبد العزیز صاحب مؤلف تحفہ کو اسیطرح سے لکھین تو
دیکھو تمکو بُرا معلوم ہوتا ہے یا نہین اور اِسی باعث سے ہمنے اسجگہ پہ تمہاری تعظیم اور تکریم کو بھی
برطرف کرنا چاہا تھا مگر کیا کرین کہ تہذیب اخلاق اسکا بھی مانع ہوا اور کلام الٰہی کے معنی بدلنا اور اُسکو
آگ سے جلانا اور تاویلین بیجا کرنا یہ تو سُنیونکا ہی کام ہے شیعہ تو ایسے حرکات قبیح سے نہایت پرہیز رکھتے
ہین اور کلام الٰہی مین تحریف اور تبدیل کرنا بھی مثل یہود و نصارا کے تمہارے ہی علمار نے حضرت عثمان کو
لکھا ہے نعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد اور صاحب تقلیب المکائد نے آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْ
نَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ
اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا کا اشارہ کیا ہے تو کیا بیجا کیا خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے
کہ جن لوگون نے تجھسے بیعت کی ہے انہون نے خدا سے بیعت کی یعنی عہد و پیمان کرنا تجھسے حقیقت میں

خدا سے عہد و پیمان کرنا ہے پس جس شخص نے اس بیعت کو توڑا ایس نہین توڑا ہے مگر واسطے ضرر اپنے نفس کے اور جس شخص نے وفا کی ساتھ عہد و پیمان خدا کے پس قریب ہے کہ دیگا خدا اسکو اجر عظیم انتہے۔ پس یہ آیۃ نقیہ بھی اسی بیعت حدیبیہ مین جسکو بیعت رضوان کہتے ہین نازل ہوئی ہے چنانچہ بیضاوی نے اپنی تفسیر مین اسکا ذکر فرمایا ہے اور بعض مفسرین نے اسکی تصریح کی ہے کہ یہ آیۃ اگرچہ ترتیب عثمانی مین مقدم ہے مگر تنزیل قرآنی مین مؤخر ہے اور قاضی نور اللہ شستری اعلی اللہ مقامہ کا وہ فقرہ لکھنا ہرگز اسپر دلالت نہین کرتا کہ آپکے صحابہ کبار اول سے منافق نہ تھے اسلئے کہ بعض افعال حسنہ کا اونسے سرزد ہونا اُن کے کامل الایمان ہونیکی دلیل نہین ہے کیونکہ بعض افعال حسنہ تو کفار اور منافقین سے بھی واقع ہوتے ہین جیسا کہ حدیث النبی حبیب اللہ و لو کان کافرا سے پایا جاتا ہے بلکہ شہید ثالث قاضی نور اللہ شستری کا یہ فرمانا کہ بعض افعال حسنہ مرضیہ از ایشان واقعست دلیل صریح ہے اوپر نفاق اُن لوگون کے اسلئے کہ اگر بقول آپکے وہ پکے مومن ہوتے تو سب افعال اُن کے حسنہ ہی ہوتے اور نہ فقط بعض افعال حسنہ ہوئے تو بیشک وہ منافق تھے کہ بعضے ظاہری افعال اُنکے حسن تھے اور باطنی افعال اُن کے سب کے سب قبیح تھے اور تم جو یہ کہتے ہو کہ شیعون کے شہید ثالث اگر زندہ ہوتے تو اُنکو ہم حضرت جابر کی روایت دکھلاتے اجی حضرت شہید ثالث قاضی نور اللہ شستری علیہ الرحمہ تو فاضل اجل و عالم متبحر نائب امام العصر تھے اُنکو تو تم کیا دکھلاتے ہم لوگ تو اُنکے مقلدین مین داخل ہین اگر آپ ایسے ہی مرد میدان ہو ہین تو ذرا فقیر ہی تک قدم رنجہ فرما کر وہ روایت پیش فرمائیے اُسوقت آپ ملاحظہ فرمالیجیگا کہ آپکی چین چڑھ بکار آمد ہو سکتی ہے یا حقت کے گھاٹ صاف اوتارے جاتے ہو۔ بفضلہ تعالیٰ ہم تو حاضر ہین ہمین میدان ہمین گو۔ ترجمہ کشف الغمہ سے جو روایت جابر بن عبد اللہ انصاری کی سند اُمیش کی ہے اور اسپر تم بہت کچھ ناز و افتخار کرتے ہو یہ تمہارا فخر اور ناز کرنا ہمارے نزدیک محض بے سرو پا ہے اسواسطے

۵ اور یہ بھی ثابت ہے کہ جب کوئی فعل حسن بریا و سمعہ واقع ہو تو وہ بالکل نادرست اور فاعل ایسے فعل کا گناہ گار ہے۔ ۱۲

کہ اصل اس روایت کی سُنیون کی صحیح مسلم مین اور بعض فقرات ازالۃ الخفا مین موجود ہین اور ہم
کشف الغمہ کو بخوبی جانتے ہین کہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اُسکے مصنف علیہ الرحمہ نے خود ہی اُسکی اخیر خطبہ
مین صاف صاف لکھدیا ہے کہ مین نے اکثر حدیثین اسمین کتب مخالفین سے الزاماً علیہم نقل کی ہین پس یہ
وہ مخالفین پر حجت ہوسکتے ہین نہ کہ شیعو نپر باقی رہا ترجمہ اسکا پس ہم نہین جانتے کہ مترجم کوئی معتبر
ہے یا غیر معتبر ہے محض ترجمہ پر اکتفا کی ہے یا اپنی طرف سے کچھ بڑھا یا گھٹا یا ہے پہلی اعتبار اُسکا ہمارے
علما معتبرین کے اقوال سے ثابت کرو تب ہمپر اُس سے استدلال کرنا اور تمنے جو تفسیر کاشانی کا حوالہ
دیا ہے کہ آنحضرت فرمودند بدوزخ نرود یک کس از ان مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند۔ محض غلط
ہے بلکہ املا غلط انشا غلط اُس مین اس عبارت کا کہین پتہ و نشان ہی نہین اور بالفرض اگر یہ
عبارت اسمین موجود بھی ہوتی تو تمہارے مفید مطلب تھی اسمین تو مثل کلام اللہ کی مومنون کی
تصریح ہے یعنی مومنان بیعت کنندگان دوزخ مین نجائینگے نہ یہ کہ منافقان بیعت کنندگان اور
نہ یہ کہ مطلق بیعت کنندگان دوزخ مین نجائینگے خواہ بمقتضار بیعت اُسپر قائم رہین یا نکث عہد و
پیمان کرکے فَمَن نَّکَثَ مین داخل ہون اور روایت روضہ کلینی سے جو تمنے لکھی ہے وہ اخبار
احاد سے ہے جو مقام اعتقاد مین بکار آمد نہین ہے اور دیگر روایات بھی مطابق اسکے نہین ہین
اور یہ روایت موافق مذہب سنیون کے ہے اور اصل اس روایت کی اہل سنت ہی کی کتابون مین
مذکور ہے چنانچہ صحیح بخاری مین موجود ہے اور ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ نے چند مقام پر اسکا
ذکر کیا ہے پس محمول علی التقیہ بھی ہوسکتی ہے اور علاوہ اسکے اس روایت سے صاف مقصود اہلسنت
حاصل نہوگا اسلیئے کہ اسمین فقط اتنا ہی ہے کہ حضرت نے ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر مارا واسطے عثمان
کے تاکہ وہ بھی شریک بیعت ہوجاوے نہ یہ کہ نعوذ باللہ منہا اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا ہو بلکہ یہ
امر واسطے اسکے تھا کہ بیعت عثمان کی بھی مستحکم ہو کہ وہ اپنی بیعت ثمرہ اور طریقہ مرضیہ کو جو کہ قرار تھا

شاید چھوڑ دین اور یہ واسطے اتمام حجت کے کیا گیا اور ہاتھ پر ہاتھ مارنے سے یہ مطلب ہرگز نہ تھا
کہ میرا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے اگرچہ حضرت عثمان نے اس بیعت کو بھی جنگ حنین مین توڑ ڈالا اور جیش اسامہ سے
تخلّف کر کے کہ وہ بھی نکث اس بیعت کا تھا مستوجب لعن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوگئے
اور حملہ حیدری کتاب تواریخ سے جو اشعار کہ تمنے نقل کئے ہین اُسکا جواب یہ ہے کہ صاحب حملہ حیدری نے
کتاب مدارج النبوۃ وغیرہ سے اکثر روایات اہلسنّت کو تقیۃً عہد بادشاہ متعصب عالمگیر مین نقل کر کے
نظم کیا ہے اور جسجگہہ کہین موقع ملا ہے اُس جگہہ پر اشارہ اور کنایہ سے راویانِ مخالفین کی مخالفت
کو ظاہر بھی کر دیا ہے اور اپنے تئین صاف الزام اور اتہام سے علیحدہ کیا ہے چنانچہ اُن کے اس شعر پر
نظر کرنا چاہیے ؎ من از گفت راوی بیان میکنم ۔ جو البتہ بر وگفتہ گر بیش و کم ۔ اور بعد فوت ہونے
عالمگیر بادشاہ کے عہد بہادر شاہ شیعہ مین اُنہون نے باقی ماندہ حملہ حیدری کو بلا تقیہ لکھا ہے اور
انشاء اللہ تعالےٰ ہم آیہ غار کی بحث مین کچھ حال حملہ حیدری اور اُسکے مصنّف کا اور بھی لکھینگے اُسجگہہ پر
بخوبی دیکھہ کر اپنی تسکین کر لینا اور اے گروہ یزید بے حیا و شمر روسیاہ ذرا تو خدا اور رسول کیواسطے
اپنی جی مین انصاف کرو کہ جن لوگون نے خاص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے ساتھ یہ دغا بازی
کی کہ اُن حضرت صلعم کے ہاتھ پر اوّل تو بوعدہ جان نثاری بیعت کی اور جب جانفشانی کا وقت آیا تو معرکہ
کارزار مین جناب رسول کردگار کو کفار نابکار کے مقابلہ مین چھوڑ کر رو بفرار اختیار کیا اونکو تم اپنا ہادی
اور پیشوا اور اصحاب صدق و باصفا جانتے ہو اور در حقیقت جن اصحاب صدق و باصفا نے اطاعت خدا
اور رسول مین کبھی سر مو فرق نہین کیا اور جہاد فی سبیل اللہ سے کسی حالت مین قدم پیچھے نہین ہٹایا
اُنکی حقارت اور مخالفت پر تم ہمیشہ کمر باندھے رہتے ہو حق یہ ہے ؎ کہ نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش اینست ۔

قال المرتبك في الضلال

نہم آیت

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ

تریٰهم رکعًا سجدًا یبتغون فضلًا من اللہ ورضوانًا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ترجمہ محمد رسول اللہ
کا ہے اور جو لوگ اُسکے ساتھ ہین یعنی اصحاب باصفا زور آور ہین کافرون پر نرم دل ہین آپسمین تو دیکھے
اونکو رکوع مین اور سجدے مین یعنی اکثر اوقات اُنکے نماز ہی مین گذرتی ہے ڈھونڈتے ہین اللہ کا فضل
یعنی ثواب آخرت اور اسکی خوشی پانا اونکا اُنکے مُنھ پر ہے سجدے کے اثر سے۔ اس آیت شریف مین اللہ
جل جلالہ اصحاب جناب رسالت پناہ صلعم کی تعریف و توصیف فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ یعنی اصحاب کافرونپر
بڑے زور آور اور آپسمین بہت ہی مہربان اور نماز مین بکثرت مشغول اور ثواب اور رضامندی خدا کے
طالب ہین پس جو شخص کہ دعوے اسلام کرے اور اصحاب باصفا کو اس صفت مین موصوف نجانے وہ بیدین
بالیقین گمراہ ہے **یقول المتمسک بولا بنہ الاول** اے یار وہم تمکو کہانتک سمجہاوین
تمہاری تو ایسی اوندھی سمجھ ہے کہ جن آیات بیّنات کو خداے تعالیٰ نے صریح اور صاف طور سے مومنین متقین
اور مجاہدین مخلصین کی تعریف اور توصیف مین نازل فرمایا ہے اُنکو تم نہایت درجہ کی بے انصافی اور بے
غیرتی سے اپنے حضرات ثلاثہ اور اُنکے تابعین متقدین کی نسبت منسوب کرتے ہو اور حضرات ثلاثہ اور اُنکے
تابعین کو اصحاب باصفا بتلاتے ہو ایک اسی آیت شریف پر خیال کرو کہ یہ آیت بعد ستائش حضرت
خاتم الانبیاء علیہ السلام کے خاص حضرت امیر المومنین امام المتقین قاتل المشرکین اسد اللہ الغالب علی
ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مین نازل ہوئی ہے اور دیکھو تمنے کلام ربانی مین اپنے
حضرات ثلاثہ کے عشق مین ڈوبکر کیسی کچھ تاویلین بیجا کین ہین کہ جسکا کچھ حساب اور شمار ہی نہین
تمہارے حضرات ثلاثہ مین اشداء علی الکفار یعنی سخت ہین اوپر کفار کے کوئی بات بھی نہین پائی جاتی
نہ کبھی تمہارے حضرات ثلاثہ نے کسی کافر کو معرکہ کارزار مین قتل کیا نہ کبھی خود زخم کھایا بلکہ جسقدر کہ غزوات
عہد کرامت مہد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم مین واقع ہوئے ہین ان سب سے حضرات ثلاثہ
نے فرار اختیار کیا اور حضرت رسولخدا اور علی مرتضیٰ علیہما السلام کو دشمنون کے مقابلہ مین چھوڑ دیا چنانچہ

کتاب مدارج النبوت و حبیب السیر وغیرہ مین صاف لکھا ہے کہ جنگ احد سے حضرت ابوبکر و عمر دونو مفرور
ہوئے اور حضرت عثمان تو ایسا بھاگے کہ تین روز تک انکا کہین پتا بھی نہ لگا پھر بھلا تمہارے شیخین سے کفار
نابکار کو کیا خوف ہوتا اور وہ کیا کفار پر سخت ہوتے اور جنگ خیبر مین جبکہ حضرت ابوبکر و عمر بھاگ گئے تھے تو حضرت
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسطرح فرمایا تھا لاعطین الرایۃ غداً رجلاً کرارا
غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ لا یرجع الا یفتح اللہ علی یدیہ
یعنی کل کو مین علم لشکر ایسے شخص کو دونگا جو بڑا شجاع ہے کبھی نہین بھاگتا ہے اور خدا اور رسول کو
کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسکو دوست رکھتے ہین نہین لوٹیگا وہ جب تک اللہ تعالیٰ اسکے
ہاتھ پر فتح دے پس یہ بات تو تواریخ معتبرہ فریقین سے ظاہر ہے کہ دوسرے دن غزوہ خیبر مین حضرت رسولخدا
صلعم نے وہ علم لشکر حضرت علی مرتضے علیہ السلام کو تفویض کیا اور حضرت امیر کی دلیری اور شجاعت سے وہ جنگ
اسی روز فتح ہو گئی اور مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ غزوہ احزاب جسکو جنگ خندق بھی کہتے ہین ابوسفیان
کی طرف سے ایک بڑا جسیم پہلوان کہ جسکا نام عمر بن عبد ود تھا لشکر اسلام کے مقابلہ کو آیا تو حضرت رسولخدا
نے حضرت عمر کی طرف اسوقت خطاب کرکے فرمایا کہ تم جاؤ اور اس کافر سے لڑو مگر انہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
مجھکو طاقت اسکے مقابلہ کی نہین ہے اوسوقت جناب رسولخدا صلعم نے حضرت علی مرتضے شیر خدا علیہ السلام
کو اجازت جہاد کی عطا فرمائی اور اپنے ہاتھ سے عمامہ اونکے سر اقدس پر باندھا اور اسروز حضرت امیر علیہ السلام
کے پاس گھوڑا سواری مین نہ تھا اور عمر بن عبد ود گھوڑے پر سوار تھا مگر باوجود پیدل ہونیکے جناب حیدر کرار
مقبول شیر کردگار نے عمر بن عبد ود لعین کو قتل کر ڈالا جس سے اسلام کی پشت قوی ہو گئی اور کفار کے دل
ٹوٹ گئے اب ذرا تم ہی انصاف سے کہدو کہ اشداء علی الکفار کی صفت کس صاحب پر پائی جاتی ہے آیا
حضرت علی مین یا تمہارے عمر مین اور رحماء بینہم کی اب تفسیر سنئے یعنی آپسمین رحمدل ہین پس حضرات
معصومین اہلبیت علیہم السلام کا آپسمین رحمدل ہونا تمام زمانہ پر ظاہر و باہر ہے کہ جسکی تحریر کرنے کی کچھ ضرورت

نہین علاوہ اسکے حضرت امیر علیہ السلام کا حضرت سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ صحابہ کبار رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے ساتھ شفقت کرنا مع دیگر مومنین موقنین کی کہ جنکے نام اور نشان ہمارے شہید ثالث
نے مجالس المومنین مین رقم فرمائی ہین بخوبی متحقق ہے اور اصحاب ثلثہ کو جو تم رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کہتے ہو تو انکی
رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی کیفیت ہے کہ باوجود فرض ہونے محبت اہلبیت علیہم السلام اور فرض ہونے اُن کی
پیروی کے اصحاب ثلثہ نے اُنسے رنجش کی اور طرح طرح کی اذیت پہنچائی خلافت کے دباؤ کے لئے بضعۃ
رسول خدا پر ظلم و ستم روا رکھا سعد بن عبادہ و مالک بن نویرہ وغیرہ صحابہ شہید کرائے گئے شہر سے حضرت
ابوذر غفاری نکلوائے گئے عمار بن یاسرؓ کو صدمات شدید پہنچائے گئے منافقین کو بہت کچھ عروج دیا
گیا مطرودان و مغضوبان نبیؐ کو مدینہ طیبہ مین بلا کر ندیم سلطنت بنایا گیا اور رکوع اور سجود کرنے پر بھی
حضرات ثلثہ کی ابنظر کرنا چاہیے کہ جب حضرت جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ سے نماز چھوڑ کر واسطے لہو لعب
اور تجارت کے بھاگ جاتے تھے تو خدا تعالے نے ان کے حق مین آیت وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَاِن
انْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا کو نازل فرمایا یعنی جب دیکھتے ہین اصحاب ہی تجارت کو یا لہو لعب کو تو جاتے ہین
طرف اسکی اور چھوڑ دیتے ہین تجھکو کھڑا ہوا نماز مین کہہ اے پیغمبر صلعم کہ جو کچھ خدا کے نزدیک ہے وہ بہتر ہے
لہو اور تجارت سے انتہی اور ہمارے حضرت امیر علیہ السلام کا نماز پڑھنا تو ایسا تھا کہ جنکی نماز عصر کی خاطر سے
خدا تعالے نے دوبار ردّ شمس کیا چنانچہ اسماء بنت عمیس سے ایک روایت ہے کہ ایک روز بوقت نزول وحی حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سر اپنا جناب علی مرتضےؑ کے زانو پر رکھے ہوئے تھے کہ سورج چھپ گیا تب حضرت
رسول خدا نے دریافت کیا کہ اے علیؑ نماز عصر فوت ہوئی آپنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اشاروں سے مین نے
ادا کی ہے پس فرمایا حضرت نے کہ تم دعا کرو کہ اللہ تعالے چھپے ہوئے سورج کو لوٹا دے پس حضرت امیر نے دعا کی
اور سورج چھپا ہوا لوٹ آیا اور نماز عصر بخوبی وقت پر ادا کی اور اسبات کو تمہارے ملا جامی نے بھی اپنے
شواہد النبوت مین بعبارت فارسی یون رقم فرمایا ہے کہ خدا تعالے برائے وے دوبار ردّ شمس کردیکے

بعد رسول اللہ صلعم ویکے بعد خاص اولانتی اور مدارج النبوۃ اور تاریخ خمیس اور معارج ملامعین مین کہ کتب معتبر اہلسنت سے ہین اسکو تفصیل لکھا ہے اور مسجد کوفہ مین بحالت نماز او بجناب کا شہید ہونا تو اکثر کتب معتبرہ صحیحہ سے واضح ہے اور سِیْمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ کے بعد خدا تعالے نے یہ بھی فرمایا ہے ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ اس آیت کے ٹکڑے کو تمنے بخوف اسکے کہ آپ کی چالاکی اور بناعی امتی کھل جاویگی نہیں تحریر کیا توریت اور انجیل مین درحقیقت تمہارے کسی صحابی کا ذکر نہین ہے مگر ہا ہے جناب امیر علیہ السلام کا توریت اور انجیل مین البتہ ذکر موجود ہے چنانچہ ملا جامی نے اپنی شواہد النبوت مین بخوبی تحریر فرمایا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا دریا کے کنارہ پر تھا کہ ایک راہب نصاری جسکا نام شمعون بن یوحنا تھا حاضر ہوا اور کتاب سماوی آپکے سامنے اسنے پڑھی کہ جسمین ذکر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر جناب امیر علیہ السلام کا درج تھا اسی حال کتاب مین سنکر حضرت علی مرتضے علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی لم اکن عنده منسیا و کنت فی کتب من سکوا اینہا الحمد للہ الذی لم یجعلنی عنده منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتب الابرار اب جو سنیا ہے کہ جو شخص دعوے اسلام کا رکھتا اور ایسے صریح فضائل اہلبیت علیہم السلام کو صحیح نجانے اور اپنے سوء اعتقادی اور کم ظرفی سے دشمنان اہلبیت علیہم السلام کی تعریف اور توصیف قرآن مجید اور توریت اور انجیل مین بتاوے وہ بیشک ہمارے نزدیک گمراہ اور مردود ہے اور ہمکو ایسے بیدین ملعون سے کمال درجہ کی نفرت ہے قال المرتاب فی الضلال دہم آیت وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

سے معارج النبوت مین بھی بخوبی لکھا ہے کہ ذکر جناب امیر کا کتب سابقہ مین موجود ہے ۔۱۲

ترجمہ جہاد کرو اللہ کیواسطے یعنی خدا کے دشمنون سے ظاہری ہون مثل کفار و مشرکون کے باطنی ہون مثل نفس امارہ و حرص و شہوت کے جیسا کہ چاہیئے جہاد کرنا یعنی دل کی صفائی اور خلوص نیت سے۔ اُسنے تمکو پسند کیا اور نہین رکھی تمپر دین مین کچھ مشکل مذہب تمہارے باپ ابراہیم کا اُسنے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلے سے یعنی قرآن سے اگلی کتابون مین اور اس قرآن مین تاکہ ہو رسول بتانیوالا تمپر اور تم ہو بتانے والے لوگونپر سو کھڑی کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور بھروسا کرو اللہ پر وہ تمہارا صاحب سو اچھا صاحب ہے اور اچھا مددگار دیکھو رب جلیل اصحاب رسول اللہ کی شان مین مسلمان کا لفظ ارشاد فرماتا ہے نہ شیعہ امامیہ کا۔ **یقول المتمسک بولایۃ الآل** ہم بارہا لکھ چکے ہین کہ اصحاب رسول اللہ جو خالص اور مخلص شیعہ امامیہ تھے اور مشائعت و متابعت اہلبیت علیہم السلام کی اپنی ذات پر لازم اور واجب جانتے تھے البتہ اُن کی خداتعالےٰ تعریف و توصیف فرماتا ہے اور اُن کے فضائل اور مراتب کا ہرگز ہرگز کوئی شیعہ منکر نہین ہے بیشک وہ سچے مسلمان اور پکے ایمان دار تھے اور انکی شان مین حدیث شیعۃ ہم الفائزون یوم القیامۃ وارد ہے لیکن تمکو جناب خاتم صاحب النبی سے کیا مطلب اور کیا نسبت تم اپنے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر و ابوالعاویہ و معاویہ وغیرہ کی خبر لو کہ جنہون نے اپنے نفاق باطنی کے باعث جہاد فی سبیل اللہ سے ہمیشہ روگردانی کی اور نماز مین ترک کرنا واسطے لہو لعب کے پسند کیا اور بوقت وفات رسول اللہ کے حضرت رسول خدا کو تہمت ہذیان کی لگائی اور آیہ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کا کچھ بھی خیال نکیا اور بعد رحلت جناب خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ وسلم کی تو دل کھولکر وہ غضب برپا کیے کہ جسکو ایک زمانہ جانتا ہے اور تمہارے مخفی کرنے سے انکے وہ ظلم و ستم ہرگز نہین مخفی ہو سکتی مثل مشہور ہے کہ کیسا ہی بلی اپنے فضلہ کو چھپاوے لیکن کہین اُسکی بوئے بد بھی چھپتی ہے **قال المرتاک فی الضلال** یازدہم آیت سورہ توبہ کی اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْ

وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ
اَلتَّآئِبُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ تحقیق اللہ نے خریدی ایمان والون سے جان اور مال اُن کے اس قیمت پر کہ انکو بہشت ملیگا مقاتلہ کرتے ہین اللہ کی راہ مین پھر مارتے ہین اور مارے جاتے ہین یعنی کافرون کو فی النار کرتے ہین اور خود بھی جام شہادت سے سرشار ہوتے ہین وعدہ ہو چکا اُسکے ذمّہ پر سچّا توریت اور انجیل اور قرآن مین اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیان کرو یعنی اسلام والو اس معاملہ پر جو تمنے کیا ہے اُس سے کہ چیز فانی کو دیکر چیز باقی کو مول لیا ہے اور یہی ہے بڑی مراد ملنی توبہ کرنیوالے یعنی کفر اور شرک اور کبیرہ وغیرہ سے بندگی کرنیوالے یعنی اخلاص سے شکر کرنیوالے یعنی نعمت اسلام پر بے تعلق رہنے والے یعنی سبب روزہ رکھنے یا ہجرت کرنے یا لذات دنیا کی طرف لگانے سے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے حکم کرنیوالے نیک کام پر یعنی ایمان اور بندگی اور روزہ اور نماز اور حج اور زکوٰۃ اور منع کرنیوالے بُرے کامون سے یعنی کفر و شرک و سود و شراب و قمار وغیرہ سے اور تھامنے والے حدین اللہ کی باندھے ہوئین یعنی خلاف شرع شریف کے کوئی کام نہین کرتے اور خوشخبری سنا تو ایمان والونکو یعنی اللہ تعالےٰ نے اُنکو ایسی عمدہ صفتون کے ساتھ موصوف فرمایا دیکھو اللہ تعالےٰ کیسی کیسی تعریفین اصحاب مجاہدین کی فرماتا ہے اور کیسے کیسے وعدے دیتا ہے پس بے شک و شبہ یہ تمام اوصاف صحابہ رحمۃ العالمین مین یقیناً پائی جاتے ہین

یقول المتمسک بولایۃ الآل ہم بھی یہی کہتے ہین کہ یہ سب اوصاف مومنین مخلصین صحابہ رحمۃ للعالمین و مجاہدین اور زاہدین مین بیشک و شبہ پائے جاتے ہین اور کوئی شیعہ اسکا منکر نہین ہے واللہ اعلم اسکے لکھنے سے تمکو کیا فائدہ ہے تمہارے حضرات ثلاثہ اور اُن کے ہمرنگ تو اس صفت مین داخل ہی نہین خانصاحب اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اس قسم کی ہٹ دھرمی سے بچائے بیجا تعصب کا مرض کسی کو

نہ لگائے آپ نے یہ تازہ ستم ڈھایا ہے کہ اصحاب مخلصین مستحقین کو کہ جنکی شان مین آیات حمیدہ نازل ہوئین
اُن کو تو غیر مستحق ٹھہرایا ہے اور جو درحقیقت اوصاف مندرجۂ آیات مذکورہ سے خارج ہین اور فی الواقع
اصحاب منافقین مرتدین فارّین غادرین کے زُمرہ مین داخل ہین اُنکو اوصاف ناجائز کا خلعت پہنایا ہے
پھر اور بھی کسی سے نہین ہمسے ہی یہ بھی کہتے ہو کہ یہ تمہارے اصحاب مجاہدین اور خلفاء راشدین ہین سو ہم
تمہاری اس جعلسازی کو کب مانتے ہین جن لوگون نے جہاد فی سبیل اللہ سے ہمیشہ فرار اختیار کیا اور پیغمبر خدا
کو دشمنون کے مقابلہ مین تنہا چھوڑ دیا اور اُن غزوات مین زخم کھانا تو کیسا کبھی نکسیر بھی اُنکی نہین
پھوٹی اُن کو تمنے کمال ناانصافی اور ہٹ دھرمی سے مجاہد اور خلیفہ بنایا تو ایسی خود بنا لینے سے کیا کام چلتا ہے

قال المبتلٰی فی الضلال آیت دوازدہم وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ
وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا
وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ترجمہ وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگون
کو جو ایمان لائے تم مین سے اور اچھے کام کئے یقیناً خلیفہ کریگا اُنکو ملک مین جیسے خلیفہ کیا تھا اُن سے
اگلون کو یعنی داؤد علیہ السلام کو بموجب آیہ شریف یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ
اور اسیطرح سے سلیمان علیہ السلام کو اور جما دیگا اُنکو دین اُنکا وہ دین کہ پسند کر دیا اون کو اور دیگا
اُنکو اُن کے ڈر کے بدلے امن میرے ہی بندگی کرینگے شریک میرا نکرینگے کسیکو اور جو کوئی ناشکری
کریگا اسکے پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم۔ واضح ہو کہ جو ضمیر مخاطب کی لفظ منکم مین ہے اور نیز جو
ضمیر غائب کی صیغہ جمع کے ساتھ واقع ہوئی ہے اور جمع کا اطلاق تین سے کم پر نہین آتا ہے اگر شیعہ
مدعی ہون کہ یہ آیت شریف بارہ امام کے شان مین ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ اُسوقت تک یہ آیت نازل
ہوئی سوائے حضرت علی کے اور امامون مین سے کوئی صاحب منصب خلافت کو بھی نہین پہنچا اور

اور جینے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت کرنا اسوجہ سے شمار مین نہین آسکتا ہے کہ شیعہ انسے بدرجہا سوء اعتقادی وعناد قلبی رکھتے ہین جسکو ہم آگے بیان کرینگے اگر حضرت حسن کا خلیفہ ہونا بھی تسلیم کیا جاوے تو اس صورت مین بھی معنی صیغہ جمع کے صحیح نہین ہوسکتے پس اس آیت شریف مین اللہ تعالے نے یقینی وعدہ فرمایا ہے کہ ان صحابہ سے جو وقت نزول اس آیت کی ایمان لاچکے تھے تین آدمی یا زائد تین سے درجہ خلافت پر مثل داؤد اور سلیمان علی نبینا علیہما السلام کے بالضرور پہنچینگے اور اُن کے وقت مین وہی دین ظاہر ہوگا جو پسندیدہ خدا ہے اور اُن کے وقت خلافت مین مسلمانون کو امن کامل حاصل ہوگی اور مسلمان لوگ خالص بندگی خدا کی کرینگے چنانچہ اس وعدہ کو اللہ جل شانہ نے پورا کیا اور خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو درجہ خلافت کبرا پر پہنچایا اور انہین چار یار کی جہد اور جانفشانی کی سبب سے دین محمدی شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک پھیل گیا پس یہ چارون ارکان اسلام لاکلام سچے اور پکے خلیفہ ہین اور منکر انکی خلافت کا بے شبہ کافر ہے۔

یقول المتمسک بولا ئہ الآل جناب خانصاحب آپ اس آیت کے معنی ہی نہین سمجھے خلافت مصطلحہ جو کہ نیابت پیغمبر ہے اس آیت سے مراد نہین ہوسکتی ایسے مقامات پر تو خلافت کے معنے لغوی ہی لئے جاتے ہین یعنی مالک اور وارث زمین کے اور یہ ذکر حقیقت مین زمانہ رجعت کا ہے اُسوقت ائمہ معصومین علیہم السلام کو تسلّط فی الارض حاصل ہوگا اور جمیع مومنین صالحین بے خوف وخطر خدا کی عبادت کیا کرینگے اور اگر تمکین وغلبہ سے تم یہ مراد لو کہ بعضے جگہہ پر تو بخوبی غلبہ ہو اور بعضی جگہہ نہو تو اسطرح کا غلبہ زمانہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی حاصل ہو گیا جیسا کہ صاحب بیضاوی آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ حضرت رسالت مآب صلعم کے عہد کرامت مہد مین تمام ملک عرب پر اسلام کا بخوبی غلبہ ہوگیا پس تخصیص زمانہ سلطنت حضرات ثلاثہ کی کسیطرح پر نہین ہوسکتی اور ویسی تو ترقی سلطنت روز بروز ہوتی ہی رہی چنانچہ امیر معاویہ کے عہد حکومت مین حضرات ثلاثہ کے

عہد سے زیادہ ترقی ہوئی حُبِّ دنیا نے اسقدر اندھا کر دیا تھا کہ جناب سبط اکبر فرزند رسول الثقلین کو بلا خوف و خطر اور بدون لحاظِ اسلام کے زہر ہلاہل پلوا دیا پوت کپوت نے اسقدر ترقی جاہ و حشم پر کمر باندھی کہ خاندانِ نبوت کا خاتمہ ہی کر دکھلایا چنانچہ یہ شعر مشہور زبان زد خاص و عام ہے ؎ پلا یا زہر شبر کو کیا شبیر کو بے سر۔ مٹایا خاندانِ مصطفےٰ آہستہ آہستہ ۔ اور معاویہ و یزید کے زمانہ سے عبد الملک کے زمانہ مین اور بھی زیادہ ترقی ہوئی مگر یعبدُوننی لا یُشرکُون بی شیئًا کے فرمانے سے یہ سب زمانے خارج ہو گئے اسواسطے کہ ان کے زمانون مین سب جگہہ سے شرک موقوف نہین ہوا تھا اور نہ سب جگہہ سے خوف جاتا رہا تھا اور اگر بعضی جگہہ کا خوف اور شرک مراد ہو تو یہ ہو نہین سکتا اسواسطے کہ یہ سورہ مدنی ہے اور یہ آیت بھی مدنی ہے اور جسوقت کہ یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اسوقت مدینہ مین نہ شرک تھا نہ خوف تھا پھر وعدہ کرنے سے کیا حاصل ہے اور بعضی جگہہ تو اُسوقت بھی شرک اور خوف نہ تھا اور بعضی جگہہ تھا اور بعضی جگہہ شرک ہونا اور بعضی جگہہ نہ ہونا تو آجتک موجود ہے بلکہ بالکل شرک کبھی موقوف ہی نہین ہوا پس معلوم ہوا کہ مُراد دفع ہونے شرک سے کُل زمین کو شرک سے پاک کرنیکا وعدہ ہے سو یہ حال تو حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہی کے زمانہ مین ہوگا کہ سب لوگ خدا ہی کی عبادت کیا کرین گے اور کسیکو اُسکی ذات مین شریک نکرینگے اور تم جو کہتے ہو کہ سوائے حضرت علیؑ کے اور کوئی صاحب ائمہ مین سے وقت نازل ہونے آیت کی موجود نہ تھے تو یہ کہنا تمہارا محض لغو ہے اسواسطے کہ مخاطبین مین سے جناب رسول خدا اور حضرت علی مرتضےٰ اور حضرت حسنین علیہم السلام وقتِ نزول آیتِ شریفہ کے موجود تھے

؎ اور علاوہ برین اگر ہم یون بھی تسلیم کرین کہ آیت مخصوص حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے شان مین نازل ہوئی ہے اور جمع کا اطلاق واحد پر تعظیمًا بہت ہوتا ہے اور کلام الٰہی مین اکثر ایسا اطلاق ہے جیسے آیۂ مباہلہ مین تین جگہہ اور آیۂ انما ولیکم اللہ مین تین جگہہ اور اسیطرح بہت سے آیات قرآنی مین بعد ایمان لانے سے زمانہ ماضی مین مراد ایمان لانا عالم ارواح مین ہے اور عمل صالح سے بھی مراد ہے چنانچہ بہت سی اخبار مین وارد ہوا ہے کہ انوار ائمہ عالم ارواح مین تسبیح اور تہلیل و تقدیس جناب باری مین مصروف تھے تو یہ بھی ہمارے ہی مطلب کے موافق ہے اور چونکہ رجعت کا ہونا اور تمکین تام ان سب ائمہ علیہم السلام کے لئے ثابت ہے اور ضرور ہے لہذا اس آیت شریفہ کا بارہ اماموں کی شان مین نازل ہونا بہت درست ہے ۔ ۱۲

اور یہی صورت اکثر خطاب کی ہے کہ بعضے مخاطبین موجود ہون جیسا کہ اصول فقہ مین مقرر ہوا ہے
اور یہی حال زیادہ خطابات قرآنیہ کا ہے دیکھو اکثر ایسے احکام ہین کہ خطاب تو انہین مومنین موجودین کی طرف ہے
اور مراد اس سے جمیع مومنین ہین قیامت تک اور اگر جمیع مومنین مراد نہون تو وہ احکام اُن لوگون ہی کے واسطے
ہون جو کہ اُس زمانہ مین موجود تھے اور جو مومنین کہ بعد اُن کے ہوئے ہین وہ اُن احکام سے خارج ہون اور
صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ کچھ اونپر واجب نہو اور اس آیت مین جو اگلون کا ذکر ہے اور انسے مثال دی گئی ہے تو اسکا
کچھ مضائقہ نہین چھوٹی سلطنت سے بڑی سلطنت کو بھی مثال دیا کرتے ہین دیکھو حضرت سید المرسلین اپنے تئین حضرت موسیٰ کی
مانند اور حضرت علی کو حضرت ہارون کی مانند فرمایا کرتی تھی حالانکہ جناب خاتم الانبیا کا مرتبہ سب انبیاء سلف سے بڑا ہے اور تمنے جو یہ
افترا کیا ہے کہ شیعہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے بد رہا سوء اعتقادی اور عناد قلبی رکھتے ہین سو یہ تمہارا قصور نہین ہے بلکہ یہ
تمہاری دماغ کا فتور ہے جو واقف ہین اور جنکو منقولات سے بہرہ حاصل ہے وہ کما حقہ جانتے ہین کہ شیعہ تو حضرت امام
حسن علیہ السلام کے فقط نام لینے کو بھی داخل عبادت سمجھتے ہین اور انکی متابعت کرنا شیعونکا مع دیگر ائمہ ہدا کی تمہارے
خود بزرگون نے لکھا ہے تمہاری تو کیا حقیقت ہے اور آگے چلکر جو تم نے اور خرافات و اہیات لکھکر اپنے ذاتی جوہر کا اظہار
کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اُن کی بخوبی تردید کر دکھلاینگے اور حضرت امام حسن علیہ السلام سے سوئے اعتقادی اور عناد قلبی
تو تم رکھتے ہو اور خصوصاً تمہاری بی عائشہ اور میان معاویہ درحقیقت اُس جناب سے قساوت قلبی و عداوت دلی
رکھتے تھے چنانچہ کتب تواریخ مین لکھا ہے کہ معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کی معرفت
اُس جناب کو زہر دلوا کر شہید کرایا اور بی عائشہ نے روضہ رسول مقبول مین انکو دفن نہونے دیا اس باعث
سے البتہ ہم تمہاری بی عائشہ اور معاویہ خاطی باغی سے بدرجہا تم عند اللہ و عند الرسول ناراض ہین اور
جیسا کچھ کہ ہم تمہارے معاویہ صاحب کی حق مین کہتے ہین شاید تم بھی جانتے ہوگے اور جو لوگ کہ دشمنان
اہلبیت کو اچھا جانتے ہین اور اہلبیت علیہم السلام کی حقارت کرتے ہین ہم انکو بے شبہ بدترین خلائق
اور بدتر از کافر سمجھتے ہین اور حضرات ثلاثہ کی فضیلت مین جو تمنے یہ لکھا ہے کہ انکے جہد اور جانفشانی

سے دین محمدی از شرق تا غرب ظاہر ہو گیا سو یہ لکھنا بھی تمہارا محض غلط ہے اسلیے کہ اُنھوں نے کسی
دن دین محمدی کی اعانت مین جہد اور جانفشانی کی تھی بلکہ سب جہادونمین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دشمنون کے مقابلہ مین چھوڑ کر بھاگ آئے تھے اور جب حضرت امیرؑ کی تلوار کے زور سے اسلام کا غلبہ تمام
ملک عرب پر ہو گیا اور پھر حضرت رسالتمآب نے اِس جہان سے رحلت فرمائی تو البتہ حضرات ثلاثہ کو
چالاکی سے ایک مفت کی سلطنت ہاتھ لگ گئی تھی بڑے بے انصافی کی بات ہے کہ حضرت اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے دین اسلام کے جاری کرنے مین کمال سعی جد و جہد اور جانفشانی کی اُن کا
تو ہم نام بھی نہین لیتے اور تم حضرات ثلاثہ کو مروجین دین اسلام مین خواہ مخواہ شمار کرتے ہو انھین کے
برعکس نہند نام زنگی کافور۔ قال المرتاب فی الضلال سیزدہم آیت سورہ حشر
للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا
وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصادقون ج والذين تبوؤ الدار والايمان
من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولا يجدون في صدورهم حاجة مما اوتوا
ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فاولئك هم
المفلحون ترجمہ واسطے اُن مفلسون وطن چھوڑنے والون کے
جو نکالے گئے اپنے گھرون اور مالون سے یعنی کفار مکہ نے اصحاب رسول اللہ کو جبراً مکہ سے نکالدیا تھا اور تمام
مال اُنکا ضبط کر لیا تھا ڈھونڈتے آئے ہین اللہ کا فضل اور اُسکی رضامندی یعنی اُنکا ہجرت کرنا تجارت
کی راہ سے نہ تھا بلکہ محض رضامندی خدا اور رسول کے مطلوب تھی مدد کرتے ہین اللہ اور اُسکے رسول کی
یعنی اپنے جان اور مال سے وہ لوگ ہی سچے ہین یعنی دین مین از روے قول و فعل کی اور جو لوگ پکڑ رہے
ہین یعنی انصار مدینہ منورہ کے اُس گھر مین اور ایمان مین اونسے پہلے محبت کرتے ہین اُس سے جو وطن
چھوڑ کے آوے اُنکے پاس یعنی اونکا آنا نہین ناگوار جانتے بلکہ اپنے گھرونمین اُتارتے ہین اور اپنے گھرونمین

شریک کرتے ہین اور نہین پاتے اپنے دل مین غرض اُس چیز سے جو اُنکو ملے اور اوّل رکھتے ہین اُنکو اپنے جان سے اگرچہ ہوا اپنے اوپر بھوکھ اور جو شخص کہ بچاتا ہے حرص نفس اپنے کو پس وہ لوگ وہی فلاح پانیوالے ہین اُن آیتون مین ارحم الراحمین اصحاب خاتم النبیین کی بہت بڑی مدح فرماتا ہے اور مہاجرین اور انصار کے حق مین چھہ عمدہ صفتین ارشاد کرتا ہے اوّل یہ کہ ہجرت مہاجرین طمع دنیا کے لئے نہ تھی بلکہ خاص خدا اور رسول کی اطاعت کے سبب سے تھے دوم یہ کہ وے لوگ اپنی جان اور مال سے رسول خدا کی مددگار تھے سوئم یہ کہ دین داری مین یا قولاً اور فعلاً سچے تھے چہارم یہ کہ انصار کو مہاجرین سے بدرجہ اتم مروّت و محبت تھے حتیٰ کہ آپ نہ کھاتے اور مہاجرین کو کھلادیتے پنجم یہ کہ اگر مہاجرین کو کوئی چیز ملتی تو انصار بہت خوش ہوتے تھے اور مطلق رشک نکرتے تھے ششم یہ کہ انصار اپنے سے مہاجرین کو ہر کام مین اوّل مقدم جانتے تھے گو آپ کیسی ہی حاجتمند ہون فی الحقیقت یہ چھہ خواص لطیف علامت کمال ایمان مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہین اس سے بڑھکر اور کیا تعریف ہوگی کہ رب اکبر اُن کے کیسی کیسی کلام مجید مین توصیف فرماتا ہے اگر تمام آیات جو اصحاب عالی صفات کی شان مین نازل ہوئی ہین لکھی جاوین تو یقین ہے کہ دفتر مین بھی نہ سماوین

بقول المتمسک بولایت الآل

البتہ اِن آیات مین فقراء مہاجرین اور انصار کی تعریف و توصیف ہے مگر انہین مہاجرین اور انصار کے جو کہ مومنین موقنین تھے اور وہ ہمیشہ ڈھونڈتے رہے اللہ کا فضل اور اسکی رضامندی اور مدد کرتے رہے جان و مال سے اللہ اور اُسکے رسول کے اور انصار خالص مہاجرین مخلصین سے ہمیشہ محبت اور مروّت سے پیش آتے رہے نہ وہ لوگ جو برائے نام مہاجر اور انصار اور اصحاب کہلاتے تھے اور اپنے دلومین نفاق باطنی رکھتے تھے اور طالب مالِ دنیا تھے جنکے حق مین آیہ تُرِیدُونَ عَرَضَ الدُّنیَا نازل ہوئی ہے اور وہ لوگ معرکہ کارزار مین پیغمبر خدا کو بمقابلہ دشمنان دین اکیلا چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور مہاجرین مخلصین اور انصار صادقین پر ظلم و ستم کرنے مین کبھی خوفِ خدا نہ کرتے تھے اور از بس بیباکی سے اپنے پاس مالِ دنیا جمع کئے ہوئے تھے پس ایسے

لوگون کو ان آیات فضیلت مومنین مین داخل اور شامل سمجھنا سنیون کا ہی کام ہے ہماری تو روح کانپتی ہے کیون حضرت ذرا منصف بنکر تم ہی بتلاؤ کہ سعد بن عبادہ جو رئیس و نقیب انصار کے تھے انکو کس نے قتل کرایا اور حضرت مالک بن نویرہ اصحاب جلیل القدر پر کسنے تلوار چلوائی حضرت اباذر غفاری رضی اللہ عنہ کو شہر سے کسنے نکلوایا خلافت کسنے غصب کی باغ فدک کسنے چھینا محبوب خدا پر ہذیان کی تہمت کسنے لگائی آگ اور لکڑیان لیکر حضرت سیدہ کے گھر جلانے کو کون گیا جنگ جمل کی بنیاد کن لوگون نے ڈالی غرض کہانتک لکھون بہت کچھ اس قسم کے ظلم و ستم ہوے ہین پھر بھلا کس طرح سے وہ لوگ کہ جو ظلم و ستم کر نیکو برا نہ سمجھے ہون مستحق آیات فضیلت ہو سکتے ہین اور علاوہ ان آیات کے اسی قسم کی آیات پر تم بنظر انصاف دو گے تو انمین بھی یہی صورت پاؤ گے قال المؤلف فی الضلال

آیت چہاردہم اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروہا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلیا واللہ عزیز حکیم ط

ترجمہ جسوقت نکالا اسکو ان لوگون نے کہ کفر کیا انہون نے دوسرا دوسر کیا اسوقت وہ دونون غار مین تھے جسوقت کہتا ہے واسطے اپنے یار کے نہ غمگین ہو تو تحقیق اللہ ساتھ ہم دونون کی ہے پس نازل کی اللہ نے تسکین اوسپر یعنی حضرت ابوبکر پر اور مدد کی اسکی یعنی رسول اللہ کے ساتھ لشکر کی کہ جسکو تمنے نہین دیکھا اور کیا کلمہ اُن کافرون کا پست اور کلمہ اللہ ہی بلند ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے اس آیت شریفہ سے کمال فضیلت حضرت صدیق اکبر کے پائی گئی اگرچہ یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ صدیق اکبر بالیقین ہمراہ رسالت پناہ تھے لیکن شیعون کے قبلہ و کعبہ جو بڑے بھارے مجتہد تھے ذوالفقار مین یون لکھتے ہین کہ ہجرت ابوبکر باجازت نبوی واقع شدہ و شیعہ این را قبول ندارند الخ۔ اب ہم اسکی تردید مین علمار محققین متقدمین کی اقوال کو بعینہ نقل کرتے ہین تاکہ شیعون کو موقع انکار کا نہ ملے

تفسیر حضرت امام حسن عسکری منتہی الکلام میں اسطرح سے مندرج ہے ان اللہ تعالیٰ اوحیٰ الیہ

یا محمد ان العلی الاعلی یقرأ علیک السلام و یقول لک ان اباجہل والملاء

من قریش قد دبروا علیک قتلک الی ان قال وامرک ان تصحب ابوبکر فانہ

انسک وساعدک و وازرک وتثبت علی تعاہدک و تعاقدک

کان فی الجنۃ من رفقائک وفی غرفاتہا من خلصائک الی ان قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم لابی بکر ارضیت ان تکون معی یا ابابکر تطلب کما اطلب

وتعرف بانک انت الذی تحملنی علی ما ادعیہ فتحمل عنی انواع العذاب قال ابوبکر

یارسول اللہ اما انا لو عشت عمر الدنیا اعذب فی جمیعہا اشد عذاب لا ینزل علی موت

صریح ولا فرج متیح وکان ذلک فی محبتک لکان ذلک احب الی من ان اتنعم فیہا وانا مالک لجمیع ممالک

ملوکہا فی مخالفتک وہل انا ومالی وولدی الا فداؤک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لاجرم ان اطلع

اللہ علی قلبک ووجد ما فیہ موافقا لما جری علی لسانک جعلک منی بمنزلۃ السمع والبصر والراس من الجسد وبمنزلۃ الروح من البدن

ترجمہ جبریل علیہ السلام جناب رسالتمآب پاس وحی لائے اور کہا کہ اللہ جل شانہٗ آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے

کہ ابوجہل اور اسکی قوم یعنی قریش نے آپکے قتل کے مصمم تدبیر کی ہے اسواسطے آپ کو چاہیئے کہ علیؑ کو

اپنی جگہہ پر چھوڑے کہ وہ مثل اسمعیل کے جان نثاری کریگا اور ابوبکر کو اپنا رفیق کیجیے کہ اگر وہ موانست

کرے اور اپنے عہد پر قائم رہے تو جنت میں بلکہ اعلےٰ علیین میں آپکا رفیق ہوگا تب پیغمبر خدا نے حضرت

علیؑ سے یہ حال کہا حضرت علیؑ اپنے مارے جانے پر راضی ہوئے بعدہٗ حضرت ابوبکر کی جانب متوجہ ہوئے

اور فرمایا کہ اے ابوبکر تو راضی ہے کہ اس سفر میں میرے ہمراہ ہو اور کفار قریش جسطرح پر مجھے قتل کے لئے

تلاش کریں اسیطرح تیرے قتل کیواسطے بھی در پے ہوں اور یہ بھی مشہور ہووے کہ تو نے مجھے اس کام پر آمادہ

کیا اور میری رفاقت کے سبب سے تجھے قسم قسم کے عذاب پہنچیں ابوبکر نے عرض کی کہ یارسول اللہ میں

تو وہ شخص ہون کہ اگر آپ کی محبت سے سخت ترین بلاؤنمین گرفتار رہون اور قیامت تک اُنمین پھنسا
رہون تو بھی میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی سلطنت قبول کر دن میرے اُن
مال اور اہل وعیال سبکے سب آپ پر قربان ہین آپ کو چھوڑ کر کہان ٹھکانا پاونگا یہ سُنکر رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ اگر تیری زبان موافق تیرے دل کے ہے تو بالیقین خدا تعالے تجھکو بمنزلہ میرے سمع اور بصر کے
کریگا اور تجھکو وہ نسبت ہو جو کہ سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے۔ فقط اور تفسیر خلاصۃ المنہج
کاشانی مین جو نہایت معتبر تفسیرون شیعہ سے ہے یون مرقوم ہے کہ امیر المومنین را برجائے خود
خوابانید و خود از خانہ ابوبکر برفاقت او در ہما شب بیرون آمدہ ۔ اور حملہ حیدری مین یون لکھا ہے
ہم صرف چند شعر تحریر کرتے ہین بخوف تطویل ورنہ کتاب مذکور مین بہت کچھ لکھا ہے۔ ؎ چنین گفت
راوی کہ سالار دین + چو سالم بحفظ جہان آفرین ۔ ز نزدیک آن قوم پر مکر رفت + بسوے سرائے
ابوبکر رفت + پئے ہجرت او نیز آمادہ بود + کہ سابق رسولش خبر دادہ بود + نبی بر در خانہ اش چون
رسید + بگوشش ندائے سفر درکشید + چون بوبکر زان حال آگاہ شد + ز خانہ برون رفت و ہمراہ شد
برفتند القصہ چندے دگر + چو گردید پیدا نشان سحر + بدیدند غاری در آن تیرہ شب + کہ خواندی
عرب غار ثورش لقب + گرفتند در جوف آن غار جائے + و لے پیش بنہاد بوبکر پائے + بہر جا کہ سوراخ
یا رخنہ دید + قبا را بدرید و آن رخنہ چید + بدینگونہ تا شد تمام آن قبا + یکے رخنہ نگرفت ماند از قضا
بر آن رخنہ ماندہ آن یار غار + کف پائے خود را نمود استوار + نیامد جز او این شگرف از کسے +
کہ دور از خرد مے نماید بسے + نیامد چنین کارے از غیر او + بدینسان چو پرداخت از رفت و رو +
در آمد رسول خدا ہم بغار + نشستند یکجا بہم ہر دو یار + چو شد کار پرداختہ آن چنان + رسیدند کفار
بیباک بر آن + در آندم بکف پائے آن یار غار + کہ بر روے سوراخ بود استوار + رسیدش ز دندان مارے گزند
وز آن درد افغان او شد بلند + پیمبر بآن گفت آہستہ باش + رسیدند اعدا مکن راز فاش + مخور غم

نگردان صدا را بلند + که از زخم افعی نیابی گزند + بغار اندرون تا سه روز و سه شب + بسر برد آن شہ
بفرمان رب + شدی پور بوبکر ہنگام شام + ببردی دران غار آب و طعام + نمودے تمه از حال اصحاب
شر + حبیب خدا ایں جہان را خبر + نبی گفت پس پور بوبکر را + که اے چون پدر اہل صدق و صفا + و
جمازه باید کنون راه وار + که ما را رساند به یثرب دیار + برازیدش پور ابوبکر زود + بدینسان که پیغمبر فرموده
بود + ہم از اہل دین بود یکے حمله دار + برو کرد راز نبی آشکار + از و حمله دار این سخن چون شنود + دو جماز
در دم مہیا نمود + تہی شد ازان قوم آن کوه و دشت + رسول خدا عازم راه گشت + بصبح چہارم
برآمد ز غار + دو جمازه آورده بد حمله دار + نشست از بر یک شتر شاه دین + ابوبکر را کرد با خود قرین
برآمد بر آن دیگرے حمله دار + بہمراه او گشت عامر سوار + ناظرین انصاف دوست کو ان روایات
کے دیکھنے سے جناب مجتہد العصر کی راستبازی کا حال بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا **مصرع** عیان را چہ
حاجت بود از بیان + حق یہ ہے کہ متاخرین مذہب شیعہ مین دو شخص بڑے متعصب گذرے ہین ایک
قاضی نور اللہ شستری دوسرے مولوی دلدار علی لکھنوی ان دونون کی تصنیفات مخالفانہ سے
دین مین بڑا تفرقہ پڑا ہے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ اب تھوڑا سا ذکر در باب انتشار ضمیرین جو فیما بین
متنازع ہے لکھنا ضرور ہے شیعہ کہتے ہین کہ علیہ کی ضمیر راجع حضرت صلعم کی طرف ہے ورنہ خلاف
فصاحت ہے ہم کہتے ہین کہ ضمیر علیہ کی راجع بجانب صدیق اکبر کے ہے کہ اسوقت وہ بسبب بشریت
کے نہایت ہی مضطرب اور اندوہگین اور بحالت تسکین تھی ہم اسکے جواب مین اسطرح کی اور آیات
کو لکھتے ہین تا کہ دعوے بدلیل متن سنون کا خارج ہو اول آیت تُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ
بُكْرَةً وَأَصِيلًا دیکھو تعزروه اور توقروه کی ضمیر راجع رسول اللہ کی طرف ہے اور تسبحوه کی ضمیر خدا
کی جانب ہے دویم آیت وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ دیکھو اخیه اور الیه کی ضمیر راجع بسوے
حضرت موسی ہے اور یجره کی ضمیر راجع بسمت حضرت ہارون کی اس سے ثابت ہے کہ غیر فصیح نہین

خاص محاورہ اہل عرب کا ہے یقول للتمسک بولایتہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام واہ حضرت واہ اس آیت کو تو آپنے

خوب لکھا اس آیت سے تو آپکے خلیفہ صاحب کی نیت کا حال اور طبیعت کا اضطراب بخوبی معلوم ہوتا ہے اور

اس آیت کی آیات ماقبل پر نہین معلوم آپنے کسوجہ سے نظر نہین کی اب ہم اُن آیات کو مع اس آیت کے آپکی

خاطر سے اس مقام پر تحریر کرتے ہین آپ بنظر انصاف تلاوت فرمائے یاایھا الذین امنوا مالکم

اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوٰۃ الدنیا من الاخرۃ

فما متاع الحیوٰۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل الا تنفروا یعذبکم اللہ

عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل

شیء قدیر الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین

اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ

وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی و

کلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم ؕ یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا ہے واسطے تمہارے

جسوقت کہا جاتا ہے تمسے نکلو تم بیچ راہ اللہ کے یعنی واسطے جہاد کے بھاری اور کاہل ہو جاتے ہو تم طرف

زمین کے یعنی تم اپنے گھرونسے نکلنا نہین چاہتے کیا راضی ہوئے تم ساتھ زندگانی دنیا کے ثواب آخرت سے

پس نہین ہے فائدہ زندگانی دنیا کا بیچ آخرت کے مگر تھوڑا سا اگر تم نہ نکلو گے اور سستی کروگے واسطے جہاد

کے عذاب کریگا تمکو اللہ عذاب دردناک اور بدل لاویگا اللہ تعالے کسی قوم کو سوا تمہارے اور نہ ضرر پہنچا

سکوگے تم اُسکو کچھ اور اللہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے اگر نہ مدد کروگے یعنی پیغمبر صلعم کے پس

تحقیق مدد کی ہے اُسکی اللہ نے جسوقت نکالدیا تھا اُسکو اُن لوگون نے کہ کافر ہوئے دو میں اد و مین کا

جسوقت کہ وہ دونون بیچ غار کے تھے جسوقت کہتا تھا رسول واسطے ہمراہی اپنے کے مت غمگین ہو تو تحقیق

اللہ ساتھ ہمارے ہے پس اوتارا اللہ نے تسکین اپنی کو اوپر اُسکے یعنی پیغمبر کے اور قوت دی اسکو ساتھ لشکروں اپنے کے کہ نہ دیکھا تمنے اُن لشکروں کو اور کیا اللہ نے بات کو اُن لوگوں کی جو کافر ہوئے پست اور بات اللہ کی وہی بلند ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا۔ اب فرمائیے جیسا کہ آپ سب اصحاب کی نسبت عادل اور مومن کامل ہونا برابر لکھتے آئے ہین تو کیا کامل الایمانونکا نعوذ باللہ منہا یہی کام ہے کہ جب خدا اور رسول بالخصوص اُنکو کسی کام کرنیکا حکم فرماوین تو وہ اپنے گھرون کے جو طہونمین چھپین اور اُسکی بجا آوری سے سرتابی کرین اور زندگانی دُنیا کو آخرت پر اختیار کرین پس ایسے کچے مسلمانون اور بظاہر ایمان لانے والون کو خدا تعالے فرماتا ہے اور سرزنش کرتا ہے کہ ہمارا پیغمبر تم لوگون کی مدد کرنیکا محتاج نہین ہے اگر تم لوگ اُسکی مدد نکروگے تو اُسکا کچھ حرج نہوگا اُسکا خدا مددگار ہے دیکھو جسوقت کہ کفار مکہ نے اُسکو نکالدیا تھا تو اُسوقت اُسکے پاس کونسی فوج اور لشکر تھا اور وہ ایسا وقت اُسپہ تنہائی اور مصیبت کا تھا کہ جب وہ غار مین جاکر بیٹھا تو دوسرا ایک شخص ڈرپوک اُسکے روٹیان کھانیوالا اور تمھاری طرح سے ظاہر داری کی خوشامد آمیز بہت سی باتین بنانے والا ایک سہل بات سمجھکر اُسکی ساتھ بھی ہولیا تھا اور غار جبل ثور مین وہ پیغمبر کے پاس بھی موجود تھا سو جان نثاری کرنا تو بڑے فدائیون اور وفادارون اور شجاع و بہادرونکا کام ہے اُس سے تو دلداری اور پردہ پوشی بھی نہوسکی جب اُسنے کفار کو غار کے دروازہ کیطرف آتے دیکھا تو اُس ہمراہی نادان نے اپنی جان کے خوف سے کہ شاید کفار پیغمبر کے ساتھ دیکھکر مجھکو بھی قتل نکرڈالین بہت کچھ قلق اور اضطراب اور جزع اور فزع کرنا شروع کردیا اور ہمارے پیغمبر صلعم نے اُسکو اس فعل قبیح سے اسطرح منع کیا کہ مت غمگین ہو خدا ہمارے ساتھ ہے کیون اسقدر ڈرتا ہے ہمارے صدقہ سے تیری بھی جان بچے گی اور تو یہ نہین جانتا کہ اگر تیرے رونیکی آواز گوش کفار تک پہنچ جائیگی تو بھید سب راز فاش ہوجاویگا پس خدائے تعالے فرماتا ہے کہ اوتارا ہمنے تسکین اور تسلی اپنی کو اوپر پیغمبر کے یعنی ہمارے پیغمبر سے اُس شخص کیطرح سے ہرگز قلق اور اضطرار صادر ہی نہین ہوا اور مدد کی ہمنے اُس پیغمبر کی لشکر

ملائکہ سے اجانبنا چاہیے کہ اگر حضرت ابوبکر پر خدائے تعالےٰ سکینہ نازل فرماتا تو پھر حضرت ابوبکر سے قلق اور اضطراب بھی صادر ہوتا اور آنحضرت صلعم کو بھی نوبت قلق اور اضطرار سے منع کرنیکی نہ پہنچتی اور بعد لاحق ہونے افعال قبیحہ مثل قلق و اضطراب و رونے وچلانے کے پھر حضرت ابوبکر پر تسکین کا نازل ہونا کیا لطف رکھتا تھا اور پھر کیا ضرورت تھی دیکھو خدائے تعالےٰ نے اپنے معصوم بندونکو جنکو اسنے منتخب کرلیا ہے پہلے لاحق ہونے افعال قبیحہ سے بچاتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا یعنی اے پیغمبر اگر ہم تیرے دل کو ثبات نہ دیتے اور تجھکو موفق ثبات قدمی پر نکرتے تو قریب ہوتا کہ تو میلان کرتا طرف کفار کے تھوڑا سا پس جناب باری نے ثبات کو اپنے پیغمبر کے قبل از رکون الی الکفار فرمایا نہ یہ کہ معاذ اللہ مثل حضرت ابوبکر کے جب رکون الی الکفار ہو جاوے تب ثبات قدمی عنایت ہوئی اور انزال سکینہ مین علیہ کے ضمیر صاف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرتی ہے نہ کہ ابوبکر کیطرف اور دیکھو تمہارے قاضی بیضاوی اور صاحب جلالین وغیرہ اسبات کے مقر ہوئے ہین کہ علیہ کی ضمیر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف پھرتی ہے اور یہی بہت درست بھی ہے اسواسطے کہ فَاَنْزَلَ اور وَاَيَّدَهٗ کا ایک سیاق ہے اور ظاہر عبارت یہ ہے کہ جسکے اوپر سکینہ و قرار نازل کیا اسی کی تائید ملائکہ سے ہے اور یہ مسلم ہے اہل سنت کو کہ ایدھا کی ضمیر حضرت کی طرف راجع ہے پس ضرور ہوا کہ علیہ کی ضمیر بھی حضرت رسالت پناہ کیطرف راجع ہو اور اگر ثانی کے لفظ سے تم فضیلت حضرت ابوبکر کی نکالو تو یہ فضیلت مجوزہ تمہاری محض غلط ہے اسواسطے کہ خدائے تعالےٰ نے یہان شمار اور گنتی سے خبر دی ہے اس سے کچھ فضیلت نہین نکلتی اور یہ بہت ظاہر بات ہے مثلاً ایک جگہہ پر مومن اور کافر جب دو اکٹھے ہون گے تو ایک انمین سے دوسرا ہو ویگا اور ایک جگہہ پر اکٹھے ہونے سے بھی کچھ فضیلت ثابت نہین اسواسطے کہ بارہا ایک جگہہ پر مومنین اور کفار اکٹھے ہو جاتے ہین کیونکہ مسجد رسول اللہ جو غار سے بہت افضل تھی اسجگہہ مومنین اور کفار

اور منافقین اکٹھے ہوئے تھے اور اس مقدمہ مین خدا تعالےٰ فرماتا ہے فَمَالِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا قِبَلَکَ مُهْطِعِیْنَ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ اور کشتی نوح مین پیغمبر اور شیطان اور بہائم ایک جگہہ اکٹھے ہوئے تھے اور زوجہ نوح و لوط کہ دعوے ہمبستری رکھتی تھین لیکن انکو ہمبستری سے کچھ فضیلت حاصل نہوئی اور تیسری دلیل فضیلت جو تم لوگ مصاحب ہونیکی قائم کرتے ہو تو یہ دلیل تمہاری پہلی دلیلون سے بھی زیادہ ترلچر ہے اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے کافر تک کو مصاحب مومن کا فرمایا ہے اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ اَکَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ مِنْ تُرَابٍ یعنی جس وقت کہتا تھا وہ مومن اپنے کافر صاحب سے کہ کیا کافر ہوا تو ساتھ اُسکے کہ جسنے پیدا کیا تجھے خاک سے اور سورہ یوسف مین حضرت یوسف کا فرمانا اُن دو شخصون سے جو کہ قید خانہ مین موجود تھے اسطرح پر ہے یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اور بیضاوی مین لکھا ہے کہ یا صاحبی السجن اصل مین مراد یا صاحبی فی السجن ہے یعنی اے دو صاحب میرے بیچ قید کے پس اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ نے ہمراہ ہونے اور صحبت مین ہونیکی جہت سے صاحب کا لفظ فرمایا ہے اس مین کچھ فضیلت نہین ہوسکتی اور چوتھی دلیل تم لوگون کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کی شفقت حضرت ابوبکر کے حال پر بیان فرمائی سو شفقت کا کرنا اس آیت سے کہین ظاہر نہین ہوتا شفقت سے منع کرنا اور مطمئن کرنا اور بات ہے اور امور قبیحہ سے منع کرنا اور بات ہے شفقت سے جس کسی کو منع کرتے ہین تو اُسکی یہ شکل ہوتی ہے کہ مثلاً کسی بزرگ کی طبیعت بعارضہ بخار زیادہ علیل ہے اور اسکا فرزند اپنے باپ کو علیل دیکھکر بہت کچھ روتا ہے اور رنج کرتا ہے تو وہ بزرگ اپنے بیٹے کو نہایت شفقت سے مطمئن کرتا ہے اور منع کرتا ہے کہ اے فرزند دلبند مجھکو خدا تعالےٰ اس مرض سے نجات دیگا تو میری محبت مین اسقدر اپنی جان مت گھلا اور علاوہ اُسکے اگر کوئی بچہ صغیر سن اندھیری رات مین ڈرتا ہے اور روتا ہے تو اُسکے والدین اُسکی نہایت تسلی اور تشفی کرتے ہین اور رونے سے منع کرتے ہین اب سنئے امور قبیحہ سے منع کرنیکی کیفیت کہ خدا تعالےٰ قرآن مجید مین خود فرماتا ہے وَلَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا یعنی نکھاؤ تم

سود کو اور پھر فرماتا ہے وَیَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ یعنی خدا منع کرتا ہے فعل بد اور خراب سے اور پھر
خدا تعالےٰ خبر دیتا ہے اور صفت کرتا ہے اُن لوگون کی کہ جو حکم کرتے ہین اچھی باتونکا اور منع کرتے ہین
لوگون کو بُری باتون سے اور اکثر کتب معتبرہ اہل سنّت مین لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابو بکر بن قحافہ کو حضرت
قحافہ کے قتل کرنیسے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا تھا پس اسیطرح حضرت ابو بکر کو غار مین
بھی فعل ناقص اور خراب سے کہ جسسے راز فاش ہو جانیکا خیال تھا آنحضرت صلعم نے فرمایا سو یار و اسطرح
کی منع کرنیکو شفقت نہین کہتے یہ تمہارے سمجھ کا قصور اور فتور ہے اور پانچوین دلیل جو معنا کی
لفظ سے تم لوگ نکالتے ہو کہ خدا تعالےٰ آنحضرت اور ابو بکر کے ساتھ تھا اسواسطے معنا جمع کا لفظ فرمایا ہے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ پیغمبر صلعم نے مراد جمع سے اپنے نفس واحد کو لیا ہے جسطرح خدا تعالےٰ فرماتا ہے اپنی
ذات واحد کو بلفظ جمع کے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝
یعنی اوتارا ہمنے قرآن کو اور ہم واسطے اُس قرآن کے نگہبان ہین اور لفظ معنا کے معنی جو تمنے ساتھ
ہم دونو کے لکھے ہین یہ بالکل غلط محض دلیل تمہاری ناواقفیت کی ہے اور چھٹی دلیل تم لوگون کی انزال
سکینہ سے ہے سو اُسکا ہم پہلے ہی ذکر کر چکے اور یہ بہت صاف بات ہے کہ جب کبھی پیغمبر صلعم کے ساتھ
مین مومنین ہوئے مین تو ضرور پیغمبر صلعم کے ساتھ مین مومنین پر بھی بالتشریح بقید مومنیت سکینہ
نازل ہوا ہے جیسے آیہ اَنۡزَلَ اللّٰهُ سَکِیۡنَتَهٗ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ وَعَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَاَنۡزَلَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا
یعنی اوتارا اللہ نے سکینہ اوپر رسول اپنے کی اور اوپر مومنون کے اور اوتار لشکر ونکو کہ نہ دیکھا تمنے
اُن لشکرون کو اور دوسری جگہہ سورہ انا فتحنا مین آنحضرت صلعم پر مع مومنین کے سکینہ نازل
ہوا ہے اور اُس آیت مین فقط پیغمبر صلعم پر سکینہ نازل ہوا تو اُسسے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اگر پیغمبر صلعم کے
پاس غار مین کوئی مومن ہوتا تو اُسپر بھی بقید مومنیت ضرور مثل دیگر آیات کے سکینہ نازل ہوتا۔ اور
جو حوالہ کہ تمنے مولوی حیدر علی صاحب کے منتہی الکلام کی کار گزاری سے روایت تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام

کا دیا ہے سو مولوی حیدر علی صاحب نے اس روایت کے اوّل اور آخر اور وسط کو خلاف مقصود اپنے پاکر حذف اور اسقاط کیا ہے اور فقرات بے سروپا کا التقاط کیا ہے ورنہ کل روایت سے نفاق خلیفہ صاحب کا بالتصریح ظاہر ہو جاتا اور یہ بھلا کون انصاف کی بات ہے کہ مثلاً آیہ قرآنی سے لا تقربوا الصّلوٰۃ کو تو لے لیا و انتم سُکاریٰ کو چھوڑ دیا اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ یہ روایت علمائے شیعہ کے نزدیک مطروح ہے اور محمول علی التقیہ بھی جانتے ہیں اور احادیث کتب اربعہ کو کہ دار و مدار مذہب شیعہ اوسی پر ہے مگر سوائے متواترات کے احاد کو شیعہ قطعی الصدور نہیں جانتے تو پھر سب روایات تفسیر موصوف کو کیونکر قطعی الصدور جانیں گے اور اس بارہ میں حال شیعوں کا مثل سنیوں کے نہیں ہے کہ کل احادیث صحیحین کو قطعی الصدور جانتے ہیں جیسا کہ کتاب مشارق الانوار اور شرح صحیح مسلم وغیرہ میں لکھا ہے اور اس روایت تفسیر امام حسن عسکری میں بہت کچھ شرائط واقع ہوئی ہیں چنانچہ حضرت رسول خدا نے ابوبکر سے فرمایا ان اطلع اللہ علی قلبک و وجد ما فیہ موافقا لما جرے علی لسانک بعد اسکے یہ شرطیں فرمائیں لم ینکث ولم یغیر ولم یبدل ولم یحسد پس جب حضرت ابوبکر ان شرائط مذکورہ پر قائم نرہے اور ابتدائے مقام غار میں باظہار قلق و اضطرار ایذائے دہ رسول کردگار ہوئے پھر موذی رسول پر انزال سکینہ کیسا اور اگر خدائے تعالیٰ چشم و گوش کفار پر پردہ نہ ڈالتا اور ملائکہ حافظ نہوتے تو خلیفہ صاحب نے تو باعث نادانی اور کجفہمی کے کشف اسرار کرنے میں اپنی رونے اور پیٹنے کی وجہ سے کوئی دقیقہ ہی نہیں اٹھا رکھا تھا اسی وجہ سے تو سعدی شیرازی بھی لکھتے ہیں ؎ ترا اژدہا گر بود یار غار + ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار + اور پھر نکث بیعت عدم فرار اُحد و خیبر و حنین وغیرہ بعد ازان نکث بیعت غدیر جسمیں حضرت عمر نے بخٍ بخٍ کہا تھا بروز سقیفہ عمل میں لائے اور حکم خدا اور رسول میں بخواہش دنیائے فانی تغیر کیا اور جناب امیر علیہ السلام سے حسد کیا اب فرمائیے کہ آپکے خلیفہ صاحب کو کیونکر مرتبہ سمع اور بصر کا مل سکتا ہے اور کس طرح سے اعلیٰ علیین میں آنحضرت صلعم کے رفیق ہو سکتے ہیں جب کہ وہ شروط مقررہ پر ثابت قدم ہی نرہے دیکھو حضرت

موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے بھی فرعون مصری سے فرمایا تھا کہ اگر تو ایمان لائیگا تو یہ تیری سلطنت تا ابدالاباد باقی رہیگی اور بڑے بڑے مدارج تجھے دنیا و آخرت مین ملین گے اور اسی طرح جناب سید الشہدا علیہ و علی ابائہ و ابنائہ الاف التحیۃ والثنائی بھی عمر ابن سعد شقی سے فرمایا تھا کہ اگر تو مجھے قتل نکریگا اور میرے مساعدت کریگا تو دنیا اور آخرت مین تجھے درجات عالی ملین گے لیکن جب اون لوگون نے اون شرطون پر عمل نکیا تو وہ مستحق ان درجات کے بھی نہین ہوئے اور تفسیر خلاصۃ المنہج کا جو حوالہ تمنے دیا ہے سو ہم نہین جانتے کہ تمنے کونسی تفسیر کو دیکھا ہے آیا کوئی تفسیر اہلسنت کی تمہاری نظر سے گذری ہے جسکو تم خلاصۃ المنہج سمجھتے ہو تفسیر خلاصۃ المنہج جو کہ ہمارے ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمتہ کی ہے اسمین تو ہجرت کے بارے مین اسطرح عبارت لکھی ہوئی ہے در شہر مکہ امیر المومنین را در جائے خود خوابانید و خود برفاقت ابوبکر بیرون آمدہ در ہمان شب بدان غار متوجہ شد اس عبارت مین کہین از خانہ ابوبکر کا ذکر نہین ہے اور حضرت ابوبکر تو باوجود اس ممانعت کی کہ آج کی شب اصحاب مین سے کوئی شخص باہر نہ نکلے مگر اپنی خوشی خاطر سے اثنار راہ مین آنکر کھڑے ہو گئے تھے اور اسوقت موافق مصلحت کی یہی بات مناسب اور بہتر تھی کہ آنحضرت صلعم نے ابوبکر کو اثنار راہ مین سے اپنی ساتھ لے لیا ورنہ حضرت ابوبکر دنیا کی لالچ سے یا کہ کفار کی تکالیف شدید پہنچانیکے سبب سے افشائے راز رسول کردگار اسوقت کر گزرتے اور حملہ حیدری کتاب تواریخ سے جو روایت کہ تم سند لائے ہو تو وہ روایت تو مدارج النبوت وغیرہ کتب سنیہ کی ہے جو تقیۃً نقل کی گئی ہے اور اس روایت مین اپنا موقع پاکر خود مولف نے دو جگہہ تعریض اور تضعیف بھی کی ہے اور تمنے کئی شعر اس روایت کے اپنی چالاکی سے نقل بھی نہین کئے اب اس روایت کی تعریض کرنے پر نظر کرو + ابوبکر آنگہ بدامش گرفت ولے زین حدیث ست جائے شگفت + کہ در کس خیال قوت آمد پدید — کہ بار نبوت تواند کشید + اور دوسری جگہہ لکھتے مین — نیامد جزا این شگرف از کسے + کہ دور از خرد مے نماید بسے + اور ایک جگہہ

کتاب مذکور مین لکھتے ہین۔ من از گفت راوی بیان میکنم۔ جوابش بر وگفته گر بیش و کم + اور جب عالمگیر بادشاہ کا انتقال ہو گیا تو پھر بہادر شاہ بادشاہ محب رحمہ اللہ علیہ کے عہد حکومت مین تقیہ کرنیکی انکو ضرورت نرہی اور صاف صاف حملہ حیدری مین ماجرائے غدیر اور سقیفہ بندی ناکثین کی بلا تقیہ لکھنے منظور کی اور وہان صریح اور صاف طور سے راویان شیعہ کا پتا بتا دیا وہ یہ ہے۔ ز گفتار راوی آل رسول نہ از گفت ہر سفلۂ بو الفضول + اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ مؤلف حملہ حیدری کوئی مجتہد نہ تھے بلکہ مثل فردوسی ایک عمدہ شاعر شیعی المذہب تھے اور یہ عہد بادشاہ متعصب عالمگیر مین کلید بردار قلعہ گوالیار اور بھائی ان کے صوبہ دار گجرات تھے اور اسوقت مین اکثر امورات پر شیعون کو ضرورت تقیہ کی ہوا کرتی تھی سو انہون نے بھی کتاب مدارج النبوت وغیرہ تواریخ اہلسنت کو تقیۃً پیش نظر رکھکے نظم محاربات جناب امیر علیہ السلام کو لکھنا شروع کیا الغرض ایسی کتاب تواریخ کا حوالہ دینا آپ کی عجیب خوش فہمی ہے اور جناب عمدۃ المتکلمین زبدۃ العارفین فاضل الجلیل غفرآن مآب مجتہد العصر و الزمان حجۃ اللہ فی العالمین حامی دین مبین دافع بدعات اہل کین مولانا و مقتدانا السید دلدار علی صاحب اعلی اللہ مقامہ و درجاتہ اور فخر المحققین زبدۃ المتکلمین شہید ثالث قاضی نور اللہ شُستری نور اللہ مرقدہ کی نسبت جو تمنے لکھا ہے کہ ان دونون کے باعث دین مین بڑا تفرقہ پڑا سو یہ لکھنا تمہارا محض غلط ہے اور ایسا ہی جیسے ماہتاب کیطرف خاک اڑانا اور آفتاب کو کلفہ بتانا اور حق یہ ہے کہ یہ دونون صاحب ایسے فاضل بے نظیر گزرے ہین کہ ان کی تحریرات نے تمہارے علماء کبار تفرقہ انداز مثلاً فضل بن روزبہان اور ملا نصر اللہ کابلی اور مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی وغیرہ کا چراغ گل کر دیا اور جسقدر کہ تمہارے ان علماء مذکورین نے عوام الناس کے پھسانے کیواسطے دام ضلالت بچھایا تھا تو ہمارے ان علماء موصوف نے عوام الناس پر حال دام تزویر انحضرات کا بخوبی ظاہر کر دیا اور حتی الامکان اکثر بندگان خدا کو ان کے کید و مکر سے بچایا اور اسی باعث سے تم ہمارے ان دونون مقتدایان دین سے بہت کچھ جلتے ہو اور سوئے اعتقادی رکھتے ہو اور تمنے جو لکھا ہے کہ شیعونکے

بڑی بھاری مجتہد صاحب ذو الفقار مین یون لکھتے ہین سو اسکا جواب یہ ہے کہ تمنے کتاب ذو الفقار کا بھی نصف فقرہ لکھا ہے ذو الفقار مین یہ فقرہ اسطرح پر ہے کہ احتجاج باین آیت موقوفست کہ بہ ثبوت رسد کہ ہجرت ابوبکر باجازت حضرت نبوی واقع شدہ وشیعہ این را قبول ندارند اور ہمارے بڑے مجتہد صاحب اور چھوٹے مجتہد صاحب مثل مجتہدہ ستیان نواب خورد محل صاحبہ کے ایسے نادان اور کجفہم نہین ہین کہ امثال طلحہ و زبیر وغیرہ کے فریب مین آوین اور جھوٹی گواہیان مان لین اسی سبب سے طالب دلیل ہین

قال المرتبک فی الضلال اب تھوڑی سی روایات ائمہ کرام کی جو شیعون کے کتب مستندہ مین مرقوم ہین لکھتا ہون سنئے اول قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہج البلاغۃ مین جو شیعون کے نزدیک بڑی معتبر کتاب ہے مرقوم ہے — للہ در فلان فلقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنۃ وخلف البدعۃ ذہب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرہا وسبق شرہا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکہم فی طرق متشعبۃ لا یہتدی فیہا الضال ولا یستیقن المہتدی ترجمہ انعام کرے خدا فلانے پر البتہ اس نے کجی کو سیدھا کیا اور ستون کی اصلاح کی اور سنت کو کھڑا کیا اور بدعت کو پیچھے ڈالا پاکدامن گیا کم عیب پائے اُسنے خوبی خلافت کی اور آگے گیا فساد خلافت سے ادا کی خدا کیطرف بندگی اسکی اور پرہیزگاری کی جیسے کہ چاہیے ہے کوچ کیا اور چھوڑ گیا راہون پیچ در پیچ کو کہ اُنمین گمراہ رستہ نہین پاتا اور راہ پانیوالا یقین کرتا ہے لفظ فلان سے موافق مختار اکثر شارحین نہج البلاغت کے جو متعصب شیعہ ہین حضرت ابوبکر مراد ہین اور موافق بعض کے حضرت عمر اِن خوب یاد آئی اسمقام پر یہ ذکر بھی کردینا ضرور ہے کہ شیعان حسادنے ہرچند کہ بجائے لفظ حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کے لفظ فلان بنادیا مگر اُنہین کے شارحون نے اُنکی جعلسازی اور دغابازی کو اپنے شرحون مین کھولدیا پس اس قول مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دس صفتین حضرت ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کی بیان فرمائی ہین

حق یہ ہے کہ یہ سب اوصاف ستودہ ان دونون بزرگانِ دین میں یقینی تھے اور یہی دلیل اُنکی قوتِ ایمان کے لیے کافی ہے **یقول المتعسّف ولا اثبتہ الاوّل** ہم بھی تمہاری خاطر سے تمہاری ساتھ گفتگو کرنیکو حاضر ہین خواہ آیات مین کیجیے یا روایات مین جسمین چاہو خوب اپنے دل کے بخارات نکال لو اوّل تو تمنے اِس خطبہ کے ترجمہ کرنے ہی مین بہت بڑی غلطی کی ہے وداوی العمد کے معنی جو ستون کے اصلاح کرنیکے تمنے لکھے ہین سو محض غلط ہین اُسکے معنی صحیح یہ ہین یعنی دوا کرتا تھا بیماری کی کہ جو ایک بیماری شتر مین ہوتی ہے اور خلافت کا لفظ نہین معلوم تمنے کس حرف کا ترجمہ کیا ہے اور خیرہا اور شرّہا کی ضمیر ہرگز خلافت کیطرف نہین پھرتی ورنہ یہ لازم آتا کہ حضرت امیر علیہ السلام معاذ اللہ اپنی خلافت کو شر مین داخل کرتے تھے اور علاوہ اسکے یہ ہے چونکہ زمانہ سابق مین جناب امیرؑ کے خطب فریقین کی کُتب مین موجود تھے جب سُنّیون نے اُن خطبون مین تحریف اور تبدیل کرنا شروع کردیا تب سید رضی علیہ الرحمہ نے خطبے جناب امیر علیہ السلام کے کتب شیعہ اور سُنّی دونون سے نقل کرکے کتاب نہج البلاغتہ مین جمع کیے اور یہ خطبہ بھی کتب فریقین ہی کا معلوم ہوتا ہے مگر اِس خطبہ سے سُنّیونکا مقصد ہرگز پورا نہین ہوتا اسلیے کہ اِس خطبہ مین لفظ فُلان کا واقع ہوا ہے اور کسی کا نام نہین لکھا اور اسمین کہین تعریف ہے تو کہین مذمت بھی پائی جاتی ہے اور تم جو یہ لکھتے ہو کہ متعصب شارحون نے شیعان حُسّاد کی جلسازی اور دغابازی کو کھولدیا تو یہ لکھنا تمہارا محض فضول ہے جلسازی اور دغابازی کرنا تو خاص سُنّیونکا ہی معمول ہے تمنے شیعون کو بے سند کیون لکھا ہے دیکھو تمہارے مولوی عبد العزیز صاحب نے اپنے تحفہ مین اسی خطبہ پر فلان کے لفظ کو مٹا کر بلاد ابوبکر لکھدیا ہے اسکو البتہ جلسازی کہتے ہین اور شارح نہج البلاغتہ تو ابن ابو الحدید معتزلی گزرا ہے جو کہ سُنّیونکا چھوٹا بھائی اور حقیت خلافتِ ثلثہ کا بخوبی قائل تھا اُسنے بیشک شرح نہج البلاغتہ مین اپنی خواہش نفسانی سے حضرت عمر کا نام لکھدیا ہے ورنہ اصل خطبہ مین کسی کا بھی نام نہین ہے اور ابن ابو الحدید

تو بقول شخصے چور کا بھائی گرہ کٹ تھا فرقہ حقہ شیعہ سے وہ بھی تمہاری طرح سے بہت ہی جلتا تھا۔ سگ زرد برادر شغال ہمارے نزدیک تمہارا اور ابن الحدید دونونکا قول مردود ہے اور اس خطبہ کے دیکھنے سے تو ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام اپنے زمانہ کے کسی عالم یا کہ عامل کا ذکر کرتے ہین کہ انمین یہ سب باتین موجود تھین اور وہ اس عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر گئے تھے اور اسمین کہین حضرت ابوبکر یا عمر کا ذکر نہین معلوم ہوتا اور اگر تم اسپر بھی نہ مانو اور یہی کہو کہ اس خطبہ مین درحقیقت حضرت ابوبکر اور عمر ہی کا ذکر ہے تو تمکو اختیار ہے جو چاہو سو کہو دیکھو اسجگہہ پر تمنے اپنی کج فہمی سے بڑا دھوکہ کھایا ہے اس خطبے مین تو اکثر باتین مذمت کی بھی پائی جاتی ہین جیسے خلف البدعۃ اور قلیل العیب کے فرمانے سے یعنی پیچھے چھوڑا بدعت کو کہ بعد اپنے وہ بدعت اور ضلالت کو چھوڑ گیا اور یہ صاف مذمت ہے سو اسنے دین اور دنیا دونون کو واسطے انتظام کے مخلوط کیا تھا کہ بعضے امور دین بھی جاری رکھے اور اپنے رائے سے واسطے انتظام کے خلاف شرع بھی عمل مین لایا اور قلیل العیب یعنی کم عیب والا تھا اس سے معلوم ہوا کہ عیب تو اسمین تھا مگر کم تھا اور طعن کرنیکو عیب قلیل ہے کفایت کرتا ہے اور بعد اسکے فرمایا کہ اصاب خیرھا و سبق شرھا یہ فقرہ بھی فضیلت پر دلالت نہین کرتا ہے اسواسطے کہ معنی اسکے یہ ہوئے کہ پہنچا خیر اس دنیا کو اور سبقت لیگیا شر دنیا کو اور آخر مین اس خطبے کے یون فرمایا کہ رحل و ترکہم فی طرق متشبعۃ لا یھتدی فیھا الضال ولا یستیقن المھتدی یعنی کوچ کیا اور چھوڑ دیا ان لوگونکو طرح طرح کی راہون مین کہ نہین راہ پاتا ہے انمین گمراہ اور نہین یقین کرتا ہے راہ پانیوالا دیکھو یہ صریح اور صاف مذمت ہے کہ لوگونکو گمراہی مین چھوڑ گیا کہ کسیکو راہ نہین ملتی سب حیران ہین اور یہ معنی جو ہمنے لکھے

ؔ اس آخر کے فقرہ ولا یستیقن المھتدی مین سے بھی مخاطب نے اپنے خلاف مقصود جانکر لا نکال ڈالا اور یستیقن المھتدی رہنے دیا ایسی چالاکی اور ہوشیاری کو مخاطب کی ذرا اہل انصاف بغور ملاحظ فرما دین۔

ہین یہ موافق اور خطب حضرت کے بھی ہین مثل خطبہ شقشقیہ وغیرہ کے قال المرتبک

فی الضلال کشف الغمہ مین جو تصنیف علی بن عیسیٰ اردبیلی شیعہ کی ہے اور علمار شیعہ بھی اُسکو

عالم معتمد جانتے ہین یہ منقول ہے - سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ

السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ و قال الراوی

القول ھکذا فوثب الامام علی مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق

نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق ولا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرۃ ترجمہ سوال کئے

گئے امام ابو جعفر یعنی امام محمد باقر علیہ السلام تلوار کے زیور سے آیا جائز ہے پس فرمایا آپنے ہان ابوبکر

صدیق نے اپنی تلوار کو آراستہ کیا تھا زیور سے پس کہا راوی نے آیا تم کہتے ہو ایسا پس اوچھل

پڑے امام اپنی جگہہ سے پس فرمایا ہان مین کہتا ہون صدیق ہان مین کہتا ہون صدیق پس جو کوئی

نکہے انکو صدیق نہ سچا کیجیو اللہ اُسکے قول کو دنیا اور آخرت مین دیکھو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے

حضرت ابوبکر کو صدیق فرمایا سائل جو شیعہ تھا اُسنے بطور تعجب کے عرض کیا کیا آپ بھی انکو صدیق کہتے

ہین امام نے اُسپر خفا ہوکر تین بار فرمایا کہ ہان مین اُنکو صدیق کہتا ہون اور جو اُنکو صدیق نہ جانے اللہ اُسکو

دنیا اور آخرت مین جھوٹا کیجیو جب موافق قول حضرت امام محمد باقر کے حضرت ابوبکر صدیق ٹھیری تو یقیناً

اُن کی صدیقیت کا منکر دو جہان مین جھوٹا ہے کیونکہ مرتبہ صدیقیت کا بعد مرتبہ نبوت کے ہوتا ہے

اسی ضمن مین ہم بھی حضرت ابوبکر صدیق کی صدیقیت معتبر کتب شیعہ سے ثابت کئے دیتے ہین تاکہ

منکرین کو موقع چون وچرا کا نہ ملے وھو ہذا معتبر تفسیر مجمع البیان طبرسی شیعہ مین ہے قال اللہ

تبارک وتعالیٰ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ یعنی جو شخص آیا

ساتھ صدق کے اور جسنے تصدیق کی اُسکی وہی لوگ متقی ہین اسکی تفسیر مین مفسر علامہ طبرسی

لکھتا ہے قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر ترجمہ جو شخص کہ آیا ساتھ

صدق کے وہ رسول خدا ہیں اور جسنے تصدیق کی اُنکی اُس سے مراد ابوبکر ہیں **مقولہ المستدل**
بولا ابطال الدلائل سبحان اللہ آپکے کیا کہنے ہیں عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است
یہ بھی آپ ہی کا حوصلہ تھا کہ شاہ صاحب کے حواریین میں داخل ہو کر جو کچھ رطب و یابس تحفہ میں لکھا ہوا
پایا دیکھتے ہی لوٹ پوٹ ہو گئے حالانکہ تحفہ خود ملّا کابلی کا سرقہ ہے اور یہ ضرور خیال کیا ہوگا کہ
اس سے بڑھکر ہمکو اور کیا ثبوت ملیگا مگر یہ تمہاری شادی مبدل برنج ہوگئی اسلیئے کہ تمنے خاص کتاب
کشف الغمہ کو بھی نہیں دیکھا اسمیں یہ روایت موضوعہ ابن جوزی محدّث اہلسنّت سے منقول ہے
اور دار قطنی ہی نے اسکی تخریج کی ہے اور ابن حجر نے بھی صواعق محرقہ میں دار قطنی سے اس روایت
کو نقل کیا ہے اور خود صاحب کشف الغمہ نے اپنی کتاب کے آخر میں اسطرح ظاہر کیا ہے کہ میں نے اکثر
روایات اہلسنّت کو اہلسنّت ہی کے الزام دینے کی غرض سے نقلاً لکھا ہے وہ اُنہیں پر حجت ہو سکتی
ہیں نہ کہ شیعوں پر اور اس روایت کے موضوعہ ہونے پر اب غور کیجیے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
جیسا معصوم اور وہ بھی ایک بات کے بیان کرنے پر اپنی جگہ سے اُچھل پڑے پناہ بخدا نعوذ باللہ منہا خدا ایسے کذّابوں مفتریوں
کے افترا پردازی سے بچائے۔ حرکتِ عامیانہ کو اربابِ شعور و اہل تمیز کی نسبت منسوب کرنا انہیں حضرات
کا شیوہ موروثی ہے۔ کجا جنابِ امام محمد باقرؑ اور کجا یہ حرکتِ عامیانہ سا ہمیں کچھ شک نہیں کہ ازراہ
قساوتِ قلبی اُس واضع ناصبی نے جو کچھ لکھا ہے اتہاماً امام معصوم کی نسبت لکھا ہے اور تواریخ
منقولہ کشف الغمہ جو مخالفانہ ہے اُس سے ہمکو ثبوت دینا تمہاری عجب خوش فہمی ہے اور دیکھو کتبِ لغات
میں صدّیق کے معنی کسی کے کلام کو بہت سچ جانیوالے یعنی مُصدّق کے بھی لکھتے ہیں اور اگر بالفرض
اس روایتِ موضوعہ کو ہم تسلیم بھی کر لیں تو بھی بطور تقیہ امام علیہ السلام کا فرمانا سنیوں کیواسطے کچھ
فائدہ نہیں پہنچاتا اسلیئے کہ بی بی عائشہ نے اپنے باپ کو بلقبِ صدّیق اور باپ نے بیٹی کو بلقب صدّیقہ مشہور
کر رکھا تھا اور ان دونوں میں سے ایک دوسرے کے کلام کو بہت سچ جانیوالا تھا سو اگر کسی شخص کو

اسکے لقب کی جہت سے پکارا بھی جاوے تو اُس سے یہ بات نہین ثابت ہوتی کہ اُس شخص مین اُس لقب ہی کے موافق صفت ہو اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب اپنے ہان کے اکثر کتب تواریخ کو معتبر نہین جانتے اگر ہم بھی بعض روایات کتب تواریخ کو غیر معتبر سمجھین تو اسمین کونسی بے انصافی کی بات ہے اور خود ابن روایت موضوعہ مذکورہ کے برخلاف سنیون کے بڑے مفسر فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر کی جلد ہفتم مین اسطرح لکھا ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے ارشاد کیا کہ درحقیقت صدیق تین شخص ہوئے ہین ایک مومن آلِ فرعون دوسرے حبیب نجار تیسرے علی ابن ابیطالب علیہ السلام اب حضرات اہل جماعت کو چاہیے کہ اپنے ہان کے مفسر کے قول کی تصدیق کرین اور روایت موضوعہ ابن جوزی سے ہاتھ دھو بیٹھین اور ہمارے علامہ طبرسی نے جو اس آیت کی تفسیر مین قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر لکھا ہے تو سنیون کا قول لکھا ہے اور ہم پہلے اس بات کو ظاہر کرچکے ہین کہ علامہ طبرسی کا یہ دستور ہے کہ جو روایت مخالفین کی نقل کرتے ہین تو اُسکو بلفظ قیل ورُوی کے شروع کرتے ہین اور اسکے وہ خود مصدق نہین ہوتے اور جو اپنے ہان کی روایت لکھتے ہین تو اُسکو بلفظ قال اصحابنا و بلفظ رُوینا تعبیر کرتے ہین اور جناب خانصاحب تمنے جو علامہ طبرسی علیہ الرحمہ کو اسجگہہ پر نہایت حقارت کے ساتھ تو تراخ کرکے لکھا ہے اگر ہم بھی تمہارے حضرت عمر کو اسیطرح سے لکھین تو آپ کی اور آپکے شیخین کی کیا شیخی رہجائیگی اور سچ کہنا کہ یہ امر آپ کو ناگوار خاطر ہوگا یا نہوگا ایسی خلاف تہذیب تحاریر کو پہلے بھی تم پر ظاہر کرچکے ہین اور یہ امر آداب مناظرہ کے بھی خلاف ہے آیندہ تمہین اختیار ہے اور علی بن عیسے اردبیلی جو تمنے لکھا ہے سوا اردبیلی کوئی شخص سنیون مین ہوگا شیعو نمین تو علی بن عیسے اربیلی مولف کشف الغمہ ہین قال المرتاب فی الضلال

سنیون کی صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت علی علیہ السلام ابوبکر اور عمر کو کاذب اثم غادر خائن جانتے تھے پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو امام باقر علیہ السلام صدیق بتلاوین ۱۲

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے جو خط کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا شارحین نہج البلاغت نے
حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین یہ عبارت نقل کی ہے لعمری ان مکانہما
من الاسلام لعظیم وان المصائب بہما لجرح فی الاسلام شدید
رحمہما اللہ وجزاہما اللہ باحسن ما عملا ۔ ترجمہ اپنی زندگی کی قسم
تحقیق مرتبہ اُن دونون کا یعنی حضرت ابوبکر و عمر کا اسلام مین بہت ہی بڑا ہے اور تحقیق واقعہ
اُنکی وفات کا بہت ہی سخت حادثہ اسلام مین ہے اللہ دونون پر رحم کیجیو اور اونکے نیک عملون
کا بدلہ نیک دیجیو دیکھو حضرت علیؓ دونون صاحبون کا مرتبہ اسلام مین بڑا بتلاتے ہین اور اُن کے لئے
نیک دعا فرماتے ہین پس جو کوئی حضرت شیخین کا مرتبہ اسلام مین کمتر جانے یا اُن کے حق مین بددعا
کرے وہ بیشک حضرت کی مخالفت پر کمر باندھتا ہے **یقول المتمسک بولایۃ الال**
ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ شارح نہج البلاغتہ ابن ابوالحدید معتزلی ہے وہ حضرت ابوبکر اور عمر کا طرفدار ہے
وہ جو لکھے سو تھوڑا جسقدر ہٹ دھرمی کے راگ گاوے آپ کے لئے بجا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک
اُسکا قول مثل گوز شتر ہے۔ ہم اسکو تسلیم نکرین گے شاید حضرت امیرؑ نے امیر حمزہ و جعفر طیار
رضی اللہ عنہما کی صفت کی ہو اور ابن ابوالحدید معتزلی نے اپنی خواہش نفسانی سے حضرت ابوبکر
و عمر کی صفت مین داخل کردیا ہو مگر تمنے تو شارح کا نام بھی نہین لکھا پھر ہم کسکی شرح مین اسکو تلاش
کرین دیکھو خطبہ شقشقیہ مین تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اول سے آخر تک اپنی مظلومیت
اور مغصوبیت حق خلافت کو بکمال وضوح بیان فرمایا ہے جسکا جی چاہے اُس مین دیکھ لے اور ابن ابوالحدید
نے بھی باوجود تعصب اور عناد کے اسبات کا اقرار کیا ہے کہ کلمات ظلم و شکایت غاصبین خلافت کے
بکثرت اور تواتر اُن حضرت سے ثابت ہوئے ہین اور لکھا ہے کہ وہ جناب یون فرماتے تھے اللھم
اخس قریشا فانہا منعتنی احقی و غصبتنی امری یعنی بارخدایا خم کر تو کمر قریش کی پس

بتحقیق کہ انہون نے حق میرا چھین لیا اور غصب کیا مجھسے امر خلافت کو اور پھر فرمایا فجزت قریشا عنی الجوازی فانہم ظلمونی حقی واغتصبونی سلطنت ابن عمی یعنی جزائے بد دے جاوین قریش پس بتحقیق کہ ظلم کیا انہون نے اوپر میرے اور غصب کیا مجھسے سلطنت پسر عم میرے کو۔ اب فرمائیے کہ جن لوگون نے حضرت امیر علیہ السلام پر ظلم و ستم کیا اور انکی خلافت کو غصب کیا اُن لوگون کی مخالفت پر کمر باندھنا کسطرح سے خلاف حضرت امیر علیہ السلام کی ہوجاویگا **قال الموتلف فی الضلال** صاحب فصول جو فرقہ شیعہ کا بڑا مستند عالم ہے امام محمد باقر سے ایک روایت یون نقل کرتا ہے انہ قال لجماعۃ خاضوا فی ابی بکر و عمر و عثمان الا تخبرونی انتم من المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ قالوا لا قال فانتم من الذین تبوء الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم قالوا لا قال ما انتم فقد برئتم ان تکونوا احد ھذین الفریقین وانا اشھد انکم لستم من الذین قال اللہ تعالیٰ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم ہ

ترجمہ تحقیق فرمایا امام محمد باقر نے واسطے ایک گروہ کے جو کلام کر رہے تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان کے حق مین کیا تم خبر نہین دیتے مجھکو آیا تم مہاجرین مین سے ہو جو نکالے گئے اپنے گھرون اور مالون سے ڈھونڈتے آئے ہین اللہ کا فضل اور اسکی رضامندی اور مدد کرتے ہین اللہ اور اسکے رسول کے اس گروہ نے کہا نہین پھر فرمایا امام نے پس تم اُن لوگون سے ہو جو جگہہ پکڑ رہے ہین یعنی انصار اس گھر مین یعنی مدینہ مین اور ایمان مین اُنسے پہلے محبت کرتے ہین اُس سے جو وطن چھوڑ آوے اُن کے پاس اُس گروہ نے کہا نہین امام نے فرمایا تم آپ ہی تحقیق الگ ہوئے اُس سے ایک فرقہ ان دو فرقون مین سے ہو اور

مین گواہی دیتا ہون کہ تم نہین اُن لوگون سے جنکی حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو آئے اُنسے پیچھے کہتے ہوئے اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو ہمسے آگے پہنچے ایمان مین اور نہ رکھ ہمارے دل مین بیر ایمان والون کا اے رب تو ہی ہے بڑائی والا مہربان دیکھو اس گروہ کو امام صاحب نے گمراہ اور دائرہ اسلام سے خارج فرمایا ہے **یقول المتمسک بولایۃ الآل**

یہ آپکا لکھنا محض غلط ہے صاحب فضول فرقہ شیعہ مین کوئی عالم نہین ہے نہ اُسکی کوئی کتاب الموسوم بہ فضول ہے تُف ہے تمہارے اس فضول لکھنے اور عوام الناس کے دھوکہ دینے پر اگر صاحب غیرت ہوتے تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرتے مگر تمہاری تو آنکھ بھی تر نہین ہوتی بھلا ایسے جھوٹے حوالونکو کون مانتا ہے اسطرح بعض بیباک شیعہ بھی تمسے کہہ سکتے ہین کہ سُنیون کی بڑی مستند عالم العینی طلا بخاری نے اپنی کتاب فضیلت البہائم والمجانین فی ذکر الثلثۃ الراشدین مین یہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام شافعی کا ایک مقام پر گزر ہوا اسجگہ چند آدمی خلقہ باندھے ہوئے بیٹھے تھے اور حضرت ابو بکر اور عثمان کی مدح کر رہے تھے اور شیعون کی نسبت بہت کچھ سب و شتم سے یاد کرنا اونکا شغل تھا پس حضرت امام شافعی نے اونکا یہ حال دیکھ کر اسطرح فرمایا کہ اے لوگو تم شیعون کو کیون بُرا کہتے ہو اور کسوجہ سے رافضی بتاتے ہو شیعہ بیچارے کیا غلط کہتے ہین دراصل حضرت ابو بکر و عمر نے جو ظلم و ستم کہ اہلبیتؑ رسول کے ساتھ کئے ہین وہ ہرگز مخفی نہین ہو سکتے مین نے بھی مثل تمہارے ہر چند چاہا کہ عیوب شیخین کو کسی تدبیر سے پوشیدہ کر دون مگر انکے حرکات شنیعہ کو تمام خدائی جانتی ہے اسوجہ سے مین بھی پوشیدہ نکر سکا اب لاچار ہو کر انکے واسطے خدائے تعالیٰ سے شب و روز دعاء مغفرت کیا کرتا ہون انتہی۔

پس واضح ہو کہ اس حکایت کا جو تم جواب دوگے وہی جواب ہمارا بھی صاحب فضول کی روایت کی نسبت ہے اور اگر مراد تمہاری کتاب فضول سے فصول مہمہ ہے تو فصول مہمہ دو کتابون کا نام ہے ایک ابن صباغ مالکی کی ہے اور ایک ہمارے یہان کی کتاب ہے اگر ابن صباغ کی فصول سے نقل کیا ہے تو ہمیں

تحت نہین ہے اور یہ کہنا کہ وہ شیعہ مین افترار محض و بہتان بحت ہے اور اگر فصول ثانی کی نسبت کہو
تو بالفعل نسخہ فصول ہمارے پاس موجود نہین تھا کہ جس سے ہم اسکی تطبیق کرتے اسوجہ سے ہمنے لکھنؤ مین
مین جاکر اسکی تفتیش کی آخر کار معلوم ہوا کہ یہ روایت اُسمین نہین ہے اور اگر یہ روایت اُسمین ہوتی بھی
تو ہمارے لئے کیا مضر تھی اسواسطے کہ اِس روایت مین تو فقط اتنا ہی ہے کہ وہ لوگ کلام کرتے تھے درباب
خلفار ثلثہ اب اگر یہ کلام اُنکا من باب الذم تھا تو اگر یہ حدیث خالی عن التقیہ فرض کر لی جاوے بفرض محال
تو استدلال تمہارے مطلب پر ہوسکتا ہے ولیس ذالک قطعًا اور اگر من باب المدح تھا تو اُنکا
بنا بر تمہارے قول کے دائرہ اسلام سے خارج ہونا دلیل صریح تفضیح ہے تمہارے خلفا کی اور روایت
محتمل الامرین ہے پس استدلال تمام نہوگا اور اگر بفرض محال مدح بھی نکلے تو تمہارے مطلب کے مفید نہین
اسواسطے کہ تقیہ اقوی مانع ہے استدلال سے ولا اقل من الاحتمال واذا جاء الاحتمال بطل

الاستدلال خصوصًا حضرات اہلسنت کی یہان کہ جنکا مدار دین اسقاط روایت
محتمل فیہا للخلاف پر ہے اور یہ کہنا حضرت کا کہ تم مہاجرین مومنین سے ہو یا انصار مومنین سے ہو سو
یہ دلالت اسپر نہین کرتا کہ وہ لوگ مذمت ہی کرتے تھے بلکہ جسطرح حال مذمت مین کہا جاسکتا ہے اسیطرح
حال مدح مین بھی کہا جاسکتا ہے یعنی کیا تم مہاجرین سے یا انصار سے ہو کہ تم بخوبی حال جان کر اُنکا
مدح کرتے ہو کہ یہ امر تمسے نہایت مستبعد ہے اور جبکہ تم اِن دونون فرقون سے نہین ہو اور بلا تحقیق کے
مدح کرتے ہو تو تم مقصر ہو تحقیق حق مین باوجود امکان تحقیق کے پس تم دائرہ اسلام سے خارج ہو بلکہ
یہی فرق ہے بموجب روایات متواترہ و متکاثرہ کے قال المرتبک فی الضلال اُس
تفسیر مین جسکو شیعہ حضرت امام حسنؑ عسکری کی طرف نسبت کرتے ہین یہ روایت ہم قوم ہے کہ جب
خدائے تعالے نے حضرت موسیٰ بن عمران کو مبعوث فرمایا اور اُنکو برگزیدہ کیا اور اُن کے سبب سے دریا
کو پل بنایا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور توریت اور لوح اُنکو عطا کی تب حضرت موسےٰ نے اپنا رتبہ

دیکھکر خداے عزّوجل سے عرض کی کہ یا الٰہی تو نے مجھکو ایسی بزرگی دی ہے کہ کسی اور نبی کو پہلے نہین دی تیرے یہان مجھ سے زیادہ اور کسی کی بھی بزرگی ہے خداوند تعالےٰ نے جواب دیا کہ اے موسیٰ تمہین معلوم نہین کہ محمد میرے نزدیک تمام مخلوقات سے افضل ہین تب حضرت موسےٰ نے عرض کی کہ کسی نبی کی آل میری آل سے بزرگتر ہے جواب ہوا کہ تم نہین جانتے کہ فضیلت آل محمد کی سب انبیا کی آل پر ایسی ہے جیسی کہ انکو فضیلت سب پیغمبرون پر ہے تب حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ الٰہی میرے اصحاب سے زیادہ تیرے نزدیک اور کسی نبی کے اصحاب کا رتبہ ہے جواب ہوا کہ اے موسےٰ تم نہین جانتے کہ فضیلت اصحاب محمدی کی تمام انبیاء کے اصحاب پر ایسی ہے جیسی کہ فضیلت آل محمد کے سب انبیاء کے آل پر ہے تب حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ اگر فضیلت محمد اور آل محمد اور اصحاب محمد کی ایسی ہے جیسی کہ تو نے ارشاد فرمائی پس کسی نبی کی اُمت میری اُمت سے زیادہ افضل ہے جنپر تو نے بادلون کا سایہ کیا جنپر من سلوا نازل کیا جنکے لیے دریا کو پل بنا دیا خداوند کریم نے فرمایا کہ فضیلت اُمت محمد کی سب انبیاء کی اُمت پر ایسی ہے جیسی کہ فضیلت مجھکو میرے خلق پر ہے دیکھو جناب امام حسن عسکری ع صاحب اصحاب رسول اللہ اور اُمت رسول اللہ کے کیسے کیسے فضائل بیان فرماتے ہین اگر تم امام صاحب کے بھی قول کو جھوٹا جانو تو تمکو خدا سمجھے **یقول المتمسک بولایۃ الآل** تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کی یہ روایت بہت صحیح اور درست ہے اور فضیلتِ اصحاب محمد اور اُمت محمد صلعم پر جو تم کچھ اور ہی شبہ کر رہی ہو سو یہ تمہارا شبہ کرنا محض بے فائدہ ہے یہان تو آیات قرآنی کا سا معاملہ مجملاً پیش آیا ہے اور اصحاب مخلصین حضرت خاتم المرسلین کی فضیلت کا کون منکر ہے اور سنیئے اس روایت کو کس غرض سے لکھا ہے شاید اصحاب کا لفظ دیکھکر خوش ہو گئے ہو گے اور اپنے حضرات ثلاثہ کو اس فضیلت مین داخل کرنا چاہتے ہو گے سو اسکے لیے تم اپنا منہ دھو رکھو تمہارے حضرات ثلاثہ کو اس روایت سے کچھ نفع نہین مل سکتا اس روایت مین تو اصحاب مومنین موقنین کی البتہ تعریف ہے

سو انکو شیعہ اپنا ہادی اور پیشوا جانتے ہین اور اصحاب منافقین و مرتدین کی اس روایت سے ہرگز ہرگز تعریف نہین نکلتی اون کے حق مین اللہ تعالےٰ قرآن مجید مین خود فرماتا ہے تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ۔ یعنی اے صحابہ پیغمبر تم لوگ خواہان مال دنیا ہو اور خدا چاہتا ہے ثواب آخرت کو۔ اور صحیح بخاری مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ہے وان اناس اصحابی یوخذ بہم ذات الشمال فاقول اصحابی اصحابی اصحابی فیقال انہم لم یزالو مرتدین علی اعقابہم خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بروز قیامت ایک گروہ اصحاب کا داخل جہنم ہوگا جبکہ فرشتے اُس گروہ کو عذاب کیواسطے لاوینگے تب مین اسطرح کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہین پس ملائکہ جواب دینگے کہ یہ وہ اصحاب ہین جو کہ بعد آپ کے مرتد ہو گئے تھے انتہی اور روایت تفسیر امام حسن عسکریؑ مین اُمت کی جو تعریف ہے سو اُس امت سے مراد شیعان علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہین جنکی شان مین حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یاعلی انت وشیعتک ھم الفائزون یوم القیمۃ اور ویسے تو اُمت مین بہتر فرقے اور بہی شمار کیے جاتے ہین اور یہانتک کہ قاتلان شہدائے کربلا بھی اپنے تئین اُمت ہی کہتے تھے چنانچہ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے اپنی سر الشہادتین مین ایسا ہی لکھا ہے شعر اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب پھر بھلا کہو اسطرح کی اُمت کی فضیلت کسطرح سے ہو سکتی ہے اگر تم اُمت مومنہ صالحہ کی فضیلت چھوڑکر اُمت ملعونہ کی صفت جانوگے تو بیشک تمہین خدا سمجھیگا اور تمہارا حشر ضرور اُمت ملعونہ کی ساتھ ہوگا قال المعترض فی الصفحہ صحیفہ کاملہ مین جنکی ہر ایک لفظ کو شیعہ باعتبار صحت کے کلام الٰہی سے کم نہین جانتے ہین حضرت امام زین العابدین سے اصحاب اور تابعین رسالت پناہ کے حق مین یہ دعا ہے جسکو آپ خلوت خاص مین پڑھا کرتے تھے اور راز و نیاز کے وقت آپ اصحاب رسول اللہ کی توصیفین اور تعریفین روبرو

شہنشاہ عالم الغیب کے اظہار کیا کرتے تھے اگر کوئی بالفضول اس دعا کو بھی تقیہ پر محمول کرے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ آپکو خلوت مین کسکا خوف اور ڈر تھا کہ جسکی سبب سے ضرورت تقیہ کی ہوئی پس اس دعا صادق مین ہرگز گنجائش نہین ہے وہ دعا یہ ہے - اے خدا رحمت نازل کر اوپر اصحاب محمدؐ کے درود اللہ کی انپر اور سلام خاص کر اون اصحاب پر جنہون نے حق صحبت نہایت ہی خوبی سے ادا کیا اور جنہون نے سبطرح کی مصیبتون اور ایذاؤن کو اسکی اعانت مین گوارا کیا اور جنہون نے ملکر اسکی مدد مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا اور جنہون نے اسکی رسالت قبول کرنے مین بڑی جلدی کی اور اسکی دعوت کی اجابت مین سبقت کی جب اونکو پیغمبر خدا نے اپنی پیغمبری کی حجتین بتائین تو انہون نے بلا توقف قبول کین اور انکے کلمہ کے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ظاہر کرنے مین اپنے لڑکے بالون جورو بچون کو چھوڑا اور انکی نبوت کے ثابت کرنے مین اپنے باپ اور بیٹون کو قتل کیا جب انہون نے پیغمبر کا دامن پکڑا تو ان کے اپنے قبیلے کے لوگون نے انکو چھوڑ دیا اور جب وہ پیغمبر کی قرابت کے سایہ مین آئے تب ان کے رشتہ دارون نے انسے رشتہ توڑ دیا پس اے خدا تو نہ ترک کرنا ان باتون کو جو پیغمبر کے اصحاب نے تیرے واسطے اور تیرے پیچھے چھوڑا اور راضی کر دینا تو انکو رضامندی سے اسلئے کہ انہون نے خلق کو تیری طرف جمع کر دیا اور تیرے پیغمبر کے ساتھ دعوت اسلام کا حق ادا کیا اے اللہ وہ شکر کے لائق ہین کہ انہون نے اپنے قوم اور کنبے کے گھر اور اپنے وطن کو تیرے پیچھے چھوڑا اور عیش اور آرام کو ترک کر کے تنگی معاش کو تیرے لیے اختیار کیا اور اے خدا ان کے تابعین کو جزا خیر دے جو کہ دعا کیا کرتے ہین کہ پروردگار ہماری مغفرت کر اور ہمارے ان بھائیون کی جو ہم مین سے ایمان مین سبقت لیگئے ہین اور انکی ہدایت کے نشانیون کے اقتدا کرتے ہین جنکو کوئی شک اونکی نصرت مین نہین ہوتا اور جنکے دل مین کوئی شبہ اون کے آثار کی پیروی مین نہین آتا کیونکہ تابعین

جو معاون اور مددگار اصحاب کے ہین اور جو اپنا دین اُن کے دین کے موافق رکھتے ہین اور جو اُن کی ہدایت کی مطابق ہدایت پاتی ہین اور جو اصحاب سے اتفاق رکھتے ہین اور جو کچھ اصحاب نے اُنکو پہنچایا اسمین انپر کچھ تہمت نہین کرتے ہین اور اے خدا رحمت نازل کر اُن اصحاب کی تبعیت کرنیوالون پر آجکے دن سے جسمین ہم ہین قیامت تک اور اُنکی ازواج اور ذریات پر فقط اے مقلدانِ ابن سبا قسم ہے تمکو حضرت حیدر کرار کی اور قسم ہے تمکو سید الشہدا کے مزار کی اور قسم ہے تمکو عباس علمبردار کی اور قسم ہے تمکو امام غایب فی الغار کی ذرا عدالت کی نظر سے دیکھنا کہ اس دعا سید الساجدین مین تقیہ کو تو لگاؤ نہین ہے کیونکہ یہ دعا امام صاحب کی مخصوص بجلوت ہے اور خلوت مین ایمان چھپانے کی کوئی ضرورت نہین ہوتی ہے **یقول المتمسك بولایته الآل** کلام الٰہی کے برابر تو معتبر ہم کسی کتاب کو بھی نہین جانتے بھر صحیفہ کاملہ کو کیونکر اُسکی برابر کہین گے البتہ بعد کلام اللہ کے اُسکی بھی صحت کا اعتبار کرتے ہین شیعونکا حال مثل سنیّون کے نہین ہے جیسا کہ سُنّی بخاری اور مسلم کے ہر ایک لفظ کو باعتبار صحت کے کلام الٰہی سے کم نہین جانتے بلکہ کچھ زائد ہی کہتے ہین اور صحیفہ کاملہ کی یہ دعا جو تمنے نقل کی ہے اسمین توصریح اور صاف طور سے اُن اصحاب اور تابعین رسول کردگار کا ذکر ہے کہ جنھون نے حق صحبت نہایت ہی خوبی سے ادا کیا اور جنھون نے سب طرح کی مصیبتون اور ایذاؤن کو آنحضرت صلعم کی اعانت مین گوارا کیا اور جنھون نے ملکر اونکی مدد کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا اور جنھون نے اُنکی رسالت کے قبول کرنے مین بڑی جلدی کی اور دعوت کے اجابت کرنے مین نہایت سبقت کی اور جب اُنکو پیغمبر خدا نے اپنی پیغمبری کی حجتین بتائین تو اُنھون نے بلا توقف قبول کر لین اور اُن کے کلمہ کے ظاہر کرنے مین اپنے سب عزیز اور قریبون کو چھوڑ دیا اور اونکی محبت کے مقابلہ مین کسی رشتہ داری کا خیال نہ کیا نہ وہ لوگ کہ جو کاہنون کے کہنے سے بطمع مال دنیا مسلمان ہوئے

اور اصحاب کہلائے اور جب وقت مصیبت پڑا اور جہادون مین کفار کے مقابلہ کا وقت آیا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنون کے مقابلہ مین چھوڑ کر بھاگ گئے اور صلح حدیبیہ پر شک و شبہ نبوّت مین کرنے لگے اور بوقتِ وفات جناب رسولخدا صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم پر تہمت ہذیان کی لگانے لگے اور حقِ صحبت ادا کرنیکے بدلے بعد وفات آنحضرت صلعم کے انکی تجہیز و تکفین مین بھی شریک نہوے بقول شاعر ؎ چون صحابہ حبِّ دنیا داشتند + مصطفےٰ را بیکفن بگذاشتند۔ اور پھر نکث بیعتِ غدیر کر کے غصبِ خلافت اور غصبِ فدک کیا اور بضعۂ رسول کو ستایا اور اُن کے مکان کو جلا دینے کیواسطے آگ اور لکڑیان لے گئے اور مطرودان و مغضوبان جناب رسولخدا کو اپنی رشتہ داری کے باعث سے مدینہ منورہ مین بلا کر ندیم و مُشیر سلطنت بنایا غرض کہانتک اصحاب طالبین دنیا کے قبائح لکھون اکثر کتب معتبرہ اہلسنّت ہی مین اُنکا سب حال نام بنام لکھا ہے وہ ہی ہمارے بیان کی صداقت کے لئے کافی ہے پس اے مقلدانِ ابن زیاد و شمر تمکو قسم ہے اپنے یزید و معاویہ اور قسم ہے طلحہ اور زبیر کی اور قسم ہے تمکو مقبرہ شیخ جیلانی کی ذرا عدالت کی نظر سے دیکھنا کہ صحیفہ کاملہ کی دعا مین حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے کیسی کچھ تصریح اصحاب مخلصین کے باب مین کی ہے اسلئے کہ کوئی شخص نادان مخالفین مین سے اپنے حضرات ثلاثہ کی صفت نہ ٹھہرا وے مگر تم ایسے حیادار ہو کہ اسپر بھی نہ مانے اور اپنی خواہشِ نفسانی سے اپنے حضرات ثلاثہ کی تعریف مین اسکو لکھنا شروع کر دیا سو تمہارے ایسے فضول لکھنے کو کون مانتا ہے اور تقیہ کرنیکا اسجگہہ کیا ذکر ہے تمنے کیون لکھا ہے۔ **قال المرتاب فی الضلال** اگرچہ بعض شیعہ خلاف ترتیب جمع قرآن پاک کی قائل ہوئے ہین مگر انکا قول جمہور علمار محققین شیعہ کے نزدیک بالکل ساقط عن الاعتبار ہے خوف طوالت سے انکی علمار معتمد کے چند قول نقل کیے جاتے ہین اول شیخ صدوق ابو جعفر محمد

بن علی بابویہ نے جو اس فرقہ کے بڑے عالم ہین رسالہ اعتقادات مین لکھا ہے اعتقادنا فی القرآن

ان القران الذی انزل اللہ تعالیٰ علی نبیه هو ما بین الدفتین وهو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذالک ومبلغ سورة عند الناس مائة واربعة وعشر سورة وعندنا والضحیٰ والم نشرح سورة واحدة ولایلاف والم ترکیف سورة واحدة ومن نسب الینا انا نقول انه اکثر من ذالک فهو کاذب

ترجمہ اعتقاد ہمارا قرآن مین یہ ہے کہ تحقیق قرآن جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر نازل کیا تھا وہی ہے جو دو دفتیون مین موجود ہے اور وہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین پایا جاتا ہے اس سے زیادہ نہین اور اُسکی سورتین لوگون کے نزدیک ایک سو چودہ ہین اور ہمارے نزدیک والضحیٰ اور الم نشرح ایک سورۃ ہے اور لایلاف و الم ترکیف ایک سورۃ ہے اور جو شخص ہماری طرف نسبت کرتا ہے کہ ہم کہتے ہین کہ قرآن اس سے زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے دیکھو علامہ قمی صحیح صحیح روایت کرتے ہین کہ یہ قرآن جو لوگون کے پاس موجود ہے اصلی ہے اس سے کچھ کم زیادہ نہین ہوا ایس جو لوگ کم ہو جانے قرآن کے قائل ہین وہ جھوٹے ہین دوم مجمع البیان مین سید مرتضےٰ جو بڑے مجتہد شیعون کے ہین یہ لکھتے ہین ان العلم صحة القرآن کالعلم بالبلدان والحوادث الکبار والوقایع العظام للشهورة واشعار العرب المسطورة

ترجمہ البتہ قرآن کی صحت کا علم ایسا ہے جیسا شہرون اور بڑے بڑے مشہور حادثون اور واقعون اور عرب کے شعرون لکھے ہوئے کا علم کیونکہ نقل کرنے قرآن مین بڑی کوشش اور بہت سے سبب تھے اور وے قرآن کے مقدمہ مین اُس حد تک پہنچے تھے جو اشیاء مذکور مین اُس حد کو نہین پہنچے اسلئے کہ قرآن نبوت کا ایک معجزہ ہے اور شرعی علمون اور دینے حکمون کا اصل ہے اور اسلام کی عالم اسکی محافظت اور نگہداشت مین نہایت کے درجہ کو پہنچے ہین یہانتک کہ جو قرآن مین حرکتون اور قرأتون اور حرفون اور آیتون سے تھا انہون نے اُسکو معلوم کر رکھا ہے۔ پس ایسے سچے محافظت اور بڑے نگہداشت مین کیونکر ہو سکتا ہے کہ اُسمین تغیر یا نقصان ہو گیا ہو سوم محمد بن الحسن حر عاملی

جو بڑے محدث فرقہ اہل تشیع مین گزرے ہین انہون نے ایک رسالہ اپنے ہمعصر کے رد مین لکھا ہے اُس رسالہ مین لکھتے ہین کہ ہر کسیکہ تتبع اخبار و تفحص تواریخ نموزہ بعلم یقینی میداند کہ قرآن در غایت واعلیٰ درجہ تواتر بودہ و آلاف صحابہ حفظ و نقل میکردند آنرا در عہد رسول خدا مجموع مولف بود۔ دیکھو تمہارے محدث صاحب قرآن کو صحیح بتلاتے ہین کہ اصحاب نے رسول اللہ ہی کی حیات مبارک مین بصحت تمام حفظ اور نقل کر رکھا تھا پس اس روایت سے فضیلت صحت قرآن اور فضیلت حفظ قرآن اور فضیلت صحابہ ذیشان کی بھی پائی جاتی ہے چہارم حدیقہ سلطانیہ کے صفحہ ۸۶ مین ہے از انجملہ است انچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود ان ھذا القران فیہ منار الھدیٰ ومصابیح الدجیٰ یعنی درین قرآن انوار ہدایت و چراغہائے دور کنندہ تاریکی ضلالت و غوایت روشن است پنجم اسی کتاب مین یہ عبارت ہے کہ از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شود مانند پارہائے شب تاریک پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ و مقبول الشفاعت است ہر کسیکہ آنرا پیش نہد اللہ اور ابراہ جنت میبرد اور ان سب روایتون مستندہ سے اُن جہال کے قول کی جو کہتے ہین کہ ترتیب صحیح نہین ہے کملہ ینبغی تکذیب ہوتی ہے اگر بنظر انصاف اپنے مقتدایون اور مجتہدون کے قول کو سچا سمجھین ورنہ نا انصافی کا جواب سوائے خاموشی اور کیا ہو سکتا ہے ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ششم سورہ حجر مین حافظ لوح محفوظ کا یہ فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ترجمہ تحقیق ہمنے آپ ہی اوتارا اس قرآن کو اور تحقیق ہم آپ ہی اُسکی نگہبان ہین ہفتم سورہ حم سجدہ مین احکم الحاکمین فرماتا ہے لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ترجمہ اسپر باطل یعنی تحریف اور نقص کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے اوتارا ہے حکمتون والی سب خوبیون سراہی کے چنانچہ مدارک مین اس آیت شریف کی تفسیر

اسیطرح سے ہے ھی کلا یاتیہ الباطل التبدیل والتناقض من بین یدیہ ولا خلفہ
یعنی اس کتاب مستطاب مین تبدیل اور نقیض کو ہرگز کبھی کسیوجہ سے دخل نہوگا اے مقلدان ابن سبا
اگر تمہارے مجتہدون کی روائتین جھوٹی ہین کلام خدا کو تو سچا جانو کیونکہ اسی قرآن پاک کو تم نماز
مین پڑھتے ہو اور اسی قرآن کا ثواب تم اپنے مردون کو بخشتے ہو ورنہ تمہاری نماز و ثواب دونو فعل
عبث ہین اور اگر وہ قرآن جسکو باعتقاد تمہارے حضرت مظہر العجائب نے جمع کیا تھا تمہارے پاس
موجود ہے تو ایمان والون کو دکھلاؤ کیونکہ ایمان والے قدر وادب کلام خدا کے خوب جانتے ہین

یقول المتمسک بولایۃ الآل — اس بحث کو تم پہلے بھی لکھ چکے ہو اور ہم اس کا
بخوبی جواب بھی دے چکے ہین پھر چند مرتبہ ایک بات کے دوہرانے سے کیا حاصل۔ تم اپنے تئین مناظر
اور محقق جانتے ہو اور اسپر شیعونکی مذہب کو نہایت غلط ثابت کرنا چاہتے ہو مگر طرفہ تر یہ ہے کہ تمکو اتبک
مذہب شیعہ سے بخوبی واقفیت ہی نہین اور نہ یہی جانتے ہو کہ قرآن کے مقدمہ مین شیعونکا کیا اعتقاد
ہے اور کیا کہتے ہین سو جاننا چاہیے کہ اکثر علماء شیعہ کا تو وہی اعتقاد ہے جو جناب شیخ صدوق
علیہ الرحمہ نے رسالہ اعتقادیہ مین تحریر فرمایا ہے اور اکثر ہمارے عالم اسی پر متفق ہین کہ یہ قرآن وہی ہے
کہ جو نازل ہوا تھا نہ اس سے کم ہے نہ اس سے زیادہ ہاں بعضے عالم صرف کمی قرآن کے قائل بھی ہوئے
ہین لیکن قرآن کی صحت کے تو وہ بھی منکر نہین ہین وہ بھی اکثر یہی لکھتے ہین کہ یہ جسقدر باقی
موجود ہے یہ سب کلام خدا ہے چنانچہ اس باب مین ہمارے علامہ ابو علی طبرسی رحمۃ اللہ نے تفسیر
مجمع البیان مین یون لکھا ہے ہمارے تمام علماء کا اجماع ہے کہ قرآن مین زیادتی واقع نہین ہوئی
رہا نقصان قرآن البتہ ہمارے بعض علماء کی ایک گروہ اور علماء عامہ اعنی اہلجماعت مین سے ایک
فرقہ حشویہ قائل ہوا ہے کہ قرآن مین کمی واقع ہوئی ہے اور صحیح مذہب ہمارے علماء کا اسکے خلاف ہے
یعنی اسمین تغییر و نقصان نہین ہوا ہے اور اسی کے مطابق شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے بھی تغییر

تبیان مین لکھا ہے ہٰذا بعض علمار اہل تشیع پر بھی تمہارا طعن وارد نہین ہوسکتا اور اُن پر طعن کرنا تمہارا بالکل عبث اور بیکار ہے کیونکہ تمہاری تو کتب احادیث وتفاسیر اس امر سے مملو ہین کہ قرآن شریف مین ضرور تحریف ہوئی تو جو الزام تمہارے اکابر محدثین پر وارد ہوگا وہی بعض علمار اہل تشیع پر بھی ہوگا بلکہ اسمین بھی بہت بڑا تفاوت ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے جو بعض علمار قائل کمی کے ہوئے ہین تو وہ اسبات کے قائل ہوئے ہین کہ مناقب اہلبیت اطہار اسمین سے نکالدئے گئے ہین جیسا کہ تمہاری کتب سے بھی ثابت ہے بلکہ حدّ تواتر کو پہنچگیا ہے اور احکام کی تحریف کے ہمارے بعض بھی قائل نہین ہین بلکہ یہ امر مجمع علیہ ہے کہ تحریف احکام مین ہرگز نہین ہوئی پس عمل احکام پر کیون کر بیمحل ہوگا اور تمہاری کتب روایات تو وقوع تحریف سے علی الغائتہ المختلفہ مملو ہین چنانچہ تفسیر اتقان ہی مین لکھا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی تھین کہ سورہ احزاب کو جناب رسولخدا صلعم کی حیات مین ہم تلاوت کیا کرتے تھے اور اُسمین دوسو آیتین تھین مگر حضرت عثمان نے اپنے عہد حکومت مین تہتر آیات باقی رکھین اور آیہ رجم کو قرآن سے نکالدیا اور کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری مین یون لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عمر مکروہ جانتے تھے اس امر کو کہ کوئی مرد کہے کہ مین نے سارا قرآن پڑھا ہے اور کہتے تھے کہ اس قرآن مین سے ایک قرآن ہے کہ اُٹھالیا گیا ہے اور اُسی کتاب مین لکھا ہے کہ ابن عباس افلم یتبیّن پڑھا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کاتب نے سوتے اور اونگھتے مین افلم ییاس اسکی جگہہ لکھدیا ہے اور وہ ہنوز قرآن مین موجود ہے اور امام فخرالدین رازی نے لکھا ہے کہ ابن مسعود انکار کرتے تھے سورہ فاتحہ اور معوذتین کے قرآن مین ہونیکا اور احمد اور ابن حیان کہتے ہین کہ وہ انکو اپنے قرآن مین لکھتے بھی نہ تھے اور تفسیر درّ منثور اور تفسیر ثعلبی مین لکھا ہے کہ آیہ اِنْ ہٰذَانِ لَسَاحِرَانِ مین عمل کاتب سے غلطی رہ گئی ہے اور مسلم نے اپنی کتاب مین علقمہ سے روایت کی ہے کہ سورہ واللیل مین وَمَا خَلَقَ کا لفظ زیادہ بنادیا گیا ہے یہ حضرت کے زمانہ مین موجود نہ تھا پس ہائے مقلدان ابن زیاد

وثمر تم پہلے اپنی اُن مفسّرون اور محدّثون کے لکھنے پر تو غور کرو کہ قرآن مجید کی نسبت تمہارے
مفسر اور محدث کیا کیا لکھتے ہین اور کلام الٰہی کو صحیح اور سالم نہین جانتے ہین پھر ہم بھی اگر تمہاری
طرح سے تمسے پوچھین تو اسکا تم کیا جواب دوگے کہ یہ قرآن جب تم لوگون کے نزدیک صحیح نہین ہے اور
غلطیون سے بھرا ہوا ہے اور کچھ کا کچھ بنگیا ہے تو پھر تم کسواسطے اس قرآن کو نمازون مین پڑھتے ہو اور اسی
قرآن کا ثواب تم اپنے مُردون کو بخشتے ہو اور جب تم اس قرآن کی نسبت ایسا اعتقاد رکھتے ہو
جیساکہ تمہارے مفسرین اور محققین کے اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ یہ قرآن وہ قرآن ہی نہین رہا
بلکہ اسمین اکثر جگہہ کچھ کا کچھ بن گیا ہے تو پھر تمہارے ایمان کا کیا ٹھکانا ہے اور تمکو ایماندار تو کوئی
احمق ہی جانتا ہوگا ہم تو ایماندار تمکو ہرگز نہین جانتے اور جس حالت مین کہ تم قرآن سے اسقدر بد
اعتقاد ہو تو پھر تمہارا حفظ کرنا بھی فعل عبث ہے اور علاوہ اسکے حفّاظ شیعہ کا سا تو حفظ کرنا تم
لوگون کو کبھی نصیب ہی نہین ہوتا رمضان کے مہینہ مین جب تمکو تراویح بدعتِ حسنہ مین پڑھنے کا
اتفاق ہوتا ہے تو اکثر تمہارے حافظ قرآن مجید کو جلد جلد غلط سلط پڑھکر سُنا جاتے ہین اور مقتدی
اونکو بتاتے جاتے ہین اور اسی غلط پڑھنے کے باعث سے تمہارے یہان کے حافظ سیاہ دل بھی ہو جاتے
ہین اور ترتیب رائج کی نسبت جو تم کہتے ہو البتہ یہ ترتیب رائج ہمارے نزدیک مطابق ترتیب تنزیل کے
نہین ہے نہ ہمارے علمار کو اسکا اقرار ہے تمنے رسالہ اعتقادیہ وغیرہ کے جو حوالے دے ہین ہو اُنسے
بھی یہ نہین پایا جاتا کہ یہ ترتیب رائج مطابق تنزیل کے ہے بلکہ شیخ صدوق نے تو رسالہ مذکور مین در باب
ترتیب کے یہ صاف لکھدیا ہے کہ اُسکی سورتین لوگون کے نزدیک ایکسو چودہ ہین اور ہمارے نزدیک
والضحیٰ اور الم نشرح ایک سورۃ ہے اور لایلاف اور الم ترکیف ایک سورۃ ہے اور علاوہ برین تم
اپنے علمار معتبرین کے اقوال پر بھی نظر نہین کرتے کہ وہ بھی یہی لکھتے ہین کہ یہ ترتیب مطابق تنزیل
کے نہین ہے اور اس ترتیب مروّج مین پہلے سب سے تو نے سورۃ فاتحہ اور بقر ہے اور درحقیقت پہلے

سب سورتون سے سورہ اقرا نازل ہوئی تھی جیسا کہ تفسیر اتقان مین تمہارے شیخ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے اور پھر مدثر پھر مزمل پھر نون نازل ہوئی پس ان اگلی سورتون کو قرآن کے آخر مین حضرت عثمان نے مرتب کرایا ہے اور شیعہ جو تغیر اور نقصان اور زیادتی قرآن کی روایات کو سنیون کی کتب صحیحہ سے ان کے اعتراضات کے جواب مین لکھتے ہین تو اس سبب سے تم جیسے کج فہمون نے یہی بدگمانی کر رکھی ہے کہ علمائے محققین و فضلائے مدققین سالکان طریقہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کا مذہب نقص قرآن ہے اور فی الواقع صحیح یہ بات ہے کہ ہمارے اکثر علما اس قرآن مجید کو بے کم وکاست جانتے ہین مگر ترتیب آیات کو مطابق تنزیل کے نہین کہتے اور حضرت امیر نے جو اس قرآن خدا کو مطابق تنزیل کے جمع کیا ہے وہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے پاس موجود ہے جسوقت مین کہ ان جناب کا ظہور ہوگا اسوقت پردہ بھی ظاہر ہوگا

قال المرتاب فی الضلال قصہ فدک صحیح قصہ صرف اسقدر ہے جو کتب معتبرہ اہلسنت سے لکھا جاتا ہے فدک ایک موضع ہے خیبر مین وہ بغیر جدال و قتال کے دار الاسلام ہوا اوس مین کچھ درخت خرمے کے تھے اسی کو باغ فدک کہتے ہین رسول مقبول نے موضع اور باغ کی آمدنی کو واسطے مصارف اپنے اہل وعیال کے مقرر فرمایا تھا ہمیشہ حضرت صلعم اسکے محاصل کو بموجب آیہ ذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰامٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ کے اپنے عزیز و اقربا پر صرف کرتے تھے اور جو کچھ بچتا اسکو یتیمون اور محتاجون اور مسافرون کو ایثار فرماتے تھے جب حضرت رسالت پناہ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور حضرت صدیق اکبر مسند آرائے خلافت ہوئے حضرت خاتون قیامت نے اپنے دولت خانہ ملائک آستانہ پر حضرت صدیق اکبر کو طلب فرما کے درخواست فدک کی اگرچہ اور ورثہ فدک کے موجود تھے اور ابھی تک کسی نے انہون مین سے مطالبہ بھی نہین کیا تھا لہذا نائب رسول نے یہ حدیث شریف جواب مین پیش کی قال قال رسول اللہ صلعم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ ترجمہ کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہمارا کوئی وارث نہین اور جو کچھ چھوڑین ہم صدقہ ہے یہ جواب سنکر حضرت زہرا کو بمقتضائے بشریت کسیقدر

ملال ہوا اور پھر کبھی آپنے دعوے وراثت نکیا حضرت صدیق اکبر نے دوسری مرتبہ حضرت سیدۃ النساء
کے حضور مین حاضر ہوکے اور حضرت شیر خدا کو درمیان مین دیکے معذرت کی اور حقیقت حال کہ موافق
حکم خدا اور رسول کی تھی عرض کی چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے کہ بنت رحمتہ العالمین کی تھین خلیفہ برحق
کے عذر معقول کو بدل وجان قبول فرمایا اور فوراً رنج بشری کو اپنے سینہ رحمت گنجینہ سے نکالڈالا
پس عمل فدک کا حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ سے حضرت امام حسنؑ کے زمانہ تک مطابق دستور حضرت رسالت پناہ
کے رہا یعنی ہمیشہ حاصل فدک کا قبایل وعشایر رسول اکرم پر تقسیم کیا جاتا تھا اور مابقی صرف محتاجان ہوتا تھا
فقط اب تھوڑی سی جوڑ بندیان ہین جو حضرات شیعہ بطور طعن اہل سنت سے کیا کرتے ہین مع جواب
کے سنئے طعن اوّل خواجہ نصیر شیعہ تجرید العقائد مین لکھتا ہے کہ ابوبکر مانع ارث حضرت زہراؓ کے ہوئے
جواب اسکا بھی ہم کتب مستندہ شیعون سے ہے ثبت کرتے ہین صاحب کافی کلینی کتاب العقل والجہل
باب صفت العلم مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہین ان الانبیاء لم یورثوا درهما
ولا دینارًا وانما یورثوا احادیثهم فمن اخذ بشئ منهما فقد اخذ
خطا وافرا ترجمہ اس عبارت کلینی کی شارح شافی اسطرح پر شرح کرتے ہین از انبیا ہرچہ
باقی ماندہ اگرچہ ترکہ است در آن حکم ترکہ نیست طعن دوم مجالس المومنین کی مجلس اوّل مین یہ
تحریر ہے کہ آنحضرت صلعم نے بموجب حکم ذوالقربا کی فدک حضرت زہرا کو دیدیا تھا اسی سبب سے
دعوے فدک کا کیا جواب دیکھو تفسیرون مین کہ آیہ ذوالقربا مکی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تھی فدک * مکی تھی
کہان تھا پس دعوی صاحب کا کہ فدک حضرت نے بموجب آیہ موصوف کے زہراؓ کو دیدیا تھا محض باطل ٹھہرا مزید
برآن یہ حکم بھی عام ہے نہ خاص پس تخصیص وراثت حضرت زہرا کے کس معنی سے ہوتی ہے بلکہ دور
از عقل یہ بات ہے کہ خلاف نص قرآنی حضرت ما ینطق عن الہوا نے کیونکر حضرت زہراؓ کو فدک
دیا اور دوسرے حق دارونکو باوجود حکم خدا کسلئے محروم کیا یہ امر محال محض مخالف شان ہادی انس و

جان گئے ہے طعن سوم شیعہ کہتے ہین کہ خلیفہ اوّل نے حضرت زہرا سے گواہی طلب کی حضرت علی اور ام ایمن نے شہادت دی مگر خلیفہ نے قبول نکی پس تکذیب معصوم کفر ہے جواب اوّل تو بنص قرآنی شہادت ہی جناب امیرؑ کی ناقص تھی اسلیئے کہ قرآن پاک مین ہے کہ دو مرد شہادت دین یا ایک مرد اور دو عورت برعکس اسکے محض خلاف شرع ہے تعجب کہ جناب مظہر العجائب والغرائب نے باوصف معصومیت کیون غلط گواہی دی اور شہادت نامشروع سے معصوم نہ ٹھہرے طعن چہارم حق الیقین کے شیعہ لکھتے ہین کہ وکلار حضرت زہرا کو ابوبکر نے آدمی بھیجکر اٹھا دیا جواب نام وکلار حضرت زہرا کا کتاب مین نہین ہے دوسرے حضرت اسد اللہ الغالب علی کل غالب نے کیون اپنے شیعون کو ہمراہ لیجا کے روک ٹوک کی اور اگر تقیہ باعث سکوت تھا تو غالب علی کل غالب کی صفت آپکی ذات پر صادق نہین آتی ہے۔ طعن پنجم شیعہ کہتے ہین کہ اہلسنت کی کتابون مین ہے کہ حضرت زہرا حضرت ابوبکر سے رنجیدہ ہوئین پس رنجیدہ ہونا حضرت معصومہ موصوفہ کا مستلزم کفر ہے جواب رنجیدہ ہونا اور چیز ہے اور رنجیدہ کرنا اور چیز ہے حضرت صدیق اکبر کو پاس حقوق دیگر ورثائے ذوالقربا مثل حضرت عباس عم رسول اللہ و ازواج مطہرات کی ملحوظ تھا نہ رنجیدہ کرنا حضرت زہرا کا اگر بفرض محال کفر ہے تو اس اتہام اور الزام سے حضرت علی بھی بری نہین ہوسکتے بلکہ نعوذ باللہ آپ کی جانب اطلاق کفر کا زیادہ عائد ہوتا ہے اسکی تین دلیل مستند معتبر کتب شیعہ مین موجود ہین اول حق الیقین مین ہے کہ حضرت فاطمہ خطابہائے شجاعانہ درشت باسید اوصیا نمود کہ مانند جنین رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان درخانہ گریختہ خود را ذلیل کردہ در روزے کہ دست از سطوت خود برداشتی گرگان میدرند و میبرند تو از جائے خود حرکت نمی کنی امیر المومنین فرمود صبر کن و آتش خود را فرو نشان الخ ایسے مضمون ترک ادب بنسبت حضرت شیر خدا و سیدۃ النساء رضی اللہ عنہما کی لکھنا شیعون کا ہی کام ہے ہماری تو روح کانپتی ہے استغفر اللہ دوم جبکہ حضرت علی نے ایک کنیز حبشیہ کی طرف التفات فرمائی حضرت زہرا آزردہ ہوئین حتی کہ شکایت رسول اکرم سے کی

اسوقت حضرت جبرئیل وحی لائے کہ شکایت فاطمہ کو قبول نکریہ عبارت کتاب علل الشرائع کی باب علت مین ہے سوم حضرت زہرا نے سُنا کہ حضرت شیر خدا قصد نکاح کا ابوجہل کی دختر کے ساتھ رکھتے ہین آپ نہایت درجہ آزردہ ہوئین اور حضور مین سید الانبیاء کے حاضر ہوکے شکایت کی حضرت صلعم نے ابوبکر وعمر وطلحہ کو بھیجکر امیر المومنین کو گھر سے طلب کرکے فرمایا یا علی ما علمت فاطمۃ بضعتی وانا منها فمن اذاها فقد اذانی ترجمہ اے علی تمکو معلوم نہین کہ فاطمہ میری جگر گوشہ ہے پس جسنے اسکو ایذا دی مجھکو ایذا دی یہ عبارت بھی جلد اوّل باب العلت کتاب علل الشرائع کی ہے دیکھو بالاتفاق آزردہ ہونا رسول اللہ کا کفر ہے پس حضرت زہرا کا آزردہ ہونا حضرت ابوبکر سے ایسا تھا جیسا کہ از روئے بشریت کے آزردہ ہونا حضرت موسیٰ کا حضرت ہارون علیٰ نبینا علیہما السلام سے قصہ مختصر یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ طور سے تشریف لائے اور امت کو دام ضلالت مین پھنسا ہوا پایا نہایت ہی درجہ آزردہ ہوکے تختیان جسپر کلام الٰہی لکھا تھا زمین پر پھینک دین اور حضرت ہارون کا سر پکڑکے ڈاڑھی کھسوٹ ڈالی جب حضرت ہارون نے امر واقعی بیان کرکے معذرت چاہی حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو حق بجانب دیکھکر درگزر کی اور اسیطرح سے حضرت زہرا نے حضرت صدیق اکبر کو حق بجانب دیکھکر درگزر کی اور معاملہ فدک خلیفہ برحق کی رائے پر موقوف رکھا چنانچہ اسکا ثبوت خود حضرت فاطمہ ہی کے قول سے ہوتا ہے مجاج السالکین مین جو شیعونکی مستند کتاب ہے یہ لکھا ہے کہ چون ابوبکر بمعذرت آمد خاتون قیامت فرمود افعل فیها کما کان ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یفعل فیها ترجمہ کر تو اسمین یعنی فدک مین جیسے میرے باپ رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے طعن ششم حق الیقین مین یہ عبارت ثبت ہے کہ ابوبکر نامہ درباب فدک نوشتہ بحضرت فاطمہ داد عمر حاضر شدہ گفت این چہ نامہ است ابوبکر گفت کہ فاطمہ دعوئے فدک کرد و ام ایمن و علی برو گواہی دادند من این نامہ را نوشتم عمر نامہ را از دست فاطمہ گرفت و پارہ کرد حضرت فاطمہ گریان شد و بیرون رفت اور اسیطرح نہج الکرامۃ معتبر کتاب شیعون مین ہے کہ ابوبکر فدک بفاطمہ نوشتہ داد و سیدہ

گرفتہ بیرون رفت تا ملاقی شد عمر و کتابت را پارہ کرد جواب حضرت صدیق اکبر اِن دونون روایتون کی شہادت سے بہر کیف الزام رد دعویٰ حضرت زہرا اور رد شہادت حضرت علی سے جو طعن اول و دوم مین مرقوم ہے بری ہوئے طعن ہفتم بعض میر صاحب یون فرماتے ہین کہ فدک اگرچہ حق زہرا کا نہ تھا مگر ابوبکر کو ضرور مناسب تھا کہ دیدیتے جواب حق الیقین مین مرقوم ہے کہ ابوبکر بفاطمہ گفت کہ اموال و اثقال خود از تو مضائقہ نمیکنم انچہ خواہی بگیر تو سیدہ امت پدر خودی و شجرہ طیبہ از برائے فرزندان خود بینی انکار فضل تو کسے نمیتوان کرد حکم تو نافذ است در مال من اما در مال مسلمانان مخالفت گفتہ پدر تو نمیتوانم کرد الخ پس اِس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت زہرا کی دلداری اور احترام مین کوئی دقیقہ باقی نہ اٹھا رکھا تھا اگر درصورت ایسے اعتذار اور انکسار کے بھی حضرت زہرا کے دل مین بغض رہا تو حضرت صدیق اکبر کی فضیلت مین کہ بنص قرآنی ثابت ہے کیا نقص پیدا ہو سکتا ہے اور سیدہ نے اپنے سینہ رحمت گنجینہ کو کینہ سے کیون نہ صاف و پاک کیا کیونکہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے پس حضرت ابوبکر کہ امیر المومنین و سید المسلمین تھے بہت بڑھکر مستحق تھے حضرت صدیق اکبر کا تنہا فدک حضرت زہرا کو نہ دینا عذر شرعی کے سبب سے تھا نہ از راہ غصب کے ہان جو مال کہ بلا شرکت غیری تھا مثل دلدل و زرہ و شمشیر وہ سب حضرت علی کے سپرد کر دیا چنانچہ کتب مین مشرح مذکور ہے طعن ہشتم اکثر شیعہ یہ کہتے ہین کہ حضرت رسول خدا نے وصیت کی تھی کہ فدک حق زہرا کا ہے جواب فریقین سے ثابت ہے کہ وصیت ثلث مال مین ہوتی ہے نہ تمام مین چنانچہ استبصار کے باب وصایا مین کہ شیعون کی بڑی معتبر کتاب ہے لکھا ہے لایجوز الوصیہ باکثر من الثلث ترجمہ نہین جائز ہے وصیت زیادہ تہائی سے فرض کردم اگر حضرت نے وصیت بھی کی تھی تو حضرت امیر نے فدک کو کیون نہ حوالہ حسنین کیا اُس صورت مین عملدرآمد محض خلاف وصیت رسول خدا کے ٹھہرا بلکہ وصیت کا نہ ماننا جسکی فرضیت بنص قرآنی ثابت ہے بہت ہی بڑا گناہ ہے پس گناہ خانہ بر انداز جناب امیر کی معصومیت کا ہوا طعن نہم شیعہ

کہتے ہین کہ مضمون اُس حدیث کا جسکو ابوبکر نے زہرا کی روبرو پیش کیا تھا وہ مخالف نص قرآنی ہے
قال اللہ تعالیٰ یُوصِیکُمُ اللہُ فِی اَولَادِکُم لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیَین ترجمہ وصیت کرتا ہے
اللہ تمہاری اولاد کے حق مین مرد کے لئے مثل دو حصوں عورتوں کے ہے۔ جواب حقیقت یہ ہے کہ
معترض اس حکم خدا کو مطلق نہین سمجھے کیونکہ اس حکم سے ذات پاک صاحب لولاک کی قطعاً مستثنیٰ
ہے اور یہ حکم عام ہے نہ خاص اور مذہب ذریت ابن سبا کا اسی پر مبنی ہے کہ پیرایۂ دشمنی مین اصحاب باصفا
پر تبرا کرنا اور پیرایہ دوستی مین آل عبا کو برا بھلا کہنا جسکو ذرہ برابر بھی عقل ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے
کہ ہرگز ہرگز حضرت زہرا نے تھوڑے سے مفاد دنیا کیواسطے اپنی عصمت و رحمت کو ہاتھ سے نہ دیا ہوگا
بلکہ ہمارا اعتقاد نسبت آپکے عصمت اور رحمت کی یہ ہے کہ اگر دو جہان آپکے قبضہ تصرف مین ہوتے
اور اگر اونکو کوئی کمترین خلائق مین سے طلب کرتا یا کوئی بدترین خلائق مین سے غصب کرتا تو بھی
آپ کی شان کرامت عطا و عفو مین سبقت فرماتی کیونکہ خود بھی رحمت تھین اور بھی رحمت العالمین
کی پیاری بیٹی اور اسیطرح سے اگر صدیق اکبر اور حقداروں کے حق کی رعایت مین محض مجبور نہوتے
تو ضرور فدک حضرت زہرا کو عطا کر دیتے کیونکہ آپ کی فیض رسانی مسلمہ فریقین ہے **یقول**
المتمسّک بولایۃ الال تمکو خبر تو ہے ہی نہین کہ فدک کے مقدمہ مین کیا ہوا باتباع مولوی
عبد العزیز صاحب کے بیفائدہ کتاب لکھنے کو بیٹھ گئے جو کچھ اُنہوں نے اپنے تحفہ مین جھوٹ موٹھ
لکھدیا تھا اُسکو تم آیہ و حدیث سے بھی بڑھ کر سمجھے اور یہ نہ خیال کیا کہ تحفہ عزیزیہ کے علماء شیعہ
نے بیسیوں جواب دندان شکن لکھے ہین اور تحفہ انکار ردّ کیا ہوا پڑا ہے پہلے تم اُس کے جوابونکو تو دیکھ لیتے
جب ہی کچھ تحریر کرتے اب تم ان سب اپنے طعنونکا جواب جو تمنے مقرر کئے ہین ہمسے سُن لو فدک کی
نسبت جو تمنے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم اُسکی آمدنی کو فلان و فلان پر تقسیم کرتے تھے سو محض غلط ہے
فدک خالص ملک جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تھا اور وہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو آنحضرت صلعم

نے بموجب آیہ وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ کے ہبہ کر دیا تھا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو اُسکا قابض اور دخیل بنا دیا تھا اور ہبہ کرنیکی روایت سنیون کی اکثر کتب معتبرہ مین موجود ہے چنانچہ تفسیر دُرّ منثور مین جلال الدین سیوطی جو کہ سنّیون کی بہت بڑے محدّث تھے اسطرح تحریر فرماتے ہین اخرج البزار

وابن ابو حاتم وابن مردویہ عن سعید الخذری قال لما نزلت ھذہ الاٰیہ وَاٰتِ

ذالقربی حقہ دعی رسول اللہ صلعم فاطمہ فاعطاھا فدک یعنی کہا ابو سعید خذری نے جسوقت کہ نازل ہوئی وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ بلایا رسول خدا صلعم نے فاطمہؑ کو پس دیا اُن کو فدک اور اسیطرح پر کتاب کنز العمال کے باب صلۃ الرحم مین شیخ علی متقی بھی ابو سعید خذری سے روایت کرتے ہین اور یہی مضمون کتاب معارج النبوّت مین لکھا ہے اور کتاب تاریخ آل عباس مین اسطرح سے تحریر ہے کہ جسوقت مین کہ اولاد حسنین علیہم السلام نے مامون رشید سے دعوئے فدک کا کیا تو مامون نے دوسَو عالمون کو جمع کیا اور تاکید کی کہ صحیح طور پر بیان کرو کہ باغِ فدک کس کا حق ہے پس انہون نے واقدی اور بشیر بن ولید وغیرہ سے اس روایت کو بیان کیا کہ بعد فتح خیبر کے آیہ وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل ہوئی رسولخدا نے جبرئیل سے پوچھا کہ ذو القربیٰ کون ہین اور حق اُنکا کیا ہے جبرئیل نے عرض کیا کہ فاطمہؑ ذو القربیٰ ہین اور حق اُنکا فدک ہے پس حضرت رسولخدا صلعم نے فاطمہؑ کو فدک دیدیا اور کتاب مقصد اقصےٰ مین بعبارت فارسی اسطرح لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم بسوئے خیبر امیر المومنین علیؑ را فرستاد و مصالحہ بر دست حضرت امیرؑ واقع شد بر آن نہج کہ حضرت امیرؑ قصد خون ایشان نکنند و حوالط خاص از ان رسول باشد پس جبرئیل علیہ السلام فرود آمد و گفت کہ حق تعالےٰ میفرماید کہ حق خویشان بدہ و رسول خدا صلعم گفت کہ خویشان من کیستند و حق ایشان چیست جبرئیل گفت کہ فاطمہؑ است حوالط فدک را باو بدہ و آنچہ از خدا و رسول اوست در فدک ہم باو بدہ پس پیغمبر صلعم فاطمہؑ را بخواند و برائے وے حجت نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد وفات رسولخدا صلعم پیش

ابوبکر آمد و گفت این کتاب رسول خداست کہ برائے من و حسنین نوشتہ است۔ پس ان روایات کے دیکھنے سے یہ بات بھی بخوبی معلوم ہوگئی کہ آیہ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ مدنی ہے اور حضرت عثمان نے سورہ بنی اسرائیل و سورہ روم مکیہ مین اسکو لکھدیا ہے اور ترتیب جو آیات کی اور سورتون کی موافق تنزیل کے نہین ہے تو کہین کی آیت کہین جمع کردی ہے اور کہین کی کہین اور یہ آیت علیٰحدہ واسطے مضمون نازل ہوئی ہے اسکی ماقبل اور مابعد سے ہمکو کچھ بحث نہین اور سوائے ان دونون سورتون مکیہ کی اور بھی ایسی سورتین مین کہ جنمین آیات مکیہ زیادہ ہین اور دو چار مدنی آیتین بھی انمین داخل مین تو کثرت آیات مکیہ کی وجہ سے وہ سورہ مکی ہی کہلاتے ہین اور یہی حال بعضے مدنی سورتونکا ہے اور وہ بھی اسیطرح کہلاتی ہین اور دیکھو آیات مکیہ تو وہ بھی ہین کہ جب حضرت صلعم کو بعد ہجرت کے مکے جانیکا اتفاق ہوا ہے یا اسکی نواح مین وارد ہوئے ہین تو وہانپر بھی آیات نازل ہوئین ہین چنانچہ تفسیر اتقان مین جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ مکی وہ آیہ ہے جو مکہ مین نازل ہوا اگرچہ بعد ہجرت کے نازل ہوا ہو پھر تمنے کس وجہ سے کہا کہ جب آیہ ذا القربیٰ نازل ہوئی تھی تو فدک اسوقت حضرت کے قبضہ مین کہان تھا اور وہ آیت سورہ حشر کی جو تمنے نقل کی ہے وہ بھی ہمارے اعتقاد کی طرف پھرتی ہی وہ یہ ہے مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

پس اب اس آیت کی خلاصہ اور مطلب پر نظر کرنی چاہیے وہ یون ہے کہ جو مال فے بدون جنگ کئیے ہاتھ آتا ہے اگر لوگ وہان کے جلا وطن ہوجاوین یا صلح کرلین تو وہ موافق حکم خدا کے چھ حصون پر تقسیم ہوتا ہی ایک تو حصہ خدا کا ہے اور ایک حصہ پیغمبر خدا کا اور جو حصہ خدا کا ہے اسکو بھی رسولخدا صلعم اپنی مصلحت کے موافق خرچ کرتے ہین اور ایک حصہ جناب رسولخدا کے قریبون کا ہے کہ وہ حضرت کی اہلبیت کو پہنچتا ہے اور ایک حصہ آل محمد کے یتیمون کا اور ایک حصہ آل محمد کی مساکین کا اور ایک حصہ آل محمد کے مسافرون کا اہلبیت کے مذہب کے موافق تو اسطرح سے ہے ہم اہلبیت کا مذہب چھوڑکر اور تمہاری لغو تفسیر کو کب

تسلیم کر سکتے ہین پس جاننا چاہیے کہ فدک بھی اموال فی مین سے ہے کہ وہ رسولخدا صلعم کے پاس آگیا تھا اور آنحضرت صلعم ہی کی ملک قرار پاچکا تھا اور اسی بنا پر فدک کے باشندون سے صلح ہوئی تھی کہ فدک خاص رسولخدا صلعم کیواسطے ہو اور باقی کی چیزین جو ہین اُنمین سب شریک ہین اور حضرت رسولخدا صلعم نے بھی فدک کو اپنی خالص ملک ہونیکی وجہ سے حضرت فاطمہؑ کو ہبہ کیا تھا اور اسی سبب سے حضرت فاطمہ نے دعوی ہبہ و وراثت کا حضرت ابوبکر کے سامنے پیش کیا اور فدک خالص ملک جناب رسولخداؐ کی ہونا اور رسولخداؐ کا حضرت فاطمہؑ کو ہبہ کردینا ہم کتب اہلسنت سے پہلے ثابت کر چکے ہین تاہم بھی کتاب معجم البلدان مین یاقوت حموی نے جو لکھا ہے وہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین کہ فدک ایک قریہ ہے حجاز مین سے کہ درمیان اُسکے اور مدینہ کی دو منزل کا فاصلہ ہے اور بعضے تین منزل کا کہتے ہین اُسکو خدائے تعالے نے اپنے پیغمبر پر سنہ ہجری مین بطور صلح کے فی کیا تھا اور قصہ اُسکا اسطرح پر ہے کہ جسوقت رسولخداؐ نے خیبر پر نزول اجلال فرمایا اور اُسکی قلعون کو فتح کیا ابھی تین قلعے فتح سے باقی تھے کہ وہان کے باشندونپر تنگی اور سختی بہت کی گئی سو اُن قلعون والون نے رسولخدا صلعم کو کہلا بھیجا کہ ہم یہان سے نکلکر جلاوطن ہوجائین چنانچہ اُنہون نے ایسا ہی کیا کہ وہ لوگ وہانسے نکل گئے اور جب فدک کے باشندون کو یہ خبر ہوئی تو انہون نے بھی آنحضرت صلعم کو کہلا بھیجا کہ ہم سے فدک کے نصف اثمار اور اموال پر صلح کرلو حضرت نے قبول کیا پس وہ فدک اُن چیزون مین سے تھا کہ بدون دوڑانے گھوڑون اور اونٹون کے ہاتھ آیا تھا اور وہ خالص رسولخداؐ کا تھا اور اُسمین چشمے اور درخت خرما کے بہت تھے اور وہ فدک وہ ہے کہ فاطمہ زہرا نے کہا تھا کہ رسولخدا صلعم نے مجھکو بخشا ہے اور ابوبکر نے کہا کہ مین اس پر گواہ چاہتا ہون انتہے اب غور کرنیکا مقام ہے کہ حضرت ابوبکر نے آل رسول خدا صلعم کے ساتھ دلداری اور دلجوئی کے بدلے یہ سلوک کیا کہ جنکی شان مین خدا تعالے نے آیہ تطہیر کو نازل فرمایا اُنسے گواہ طلب کئے اور جب گواہ دئیے تو اونکی گواہی اور اُنکے طلب کرنے فدک کو قبول نکیا اور فدک ناحق اُنسے غصب کرلیا اُسکا ثبوت ہم سب کتابون سے پہلے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا دیتے ہین ان دونون کتابون مین اسطرح لکھا ہے کہ فاطمہؑ دختر

رسولخدا نے ابوبکر سے فدک کے بارہ مین کہا کہ یہ حق فدک میرا ہے پس ابوبکر نے اُن کے جواب مین یہ بیان کیا کہ مین نے رسولخدا سے سُنا ہے کہ ہم انبیا جو بعد اپنے چھوڑ جاتے ہین وہ ترکہ نہین صدقہ ہے مین فدک تمکو ہرگز نہ دونگا یہ بات سُنکر حضرت فاطمہ غضبناک ہوئین اور وہانسے مہاجرت کی آخر کا اس روایت کی یہ مضمون ہے وَ غضبت فاطمة بنت رسول الله ولم تتکلم حتی ماتت یعنی غصہ ہوئین فاطمہ بیٹی پیغمبر خدا کی اور نہین بات کی اُس سے یہانتک کہ انتقال فرما گئین اور بخاری مین آگے اس سے حضرت عایشہ روایت کرتی ہین کہ وصیت کی فاطمہ نے اپنے شوہر علی سے کہ مجھکو بعد وفات کے شب کو دفن کرنا تاکہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر نہ آوین اور نہ نماز میت مین شریک ہون پس علی نے اُنکی وصیت پر عمل کیا اور صلاح الدین رومی نے حاشیہ شرح عقاید مین یون لکھا ہے کہ درمیان فاطمہ اور ابوبکر کے فدک کے معاملہ مین عداوت پیدا ہوگئی تھی اور تاریخ آل عباس مین بعد اس روایت مذکور کے اتنا اور بھی لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ نے جب فدک کی بابت ابوبکر سے کہا اور ابوبکر نے گواہ طلب کیے تو فاطمہ واسطے صداقت قول اپنے کے علی اور حسنین اور ام امین اور اسما بنت عمیس وغیرہ کو گواہ لائین اور بخاری مین لکھا ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری سے جناب رسولخدا نے وعدہ دینے مال بحرین کا کیا تھا اور جب حضرت نے وفات پائی تو مال بحرین آیا اور وہ زمانہ سلطنت حضرت ابوبکر کا تھا سو جابر نے بموجب وعدہ آنحضرت صلعم کے ابوبکر سے مال بحرین طلب کیا اور ابوبکر نے تین مٹھی مال کی بھر کر جابر کو دین جابر کہتے ہین کہ ابوبکر نے مجھ سے گواہ پیغمبر خدا کے وعدہ کرنیکے سبب سے طلب کئی اور فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اسکی وجہ اسطرح سے لکھی ہے کہ ابوبکر نے جو جابر بن عبداللہ انصاری سے گواہ طلب نکئے اور دعوے کرتے ہی مال اُسکو دیدیا سبب اُسکا یہ ہے کہ جابر سا صحابی معاذاللہ پیغمبر خدا پر جھوٹا دعوے کرے اگر جابر سچا نہوگا تو پھر کون سچا ہوگا دائے برین دینداری اہلسنت کہ حضرت فاطمہ کو جو پارہ جگر رسولخدا صلعم تھین جابر کے برابر بھی نجانا اور باب فدک مین حضرت ابوبکر نے اُنسے گواہ طلب کیے اور جب انھون نے گواہ دیے تو اُن گواہون کی گواہی پر بھی یقین نہ کیا اور ایک حدیث

جھوٹے اپنے دل سے جوڑ کر اُن کو سُنادی سو حضرت فاطمہؑ نے یہ سُنتے ہی اُسکے رد مین اسطرح فرمایا کہ قرآن مجید مین یون لکھا ہے وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ یعنی میراث لی سلیمان پیغمبر نے حضرت داؤد علیہ السلام سے اور خدا سے تعالیٰ فرماتا ہے فَهَبْ لِی مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ یعنی زکریا پیغمبر نے دعا کی کہ خدایا عطا فرما مجھکو ایک فرزند کہ میراث لے مجھ سے اور بعض آل یعقوب سے اور کتاب ربیع الابرار مین زمخشری نے لکھا ہے کہ وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ مِنْ اَبِیْهِ اَلْفَ فَرَسٍ یعنی اور وارث ہوا سلیمان اپنے باپ کے ہزار گھوڑون کا اور بیضاوی نے وورث سلیمان کی تفسیر مین وراثت علمی کے بعد وراثت ملکی کا بھی ذکر کیا ہے مگر مولوی عبد العزیز صاحب نے ابن ابو الحدید معتزلی کی تحریرات کو دیکھکر حضرت داؤد علیہ السلام کی اور بھی اٹھارہ بیٹون کی شاخ لگائی ہے اور اپنے تحفہ مین لکھتے ہین کہ انبیاء کا مال اگر ترکہ ہوتا تو سلیمان کے وہ اٹھارہ بھائی بھی اپنے باپ کا ورثہ پاتے سو اُسکا جواب یہ ہے کہ ابن ابو الحدید معتزلی جو سنیون کا چھوٹا بھائی ہے اُسنے کتب یہود و نصارا سے اس روایت کو لکھا ہے کہ داؤدؑ کے اونیس فرزند تھے پس شاہ صاحب نے کتب یہود و نصارا کا بیان بالکل روایت مذکور ہی واسطے مغالطۂ عوام کے ساقط کر دیا پس جو بات کہ کتب یہود و نصارا مین خلاف قرآن کے ہو وہ کیونکر مانی جاویگی قرآن تو اسپر دلالت کرتا ہے کہ حضرت داؤد کے سوا سلیمان کے اور کوئی فرزند نہ تھا دیکھو آیہ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ اسمین اور کسی فرزند کی پیدائش کا ذکر نہین ہے اگر داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے ہوتے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی بارہ بیٹون کی طرح سے وہ بھی مشہور ہوتے اور اگر کوئی اس بات کو بھی نہ مانے تو ہو سکتا ہے کہ حضرت داؤد کے سامنے وہ لڑکے بہت صغر سنی مین مر گئے ہونگے اور بعد حضرت داؤد کے کوئی باقی سوائے سلیمان علیہ السلام کے نہ رہا ہوگا اور آیہ یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ مین ایک تو یعقوب حضرت زکریا کے بھائی کا نام تھا یا عمران بن ماثان کے بھائی کا نام تھا جیسا کہ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے اور عمران حضرت مریم کے باپ تھے اور یعقوب پیغمبر کا اس آیت مین ذکر نہین ہے اور

لفظ من اس آیت مین تبعیضیہ ہے یعنی زکریا پیغمبر نے یون دُعا کی کہ اے پروردگار میرے بخش تو مجھکو
ایک وارث کہ وارث ہو میرا اور بعض اولادِ یعقوب کا کہ وہ چچا اُسکا ہو یا ماموں اُسکا ہو یا خالہ یا پھوپھی اسکی ہو
اور سوائے اُسکے جسکا کہ وارث ہوسکتا ہے اب ہم کہتے ہین کہ اگر فدک مین اور دوسرے لوگونکا ورثہ ہوتا اور
اُسمین ایک شخص کی تخصیص نہوتی تو پھر حضرت عثمان اپنی عہدِ حکومت مین بمثل آنکہ حلوائی کی دکان پر
داداجی کی فاتحہ باغِ فدک کو مخصوص ملکیت مروان بن حکم کے نہ کرتے اور بہت سے حقدارونکا حق صرف
ایک مروان طریدہ رسول و شیخان ہی کو نہ کھلاتے چنانچہ سُنیون کی مشکواۃ شریف اور اُسکی شرح وغیرہ مین
صاف صاف لکھا ہے کہ مروان کو حضرت عثمان نے فدک بالکل دیدیا تھا اور ابن حجر نے فتح الباری شرح
صحیح بخاری مین اسطرح لکھا ہے کہ قطیعہ کیا حضرت عثمان نے فدک کو واسطے مروان کے اور وہ روایت
جو تمنے کتاب کافی کلینی سے نقل کی ہے وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین کیونکہ اس روایت کا راوی
ابو البختری ناصبی ہے جسنے حضرت امام صادق علیہ السلام کی طرف اُس روایت موضوعہ کو منسوب کیا ہے
اور خود صاحب کافی کلینی اُسکی روایت سے بیزار ہین اور مُلّا صدرا نے شرح کافی کلینی مین اس حدیث کی

شرح اسطرح لکھی ہے ابو البختری وھب بن وھب روی عن ابی عبد اللہ وکان
کذابا عامیا یعنی ابو البختری بن وہب نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے اور وہ دروغ گو
عامی تھا مگر اُسکے پاس حدیثین جعفر بن محمد کی تھین کہ وہ کل قابل اعتماد کے نہ تھین اور اُسکے پاس حدیثین
تھین ہمراہ رشید کی جھوٹ مین دوسرے یہ ہے کہ اس روایت مین ذکر وراثتِ علما ر علم احادیث کی بارہ مین
ہے اُسمین درہم اور دینار کی وراثت کی نفی ہے اور درہم و دینار کا مورث نہونا اسپر دلالت نہین کرتا ہے کہ زمین
وغیرہ کی بھی مورث نہون اور ہمارا کلام زمین مین ہے اور اُسکی نفی وراثت روایت مذکور مین نہین ہے

ومع ذالک معنی اس حدیث کی یہ ہین کہ انبیاء درہم و دینار نہین چھوڑتے ہین کہ جسکا کوئی وارث ہو نہ یہ کہ جو
کچھ وہ چھوڑ جاتے ہین اُسکا کوئی والی وارث ہی نہین ہوتا ہے اور تمہارے عسقلانی نے کتاب لسان المیزان

بین محمد بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ واعظ بلخی ایک روز اپنی مجلس مین یہ ذکر کرتے تھے کہ جناب فاطمہؑ ایک روز گریہ و بکا کر رہین تھین کہ ناگاہ حضرت علیؑ گھر مین تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ اے بنت رسول اللہ آیا مین نے تمہارا فدک لے لیا ہے یا کچھ اور حق غصب کیا ہے یا کوئی اور اذیت تمکو مجھسے پہنچی ہے اُسکو تم بیان کرو حضرت فاطمہؑ نے جواب دیا کہ اے علیؑ نہ میرا تمنے فدک لیا ہے نہ اور کوئی حق غصب کیا ہے نہ کبھی تمنے مجھکو اذیت دی ہے نہ تمسے مجھکو کچھ رنج پہنچا ہے اور بھی اسی طرح پر اکثر کتب اہلسنت مین لکھا ہوا ہے کہ جب قریب زمانہ وفات حضرت فاطمہ علیہا السلام کا ہوا تو حضرت معصومہ کبرا فاطمہ زہرا علیہا السلام ایک روز جناب امیرؑ سے کہنے لگین کہ اگر آپکے نزدیک مجھسے کوئی خطا ہوئی ہو تو اُسکو آپ معاف فرمایئے حضرت امیرؑ نے جواب دیا کہ اے فاطمہؑ تمسے کوئی خطا آجتک سرزد نہین ہوئی اگر مجھسے تمہاری نزدیک شاید کوئی خطا یا اذیت پہنچی ہو تو اُسکو عفو کرو حضرت فاطمہؑ نے کہا اے علی اسد اللہ الغالب تم بھی تو آیہ تطہیر مین شامل ہو تمسے خطا اور اذیت کا مجھکو پہنچنا محال ہے بخدا تمسے مین ہمیشہ راضی اور خوشنود رہی اور کبھی کوئی رنج تمسے مجھکو نہین پہنچا اب ناظرین ذرا بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین کہ مولوی عبد العزیز صاحب کے جوڑ بندیون کے سبب سے ہمارے حضرت مخاطب نے یہ لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ حضرت علیؑ سے بھی ایک دو مرتبہ ناراض ہوئین تھین ایک تو جب کہ جناب امیرؑ نے کنیز حبشیہ پر التفات فرمائی دوسری مرتبہ ابوجہل کی دختر سے نکاح کرنیکا قصد کیا سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ روایتین ہمارے نزدیک صحیح نہین ہین اور نہ کہین ان روایات کا راویان معتبرین شیعہ نے اعتماد کیا ہے اور ان دونون روایتون کا موضوعہ ہونا اظہر من الشمس ہے

البتہ حدیث الفاطمة بضعة منی فمن اذاها فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فقد کفر فضائل کی حدیثون مین سے ہے اور بنت ابی جہل سے قصد نکاح کے قصہ کہانی کو اس حدیث کے شق سمجھنا سنیون ہی کا کام ہے شیعون کے نزدیک اس قسم کے خرافات کا وجود گوز شتر سے زیادہ وقعت نہین رکھتا بخاری اور مسلم کی روایات سنداً شیعون کی روبرو پیش کرنا

یہ ہمارے مخاطب صاحب ہی کا حصّہ ہے جبکہ اکثر روایات دشمنانِ اہلبیت کی زبانی کتب مذکورہ مین درج
ہین تو شیعہ ضرور اونکو قابلِ وثوق سمجھین گے دیکھو اس قسم کی روایات کے باب مین ابن ابوالحدید
برادر کوچک اہلسنت نے کتاب سفر السعادت مین لکھا ہے کہ چند سے اصحاب و تابعین و محدثین حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے منحرف تھے اور بعض انمین سے ایسے تھے کہ جناب امیرؑ کے حق مین بدی کی باتین کہا کرتے
تھے اور معاویہ کے حکم سے انہون نے بہت سی حدیثین اور روایتین وضع کر ڈالین اور ہر ایک نے اپنے
آدمیون کو یاد کرا دی تھین اور جمع بین الصحیحین مین اسطرح مرقوم ہے کہ ابن عمر نے فرمایا کہ منجملہ وضاعان
حدیث کے ایک ابوہریرہ ہے کہ جسنے روایات اور احادیث متکاثرہ کے گھڑ گھڑ کے ڈھیر لگا دیے - اب
جاننا چاہیئے کہ جسطرح حدیث الفاطمۃ بضعۃ منّی فضائل کے حدیثون مین صحیح ہے اسیطرح پر حدیث
بھی قال رسول اللہ صلعم یا علی من اطاعک فقد اطاع اللہ صحیح ہے اور اسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے علیؑ جسنے تیری فرمانبرداری کی اُسنے اللہ کی فرمانبرداری کی پس اگر نعوذ باللہ
منہا اُس روایت کو جو ابی جہل کی دختر کے قصد نکاح کے باب مین لکھی ہے صحیح جانین تو اس صورت مین
حضرت فاطمہؑ کا جناب امیرؑ کے فرمانبرداری سے سکوت کرنا لازم آویگا اور یہ امر اُنکی سیرت اور عصمت
کے بالکل خلاف ہے باوجودیکہ اُسی روایت علل الشرائع مین یہ خود ہی موجود ہے کہ واقع مین ایسا قصد
نتھا بلکہ کسی منافق نے اتہام و افترا جناب امیر علیہ السلام پر کیا تھا اور اگر بفرضِ محال یہ روایت
صحیح سمجھی جائے تو ایسی ناراضی بسبب دھوکہ دہی کے کہ جسکی اصلیت واقع مین نہو مصداقِ حدیث
من اذاھا کا نہوگی کیونکہ جب اثباتِ ایذا رسانی نسبت سردار اوصیا بحق جناب سیدۃ النساء العالمین
تا دمِ رحلت نہ پایا گیا تو تطبیق حدیث مذکورہ بحق غیر مستحق معلوم - آرے غاصبانِ باغِ فدک و خلافتِ
جناب امیرؑ حدیث مصرح الصدر کے مستحق و مستوجب بلا شک و شبہ ہین کما صرّح فی
کتب اہل الخلاف اور دیکھو اسی علل الشرائع مین ایک جگہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے یون لکھا ہے کہ

لیس ھذا الخبر عندی بمعتمد ولا ھولی بمعتقد فی ھذہ العلة لان
علیا و فاطمة ما کان لیقع بینھما کلام یحتاج رسول الله
الی الاصلاح بینھما بکلام لانه علیه الصلوٰة سید الوصیین
وھی سیدة النساء العٰلمین تقتدیان بنبی الله حسن الخلق یعنی یہ خبر میرے نزدیک معتمد نہین اور نہ مین اسکا معتقد ہون اسواسطے کہ علیؑ اور فاطمہؑ ایسے نتھے کہ اُن ہر دو معصوم از لی مین اس قسم کا کلام واقع ہو اور وہ جناب رسولخدا صلعم کی اصلاح کے محتاج ہون اسواسطے کہ حضرت علیؑ تو سردار اوصیا کے ہین اور فاطمہؑ سردار زنان عالم کی ہین پیروی کرتے ہین وہ دونون نیک خلق مین رسولخدا صلعم کی۔ اور جو روایت کہ تمنے کاٹ چھانٹ کر حق الیقین سے نقل کی ہے وہ تمہارے مطلب کو پورا نکرے گی اس لئے کہ اُسکے اوّل اور آخر اور وسط کی عبارت کے دیکھنے سے ناظرین کا گمان فاسد رفع ہوسکتا ہے بقول آنکہ اگر در خانہ کس است حرفے بس است چند فقرے اصل کتاب سے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔ پس حضرت فاطمہ علیہا السلام بجانب خانہ برگردید و حضرت امیر المومنین علیہ السلام انتظار معاودت اُومی کشید چون بمنزل شریف قرار گرفت از روئے مصلحت خطابہائے درشت با سید اوصیا نمود کہ مانند جنین رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان در خانہ گریختہ بعد از ان کہ شجاعان دہر را بر خاک افگندی مغلوب این نامردان گردیدہ اینک پسر ابو قحافہ بظلم و جبر بخشیدہ پدرم را و معیشت فرزندانم را از من میگیرد با من مخاصمہ و لجاج میکند و انصار مرا حمایت نمی کنند و مہاجرین خود را بکنار کشیدہ اند و سائر مردم دیدہا پوشیدہ اند نہ قدرتے افعی دارم و نہ مانعی و نہ یاوری و نہ شافعی خشمناک بیرون رفتم و غمناک برگشتم خود را ذلیل کردی در روزے کہ دست از سطوت خود برداشتی گرگان می درند و میبرند و تو از جائے خود حرکت نمیکنی کاش پیش ازین مذلت و خواری مردہ بودم پہر مولف نے بعد تمام ہونے روایت کے یون لکھا ہے کہ درین مقام تحقیق بعض از امور ضرور است

اوّل رفع شبہ چند کہ ممکن است در خاطر با خطور کند اگر کسے گوید اعتراض حضرت فاطمہ علیہا السلام با حضرت امیر المومنین علیہ السلام باوجود عصمت ہر دو چہ صورت دارد جواب گوییم کہ این معارضہ محمول بر مصلحت است از برائے آنکہ مردم بدانند کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ ترک خلافت برضائے خود نکردہ و بغصب فدک راضی نبودہ و در قرآن بسیارے از معاتبات با حضرت رسول شدہ و غرض تہدید و تادیب دیگران است و این قبیل است آنچہ از حضرت موسیٰ علیہ السلام صادر شد در وقتے کہ بسوئے قوم برگشت و ایشان عبادت گوسالہ کردہ بودند از انداختن الواح و سر و ریش ہارون را گرفتن و پیش کشیدن با آنکہ میدانست کہ ہارون تقصیرے ندارد تا آنکہ بر قوم ظاہر شود شناعت کمال الشان و مانند عتابے کہ حق تعالیٰ با حضرت عیسیٰ علیہ السلام خواہد کرد کہ آیا تو گفتی کہ مرا و مادرم را خدا بدانید با آنکہ میداند کہ او نگفتہ است و مثل این بسیار است ۔ اور تم جو یہ لکھتے ہو کہ بعض میر صاحبان بھی فرماتے ہیں کہ اگرچہ فدک حق فاطمہ کا نہ تھا مگر ابوبکر کو ضرور مناسب تھا کہ انکو دیدیتے سو یہ لکھنا تمہارا محض غلط ہے اور تم اس بات کی حقیقت ہی کو نہیں سمجھے اور نہ کسی میر صاحب کا یہ اعتقاد ہے کہ فدک حق فاطمہ کا نہ تھا بلکہ یوں کہتے ہیں کہ فدک حق فاطمہ بموجب آیہ وآت ذالقربیٰ حقہ کی صحیح تھا اور اگر بالفرض حضرت ابوبکر اپنے گمان ناقص میں حق فاطمہ نجانتے تھے تاہم جبکہ اُس مخدومہ دوجہان اور صدیقہ دوران نے اپنا حق سمجھکر دعوئے باغ فدک کیا تھا تو اُس معصومہ کو مالک آیۂ تطہیر و دختر رحمۃ للعالمین ہی جانکے دیدینا تھا دیکھو تمہارے حضرت عثمان نے اپنی زوجہ کی خاطر سے مروان اپنی سالی کو فدک کیسے خوش ہو کر دیدیا تھا اور ایسا تو کوئی بھی شیعہ نہیں ہے کہ جو یہ کہتا ہو کہ رسولخدا نے صرف فدک کی نسبت وصیت کی تھی بلکہ شیعے تو یہ کہتے ہیں کہ اگر جناب رسولخدا صرف وصیت ہی کر جاتے اور وثیقہ بھی نہ لکھکر دیجاتے تو بھی ایماندار و نکا یہ کام تھا کہ وصیت نبوی پر خیال کرکے فدک اون کی دختر معصومہ سے نہ غصب کرتے اور یہ جو تمنے تحریر کیا ہے کہ فاطمہ کے دل میں ابوبکر سے بغض اور کینہ رہا اور مسلمان سے تین روز سے زیادہ کینہ رکھنا کفر ہے سو ہمکو تمہاری اس تحریر پر بہت بڑا تعجب ہوتا ہے کہ تمنے جناب رسولخدا صلعم کو اس الزام اور اتہام سے کیسے معاذ اللہ

خالی چھوڑ دیا چنانچہ کتاب مستدرک حاکم و تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ حکم بن عاص نقل مشائی آنحضرت صلعم کی کرتا تھا اس سبب سے جناب رسولخدا نے اسپر غصہ فرما کر اُسکو شہر مدینہ سے نکلوا دیا اور وہ پھر کبھی حضرت کی روبرو نہ آنے پایا اور بعدِ وفات بھی جناب رسولخدا کے حضرت ابو بکر و عمر نے اُسکو شہر مین نہ گھُسنے دیا اور عبد اللہ ابن ابی شرح برادر رضاعی عثمان کو آنحضرت صلعم نے ہنگام فتح مکہ شہر سے بدر کیا تھا پس وہ حضرت عثمان کی عہدِ حکومت مین صوبہ داری مصر پر مقرر ہوا اور حکم بن عاص کو حضرت عثمان نے اپنا مصاحب بنا لیا تو کیا نعوذ باللہ منہا منافق نہ سمجھکر حکم بن عاص وغیرہ سے اسقدر بغض قائم رہا کہ کئی عہد گزر گئے اور وہ بغض اور کینہ دلونسے زائل نہوا اسکا بتانا اوّل تو تمہارے ہی ذمہ ہے اسکے بعد شیعون سے بغض اور کینہ کا جواب دریافت کرنا اُسوقت آپپر خلافت مآب کا کفر ظاہر ہوگا اجی حضرت آپنے پہلے بغض اور کینہ کے اقسام کو تو کتب سیر مین ملاحظہ فرما لیا ہوتا اُسیوقت بیچاری عیدانی معصومہ مظلومہ مغصوبہ دختر سردار انبیا پر زبان طعن و تشنیع دراز کرنی تھی۔ آپکے اس طعن بیہودہ و لغو سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب فاطمہ دخترِ رسولخدا کو صرف شیعونسے علاقہ ہے آپ اور آپکے ہم مشرب شفاعتِ اخروی جناب صدیقہ کبری سے انشا اللہ تعالے ضرور محروم رہینگے اور اس زبان درازیکی سزا مین گئے پہلے آپ اپنے خلافت مآب کا اسلام تو ثابت کر لیجئے اور عداوت باطل پرست لوگونسے رکھنا تو عین علامتِ ایمان ہے اور ایسا لازمہ ایمکا ہے کہ جسکا انفکاک ممکن نہین ہے کیا جناب رسالتمآب صلعم منافقین و کفار کو دوست رکھتے تھے اگرچہ منافقین بظاہر مسلمان بھی تھے اگر ایسا ہی ہوتا تو احادیث مملو اونکی ذم و لوم سے کیون ہوتین بلکہ خدا بھی تو اونکو دشمن رکھتا تھا کہ قرآن مجید اونکی ذم سے مملو ہے اور اہل اسلام کہ صحابہ خاص حضرت خیر الانام سے تھی اُنسے بغض اور کینہ رکھنا تو تمہارے ہی خلفا کا کام ہے کہ حکایت حضرت ابوذر غفاری مشہور و معروف ہے اور حکایت حضرت مالک بن نویرہ زبان زد خلائق ہے تین روز کا کینہ تو کیا عمر بھر مین بھی نہ گیا بلکہ مالک کو قتل کرا دیا پس حق تعالٰے نے تمہارے مُنہ سے کفر تمہارے خلفا کا ظاہر و آشکار کالشمس فی وسط النہار کرا دیا کہ جس سے تمکو بجز ندامت تشنیع و فضیحت کے اور کچھ حاصل نہوا اور جب کہ کفر اُن کا

ثابت ہوا باعترافِ خصم تو پھر کفار سے عداوت و بغض رکھنا تو عین مقصود ایمان ہے بلکہ در حقیقت جسکو عداوت
کفار سے نہو وہ مومن ہی نہین دیکھو ہمیشہ جناب رسول خدا صلعم کفار کے دشمن رہے پس اگر جناب سیّدہ نے
بھی کفار کی عداوت کی تو باتّباع حکم خدا و رسول کے عمل کیا اور یہ ہرگز بیجا نہ تھا مگر خانصاحب تم اسجگہ پر بہت
کچھ بھول گئے اگر اس بات کو جیسا کہ نعوذ باللہ منہا بعض بعض جاہل سنّی کہتے پھرتے ہین تم بھی لکھتے کہ جب حضرت
فاطمہؑ معصومہ تھین اور غصہ کرنا حرام ہوتا ہے تو پھر حضرت فاطمہؑ حضرت ابوبکر پر کسطرح غضبناک ہوئین پس
آپکے ہم مشربونکو ذرا اپنے گریبانون مین منھ ڈالکر دیکھنا چاہیے کہ اون کے یہان کی کتابون مین
کیا کیا خرافات بھرے ہوے ہین جبکہ آپکو اصول مناظرہ ہی سے آگہی نہ تھی تو آپنے اس طوفان بیتمیزی کا کیا نتیجہ
سمجھا ہوگا ہان شاید مولوی صاحب کہلوانیکو جی چاہتا ہوگا۔ اور یہ بات بھی سرتا پا غلط ہے کہ حضرت
ابوبکر نے حضرت شیر خدا کو درمیان مین دیکر دوسری مرتبہ معذرت کی حضرت فاطمہؑ اُنسے خوش ہوگئین
چہ خوش دروغ گوییم برروے تو۔ خانصاحب حلوا خوردن را روئے باید اگر خدانخواستہ آپکا یہ ادعا کچھ وقعت رکھتا

ہے تو صحیح بخاری جھوٹی ہوگی جسمین یہ لکھا ہوا ہے کہ فغضبت فاطمة علی ابابکر و لم تتکلم حتی ماتت
اس قول سے تو تا دمِ رحلت کلام کرنا بھی ثابت نہین ہوتا خوش ہونا تو کجا اور نہ کوئی ہماری مذہب کی کتابون
مین کتاب مجاج السالکین ہے کہ جسمین افعل فیھا کما کان ابی رسول اللہ صلعم یفعل فیھا لکھا ہوا ہے
یہ اول جعلسازی اور افترا پردازی ملا نصر اللہ کابلی کی ہے بعد ازان باتباع ملا کابلی بدروق تحقیق و تنقید کے صاحب
تحفہ نے کلمہ حق سے دست بردار ہوکر لفظ بلفظ ترجمہ کردیا بعدہ منجملہ شاہ جیو کے مریدون اور خوشہ چینون کے ایک
آپ مولوی مہدی علی خان ہین کہ جھوٹے حملہ حوالونسے اپنے اپنے رسالون کو مزیّن فرمانا چاہتے تھے لیکن ٥
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔ آخرکار آپنے دیکھا بھی کہ ارباب شورہ سقیفہ بنی ساعدہ کیطرح
ساری قلعی کھلگئی۔ ورنہ تم کیا جانو کہ مجاج السالکین کس جانور کا نام ہے کس شجر کی شاخ پر اسکا آشیانہ ہے
اور کس اُلّو نے اسکو بویا تھا لعنة اللہ علی الکاذبین۔ اور آیہ یوصیکم اللہ کے حکم مین جناب پیغمبر خدا شامل

ہین تمنے جو جناب رسولخداؐ کو اس آیہ شریفہ سے مستثنےٰ کیا ہے کوئی دلیل قابل قبول بیش ازین کی پہلے وہ حجت پیش کیجیے جس سے جناب سرور انبیا آیہ مذکورہ سے مستثنےٰ سمجھے جائین اسکا جواب مذہب اہلبیت سے دینا تمپر واجب ہے

اور جناب امیر علیہ السلام نے جو اپنے عہد خلافت مین باغ فدک پر خود قبضہ فرمایا اور نہ حسنین علیہما السلام کو تصرف مین لانے دیا اسکا یہ سبب ہے کہ آپکے خلافت مآب خلیفہ اوّل او ثانی کی روبرو جبکہ جناب فاطمہؑ دختر رسول خدا نے جناب امیرؑ اور حسنؑ مجتبےٰ اور شہید کربلا کو بنا بر ادائے شہادت امر حق یعنی وراثت باغ فدک کے پیش کیا تھا تو یہ کہا تھا کہ ان کی گواہی قابل سند نہین انھون نے تو اپنے ذاتی نفع کیواسطے فاطمہؑ کے قول کی تائید کی ہے اور آیندہ بھی کرینگے ۔ دوسرے چونکہ جناب ائمہ طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام قدم بقدم جناب رسول اکرم کے تابع اعمال و افعال تھے لہذا اندہینباب بھی جناب رسولخدا صلعم کے اتباع کی۔ یعنی جب مکہ فتح ہو چکا اور مسلمانون نے قبضہ کر لیا تو لوگون نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ اپنے مکان مغصوبہ پر قبضہ فرمالین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم اور ہماری اہلبیتؑ وہ ہین کہ جو چیز ہمسے جبراً چھین لیجاتی ہے پھر ہم اسکی طرف توجہ نہین فرماتے عام مسلمان اوسپر اپنا قبضہ کر لین انکو اجازت ہے اگرچہ شرع مین اپنی چیز کا لینا جائز ہے لیکن مقتضائے احتیاط یہی سمجھا گیا کہ خود حضرت نے قبضہ فرمایا۔

مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی نے اپنے تحفہ مین اس بحث پر بہت کچھ جانکاہی کی ہے اور لکھا ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے کیسے فدک اپنی تحت اور تصرف مین لیا اسکا جواب یہ ہے کہ البتہ امام باقر علیہ السلام نے فدک اپنے قبضہ مین لیا کہ ورثہ اُن کے آباؤ اجداد کا تھا مگر مثل حسنینؑ اور جناب امیرؑ کے اونکو تہمت کے رفع کرنیکی حاجت نہ تھی اسواسطے کہ تہمت کرنیکے وقت امام باقر علیہ السلام موجود نہ تھے نہ ابوبکر و عمر نے انکو تہمت جھوٹی گواہی کی دی تھی کہ جسکے سبب سے وہ اہتمام رفع تہمت کرتے مگر امام باقر علیہ السلام کے فدک لینے پر ذرا غور کرنا چاہیئے کہ اگر فدک حق سب مسلمانونکا ہوتا تو حضرت امام محمد باقرؑ سب مسلمانون کا حق خود ہی نہ لیتے بلکہ ایسی چیز سے اجتناب کرتے اور جناب امیر علیہ السلام کے اسد اللہ الغالب ہونے پر

جو تمنے طعن کی ہے کہ فدک کے معاملہ مین اُنہون نے وکلاء باغ کے نکال دینے پر اپنے شیعو نکو لیجا کر کیون نہین روک ٹوک کی سو بیشک جناب امیرؑ اسد اللہ الغالب تھے اور اونکو ضرورت بھی کسی آدمی کے لیجانی کی نہ تھی بلکہ وہ بذاتِ واحد ہے کافی ووافی تھے مگر اُنہون نے وصیت رسولِ خدا صلعم پر عمل کیا کہ جناب رسولِ خدا نے اونسے فرمایا تھا کہ اے علیؑ بعد میرے تم اہلبیتؑ پر لوگ ظلم وستم کرین گے پس تم اُس حالت مین صبر کو اختیار کرنا کہ اُسکا اجر بڑا ہے پس جناب امیرؑ نے حسبِ وصیّت رسول خداؐ کی لوگون کی جبر کرنے پر صبر کو اختیار فرمایا اور اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کو ہمیشہ پیش نظر رکھکر اپنے تمام ذاتی معاملات کو ہیچ سمجھا اور حشر پر سب معاملات کا فیصلہ رکھا نیز آپکو یہ بھی خیال تھا کہ جناب رسول خداؐ کی رحلت کی زمانہ کو بہت تھوڑا عرصہ گزرا ہے اگر ہمارے اور مخالفین کے درمیان جدال وقتال واقع ہوئے تو مبادا اِس جھگڑے کو دیکھکر ہزارون لاکھون آدمی نئے مسلمان ضعیف الاعتقاد سست ایمان اپنے کفر قدیمی کی طرف مرتد ہوجائین اور اِس اپنے بیان کی صداقت مین ہم سنیون کی بڑی مستند کتابونکا ثبوت دیتے ہین چنانچہ کتاب لسان المیزان اور دار قطنی مین ایک شخص عقیل نامی کہ محدثین اہلسنت سے ہے وہ عامر بن واثلہ سے اسطرح روایت کرتا ہے کہ بروز شورہ خلافت حضرت ابی بکر کے اعنی جسروز لوگون نے اُنسے بیعت کی علی مرتضےٰؑ یہ فرماتے تھے کہ قسم بخدا مین بہتر اور سزاوار تر اُس سے ہون مگر مین نے یہ سب حال شورہ کا سُنا اور اطاعت کی بینے بخوف اسکے کہ آدمی اِس اُمت کے طرف کفر کے نہ پھر جائین اور باہم شمشیر زنی کی نوبت نہ پہنچے اعنی بعض بعض کو قتل نکرے بعد ازان جبکہ لوگون نے عمر کی بیعت کی اُسوقت بھی مین نے اسی قسم کے خیال کئے حالانکہ مین حقدار اور مستحق زیادہ ہون لاچار مین نے اطاعت قبول کی انتہی - اور جناب خانصاحب تمنے بھی اپنے رسالہ اظہار الہدے کے صفحہ پچاس مین کہ جسکا ہم جواب لکھ رہے ہین اسطرح لکھا ہے کہ حضرت عمر کے اسلام لانے کے زمانہ تک سب مسلمان خدا کی عبادت خفیہ کیا کرتے تھے مگر تمنے وقتِ تحریر اِس عبارت کے اِسپر غور نہ فرمایا کہ اُسوقت مین حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب کل غالب بھی موجود

تھے اور اُنسے بہتر اُن کے ابن عم پیغمبر آخر الزمان بڑے شجاع اور عادل بھی بمقتضائے مصلحت وقت عبادت خدا کو خفیہ ادا فرماتے تھے اگر اُسوقت موقع مناسب اور صورت بہبودی نظر آتی تو کیا حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب اور جناب رسولخدا صلعم کفار نابکار پر تشدد نہین فرماسکتے تھے بخلاف اسکے کہ کفار کی سختیون پر باوجود قوت اور اقتدار کے صبری فرماتے تھے اور غار ثور مین آنحضرت صلعم کا نظر کفار سے پوشیدہ ہو کر جانا اور بعد ہجرت کے صلح حدیبیہ کرنا مشہور و معروف ہے کہ اُسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین حالانکہ جناب رسالتمآب صلعم بھی غالب کل غالب تھے اگر اس سے انکار کیجیگا تو ہم آپکو لباس غلو پہنائینگے کیونکہ اندرین صورت علی مرتضے کو جناب رسولخدا پر فضیلت لازم آتی ہے اور اسکا علماء طرفین سے کوئی قائل نہین پس جبکہ جناب رسولخدا بھی غالب کل غالب تھے لہذا جو ایراد تمہارا فدک مین جناب امیر پر ہے وہی ایراد تمہارا بعینہ جناب رسولخدا پر بھی صلح حدیبیہ و غصب مکان آنحضرت صلعم وغیرہ مین واقع ہوگا فما ھو جوابکم فہو جوابنا اور فدک کے مقدمہ مین حضرت ابوبکر اور عمر دونون مثل ایک جان دو قالب کے تھے اور چونکہ کوشش کر کے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو تخت خلافت پر بٹھلا دیا تھا تو اس سبب سے حضرت ابوبکر اور بھی حضرت عمر کی ممنون اور مشکور تھے اور اُسوقت مین حضرت عمر کے کہنے کو آیہ و حدیث سے بڑھکر جانتے تھے اور فدک کو حضرت فاطمہؑ سے غصب کرنا ان دونون ہی کو منظور تھا اسی باعث سے اُسکو غصب کرلیا اور کتب معتبرہ اہلسنت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جب ابوبکر نے فدک کے بارے مین حضرت فاطمہؑ سے یہ حیلہ کیا کہ پیغمبرون کے مال کا کوئی وارث نہین ہوتا تو حضرت سیدۃ النساء آیات اور حدیث پیش کر کے اونکی کسی دلیل اور حجت کو پیش نہ جانے دیا چنانچہ جب حضرت ابوبکر کا کوئی عذر پیش نچلا تو ناچار بے بس اور منفعل ہو کر ایک کاغذ لکھنا پڑا اتنے مین حضرت عمر کہین سے تشریف لائے اور حضرت ابوبکر کو یہ صلاح دی کہ تمکو اور حیلے حوالی کرنیکی کیا ضرورت ہے صرف اتنا ہی حیلہ کافی ہے کہ فاطمہؑ کی گواہون کی گواہی قابل سند نہین اسلئے کہ علیؑ انکے شوہر ہین اور حسنینؑ انکے فرزند ہین

پس حضرت عمر نے اُس کاغذ کو پھاڑ ڈالا اور حضرت ابو بکر کو جبر کرنے اور غصب کرنے پر آمادہ و مستعد کیا سو اسیطرح سے صاحب حق الیقین اور منہج الکرامتہ نے کتب اہلسنّت سے واسطے قائل کرنے اہل سُنّت کے اِس روایت کو نقل کیا ہے کہ ابو بکر نامہ در باب فدک نوشتہ بحضرت فاطمہؑ داد عمر حاضر شد و گفت این چہ نامہ ہست ابو بکر گفت کہ فاطمہ دعوی فدک کرد و ام ایمن و علیؑ بر او گواہی دادند من این نامہ را نوشتم عمر نامہ را از دست فاطمہؑ گرفت و پارہ کرد حضرت فاطمہؑ گریان شد و بیرون رفت۔ اب فرمائے کہ حضرت ابو بکر کی برّیت کسطرح سے ہو سکتی ہے اگر اونکو فدک کا دینا در حقیقت منظور ہوتا تو کیا حضرت ابو بکر پھر دوبارہ نامہ لکھکر سیدہؑ کے مکان پر نہین بھیج سکتے تھے اور حضرت عمر کے کاغذ پھاڑ ڈالنے کی روایت تمہارے سبط ابن جوزی نے اپنی سیرت مین بخوبی لکھی ہے اُسمین دیکھکر اپنی تسلی کر لو اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے قصہ کو جو تمنے واسطے مثال دینے کے لکھا ہے سو محض بے فائدہ ہے اُس سے قضیہ فدک کو کیا نسبت حضرت موسیٰ اور ہارون دونوں معصوم تھے اور تمہارے حضرت ابو بکر معصوم نہ تھے اور اسپر انہون نے حضرت معصومہ کو اذیّت دی تھی اور اُنکو اسقدر ناراض کیا کہ تمام عمر پھر اُن معصومہ نے ابو بکر سے کلام نہ کیا اور نہ اپنے جنازہ پر حاضر ہونیکی اجازت دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ہارون علیہ السلام کا حال بخوبی جانتے تھے اور انکو خوب معلوم تھا کہ ہارون سے کوئی خطا نہین ہو سکتی اور حضرت موسیٰؑ کا حال اُسوقت حضرت ہارون پر بھی خوب منکشف تھا صرف اُسوقت اُس قوم کو جو بت پرستی اور گوسالہ پرستی کرتی تھی ظاہر داری مین ڈرانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منظور تھا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا بھی دلی یہی منشا تھا اور اِسی سبب سے حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رنجیدہ نہوئے اور حضرت موسیٰؑ نے جو حضرت ہارون سے یہ ظاہر داری کی باتین کین کہ ہارون کا سر پکڑا اور ریش مبارک اُنکی اپنے ہاتھ مین لی تاکہ وہ قوم بدکار اِس ظاہر داری کو دیکھکر خوف کرے کہ گوسالہ پرستی ایسی بڑی خراب بات ہے کہ جسکے وقوع مین آنی سے موسےٰ نے اپنے بڑے بھائی بے گناہ حضرت ہارون کا سر پکڑا اور کہا کہ تو نے اِس قوم بدکار کو

اس فعلِ خراب سے کسلئے منع نکیا اور علاوہ اسکے مولوی عبدالعزیز صاحب اپنے تحفہ مین انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر گواہی دیتے ہین کہ نزد اہلسنت عصمتِ خاصہ انبیاء است صحابہ را معصوم نمی دانند۔ اور تفسیر کبیر اور شفائی قاضی عیاض وغیرہ مین لکھا ہے کہ انبیاء سب معصوم تھے اُنسے کوئی گناہ کبیرہ یا صغیرہ عمداً او سہواً کبھی صادر ہی نہین ہوا اور انبیاء علیہم السلام کے ذکر مین تاویل کرنا درست ہے اسواسطے کہ وہ معصوم تھے جس سے اُنکے باب مین کوئی شخص اُنپر خطا نہ ثابت کرسکے اور غیر معصوم کے حق مین تاویل کرنا جائز نہین ہے اور حضرت زہرا علیہا السلام کی نسبت جو تم یہ کہتے ہو کہ اُنہون نے تھوڑے سے مفاد کیواسطے اسقدر جھگڑا نہ کیا ہوگا اور عصمت ورحمت کو اپنے ہاتھ سے نہ دیا ہوگا سو اسکا جواب یہ ہے کہ فدک خدا اور رسول کا عطیہ تھا اگر جناب فاطمہ نے غاصبانِ حق سے اپنا حق طلب کیا تو معلوم نہین ہوتا کہ حق کی طلب کرنے سے کیا قباحت لازم آتی ہے اور اس سے عصمت اور رحمت کو کیا بٹہ لگتا ہے دیکھو جب ابوسفیان حضرت رسول خدا صلعم سے مدینہ چھین لینے کی غرض سے فوج لیکر چڑھ آیا تو حضرت پیغمبر خدا نے بغرض محافظت گرد مدینہ کے خندق کھُدوائی اور اوس سے بڑی بھاری جنگ کی اور جسوقت مین کہ کفار نے ناقۃ اللہ کی کونچین کاٹین تو حضرت صالح علیہ السلام کو مثل حضرت زہرا کی بہت بڑا رنج اور الم ہوا کہ وہ ناقہ انکی دعاء سے خدائے تعالےٰ نے پیدا کیا تھا اور اونکو دیا تھا پس کیونکر کوئی عاقل سوائے تمہارے یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک ناقہ کیواسطے حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی عصمت اور رحمت کو ہاتھ سے دیا ہوگا اگر حضرت صالح چاہتے تو دس ناقے انکی دعاء سے خدائے تعالےٰ پھر پیدا کردیتا سو اب جاننا چاہیے کہ حضرت صالح مثل حضرت زہرا کے بڑے صابر اور صاحب قناعت تھے اور صاحب قناعت کی یہ صفت ہے کہ جو چیز اُسکو خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر ہر دو صورت مین شکر گزار رہے اور اگر کوئی شقی اُس چیز کو غصب کرلے یا برباد کردے تو وہ قانع پھر دوسری چیز کی خواہش نکرے اور اشقیاء کے ظلم کرنے پر صبر کو ہاتھ سے نہ دے اور دیکھو دنیادار تو تمہاری بی بی عائشہ تھین کہ جنہے بہت ہی قلیل مفاد دنیاوی

کے لئے اسقدر شر اور فساد اُٹھایا کہ جسکی بدولت تقریبًا بیس ہزار ظلم کے مسلمان ایک لمحہ مین تلوار کے گھاٹ اُتر وادئے اسپر بھی جناب امیرؑ کی خلافت سے راضی نہوئین اور اپنے باپ سے بحق ورثہ پدری ہزارہا درہم و دینار لیا کرتی تھین چنانچہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے اور اون کے باپ نے حضرت فاطمہؑ کے ورثہ دینے مین یہ حدیث جھوٹی گھڑ لی کہ پیغمبرون کے مال کا کوئی وارث ہی نہین ہوتا ہے یہ بڑی تعجب کی بات ہو کہ خدا تعالی تو اپنے پیغمبر سے فرماوے وَاَنذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ جسکا یہ مطلب ہے کہ جو بات بہتر ہے وہ پہلے اپنے قریبون عزیزون سے کہو اور یہ حدیث مذکور پیغمبر خدا نے حضرت فاطمہؑ سے نہ کہی جو کہ نہایت ہی قریب اور عزیزہ تھین اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث وضعی ہے اگر صحیح ہوتی تو حضرت رسولخدا ضرور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؑ سے پہلے اسکو بیان کر دیتے اور یہ بھی کہہ دیتے کہ اے فاطمہؑ ابوبکر سے بعد میرے فدک نہ طلب کرنا اور اپنا قبضہ فدک پر سے اُٹھا لینا اور پیغمبرون کو خداتعالی نے واسطے اصلاح خلائق کے مبعوث فرمایا تھا کہ خلائق فتنہ و فساد سے محفوظ رہے مگر ہم تمسے پوچھتے ہین کہ معاذ اللہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیا کام کیا کہ اپنی دختر کو تو ایک وثیقہ فدک کا اُسکے ورثہ مین لکھکر دیدیا اور حضرت ابوبکر سے یہ کہدیا کہ ہمارا سب مال و متاع صدقہ ہے ترکہ نہین پس اس بات کو کوئی عاقل جسکو خدا نے ذرا بھی عقل دی ہوگی ہرگز قبول نکریگا کہ ایسے فساد کی بنیاد حضرت خاتم المرسلین سے واقع ہوئی ہو اور حدیث لا نورث ما ترکناہ صدقۃ کے موضوعہ ہونے پر پنجم جلد بخاری کی یہ روایت بھی شاہد ہے کہ سلاح اور بغلہ اور دُلدل ترکہ مین جناب رسولخدا کے داخل ہین اور کتاب اسعاف الراغبین مین یون لکھا ہے کہ سیف اور کمان اور نیزہ اور حربہ صغیر اور اسپ اور بغلہ اور خر اور شتر اور مسند اور تکیہ اور مصلے اور مکان اور اصطبل اور سلاح خانہ پیغمبر خدا نے ترکہ مین چھوڑا ہے اور تمنے بھی اسباب کا اقرار کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جو مال کہ بلا شرکت غیری تھا مثل دُلدل اور زرہ اور شمشیر وہ سب حضرت علیؑ کے سپرد کر دیا اب ہم تمہاری ان ہوائی باتونکو لکھتے ہین جو کہ گاہی چنین اور گاہے چنان ہین ایک جگہہ اسی بحث مین تمنے بصفحہ سہم لکھا ہے

کہ یہ بات دور از قیاس ہے کہ خاتونِ جنّت نے تھوڑی سی حرصِ دنیا کے لئے اسقدر رنج کیا ہو کہ تا زندگی دور نہوا اور ایک جگہہ لکھتے ہو کہ حضرت ابوبکر سے یہ جواب سُنکر حضرت زہرا کو بمقتضائے بشریت کسیقدر ملال ہوا اور کتاب کے صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے کہ حضرت عمر نے کبھی کسیطرح کا رنج حضرت فاطمہ کو نہین دیا تھا وگرنہ حضرتِ علی قیامت تک رضامند نہوتے اور پھر صفحہ ۹۴ مین لکھتے ہو کہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے خدا کی پناہ تمہاری باتین کیا ہین بازیگر کا سا تماشا ہے کہ طرح طرح کی رنگ دکھلاتے ہو اور ایسی باتین کرنا کچھ تم ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ تمہاری اکثر ہمجنس ذرّیت ابن زیاد و شمر کو ہمنے بچشم خود دیکھا ہے کہ جب کلام کرنے مین شیعونسے عاجز ہوتے ہین تو ایک بات کی مخالفت مین چند باتین کہتے ہین اور جب ویسے بھی باتین نہین بنا سکتے تو پھر کھسیانے ہو کر معاویہ کیطرح سے لڑنیکو تیّار ہو جاتے ہین **قال المرتبك فی الضلال** قصہ شادی حضرت ام کلثوم کا جو خاص حضرت فاطمہ کے شکم مبارک سے پیدا ہوئین یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ اے علی ہمنے سُنا ہے رسول اللہ سے کہ سب سے پہلے میری اہلبیت بہشت مین داخل ہونگے چونکہ ہم اہلبیت سے نہین اسلئے دل مین بڑا ارمان ہے کہ اگر ہم بھی اہلبیت سے ہوتے تو خوب ہوتا یہ بات سُنکر حضرت شیر خدا مکان پر تشریف لے گئے بطیب خاطر و خوشی دل و رضائے طبیعت کے امیر المومنین حضرت عمر کو اپنے در دولت پر طلب فرما کے بوکالت حضرت عباس عم رسول صلعم کے حضرت ام کلثوم کے ساتھ بمہر مناسب عقد کر دیا حضرت عمر حضرت شیرِ خدا کی اِس التفات اور توجہات سے کمال درجہ ممنون احسان ہوئے رضی اللہ تعالے عنہم اب ہم اس اپنے دعوی صادق کا بھی ثبوت معتبر کتب شیعون سے دیتے ہین تاکہ منکر اِس فضیلت کو موقع انکار کا ہاتھ نہ آوے شارح ابو القاسم قمی شرح شرائع مین جسکو مالک بھی کہتے ہین شرائع کے اِس مضمون کے جواب

نکاح العربیة بالعجمی والہاشمیة بغیر الہاشمی وبالعکس کے نیچے لکھتے ہین زوّج علی بنت ام کلثوم من عمر ترجمہ نکاح کیا علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا عمر کے ساتھ اور سوائے اسکے مجالس المومنین و تہذیب و کافی کلینی

ومصائب النواصب وغیرہ کتب مستندہ شیعون سے اس نکاح کی اصلیت صحیح پائی جاتی ہے **یقول المتمسک بولایۃ الآل** اس نکاح کی بابت جو کچھ تمنے لکھا ہے سب غلط ہے کہین اس نکاح کی اصلیت کتب شیعہ مین نہین پائی جاتی دیکھو تمہارے صاحب تحفۃ الاحباب نے اپنی کتاب تحفۃ الاحباب مین اور مولوی محمد قاسم دیوبندی نے ہدیۃ الشیعہ مین اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے اپنے تحفہ کی گیارہوین باب مین اسطرح لکھا ہے کہ زید بن عمر بطن سے ام کلثوم بنت علیؑ کی پیدا ہوئی تھے جو کہ خانہ جنگی فیمابین بنی عدی کے واقع ہوئی تھے سوا اُس خانہ جنگی مین زید بن عمر کہ عمر اونکی بست سال کی تھی شہید ہوئے اور اوسی روز اونکی والدہ ماجدہ حضرت ام کلثوم کا بھی انتقال ہو گیا تھا پس اُن دونون جنازونپر حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبد اللہ بن عمر نے نماز میت کی پڑھی اس تحریر سے شاہ صاحب وغیرہ کے بہتان کرنا سنیون کا اس عقد کی نسبت بخوبی ظاہر ہوتا ہے چنانچہ کتاب روضۃ الشہدا مین ملّا حسین واعظ نے کئی مرثئے بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی حضرت ام کلثومؑ خواہر امام مظلوم علیہ السلام سے نقل فرمائے ہین اور مقتل ابو مخنف مین لکھا ہے کہ مختار نے کہا کوئی روز زیادہ سخت مجھپر نہین گزرا ہے اُس دن سے کہ ام کلثومؑ بنت فاطمہؑ کو مین نے مجلس ابن زیاد مین دیکھا کہ نالہ وامحمداہ واعلیاہ جگر سے کھینچتی تھی اور مثل بید کے کانپتی تھی اور اسیطرح تحریر الشہادتین اور تقریر الشہادتین وغیرہ مین لکھا ہے کہ حضرت ام کلثومؑ معرکہ کربلا مین اپنے برادر بزرگوار کی ہمراہ تھین اور بعد شہادت امام عالی مقام علیہ السلام کے نوحہ زاری اور ماتم داری مین مثل حضرت زینبؑ اور سکینہؑ کے موجود اور مشغول تھین اگر ان ام کلثومؑ کے جنازہ پر نماز پڑھکے حضرت امام حسین علیہ السلام دفن کر چکے ہوتے تو پھر یہ حضرت ام کلثومؑ معرکہ کربلا مین کہانسے آجاتین اور کیونکہ مرثئے اور ماتم داری مین اپنے بھائی کے اسطرح سے مشغول ہوتین اور کربلا مین ان ام کلثومؑ بنت فاطمہؑ کا ہونا متواتر بین الفریقین ہے کہ اسکا کوئی انکار نہین کر سکتا اور اُن ام کلثوم مادر زید کا کربلا مین ہونا کہین ثابت نہین ہے پس

ضرور یہ کہنا لازم ہوگا کہ ام کلثوم زوجہ عمر اور ام کلثوم تھین اور وہ بنت فاطمہؑ نہ تھین اور جو کہ تمنے عقد ام کلثوم بنت علیؑ و فاطمہؑ کے باب مین ہمارے ہان کی کتابونکا حوالہ دیا ہے وہ محض بے حقیقت اور بے معنی ہے اسلئے کہ کتاب کافی کلینی و تہذیب وغیرہ مین جو روایات کہ اس نکاح کے بارہ مین ہین وہ صاحبان کتب نے موافق اعتقاد سنیون کے تحریر فرمائی ہین اور احادیث صحیحہ سے خود صاحب تہذیب و کلینی انکی تردید کرتے ہین اور خوب ہی ظاہر کیا ہے کہ ان روایات کے راوی ناصبی ہین اور اس بارے مین کسی اوستاد نے بھی ایک شعر لکھا ہے کہ اصل این روایت بے مدار است + کہ نقلش از زبیر ابن بکار است پس واضح ہو کہ ہمارے علماء رحمہم اللہ علیہم نے جو اپنے کتابون مین ناصبیون کی روایات کو جواب دینے کیواسطے نقلاً لکھا ہے تمنے انکو اعتقاد کیسے سمجھ لیا اور دیکھو کتاب استغاثہ کو کہ اوس مین یہ روایت زبیر ابن بکار ناصبی سے منقول ہے یا نہین اور زبیر ابن بکار ہی کی یہ روایت تمہارے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بھی موجود ہے اور جواب دینے کی غرض سے نقلاً زبیر ابن بکار ناصبی کی اس روایت کو ہمارے جناب فضیلت مآب قاضی نور اللہ شستری نور اللہ مرقدہ نے بھی کتاب مصائب النواصب اور مجالس المومنین مین بعبارت فارسی یون رقم فرمایا ہے کہ در استغاثہ و غیر آن مسطور است کہ چون عمر بن خطاب بہ جہت ترویج خلافت فاسدہ خود داعی تزویج ام کلثوم دختر مطہرہ حضرت امیر نمود۔ اور پھر دلائل کثیرہ سے قاضی صاحب اس روایت کو موضوع ٹھراتے ہین اور کہین کسی کتاب شیعہ مین اعتقاداً اس نکاح کا ثبوت نہین پایا جاتا اور شرح شرائع کی عبارت کو جو تمنے لکھا ہے اور اوس مین ام کلثوم بنت علیؑ ہونیکا لفظ آیا ہے سو اوسکا جواب یہ ہے کہ اسماء بنت عمیس جو پہلے حضرت ابوبکر کی زوجہ تھین انہون نے بعد انتقال حضرت ابوبکر کے جناب امیر علیہ السلام سے نکاح کیا اور اپنی ہمراہ ایک لڑکی جو صلب ابو بکر سے پیدا تھی اور اوسکا بھی نام ام کلثوم تھا سو اوسکو واسطے پرورش کے جناب امیرؑ کے گھر مین اپنی ہمراہ لائین تھین اوس لڑکی ربیبہ کا نکاح البتہ کتب سے پایا جاتا ہے کہ حضرت عمر سے بحالت لاچاری ہوا

اور اسکا کوئی مضائقہ بھی نہین ہے اسواسطے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو عتبہ اور ابی عاص وغیرہ سے نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی لڑکیونکا کیا تھا اور ابی عاص وغیرہ اسلام لانے سے بھی بے بہرہ تھے اور بعد مین حضرت عثمان سے بھی اونکی ایک لڑکی کا عقد بظاہر مسلمان ہونے کی وجہ سے مصلحتاً کردیا تھا الغرض یہ ام کلثوم بنت اسمار ربیبہ یعنی مادر بجلو ہونیکے سبب سے بعرف بنت علی کہلانے لگی دیکھو قرآن مجید مین سورہ بقر کو پارہ اول ثلث سے آگے عرف اور لقب کی جہت سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کا باپ کر کے لکھا ہے حالانکہ حضرت اسمٰعیل حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے اور باپ یعقوب کے حضرت اسحاق تھے اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا یعنی جب یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ بعد میرے تم کس کی عبادت کرو گے۔ کہا انہون نے عبادت کرینگے ہم معبود تیرے کی اور معبود باپون تیرے کی ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق کے معبود ایک کو۔ اب بعد ان سب دلائل کے باقی رہی ہمارے اس قول کی صداقت کہ وہ ام کلثوم جنکا نکاح حضرت عمر سے ہوا وہ حقیقت مین دختر ابوبکر تھین سو اسبات کا بھی خدا تعالے نے ہمکو سراغ لگادیا کہ کتاب بہجت السعداء جو کہ معتمد کتب اہلسنت سے ہے اسمین بعبارت فارسی اسطرح لکھا ہوا ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر صدیق بود و مادرش اسمار بنت عمیس کہ اول زن جعفر طیار بود باز بنکاح ابوبکر درآمدہ از ابوبکر پسرے عبدالرحمٰن ویک دختر ام کلثوم زائید بعد ازان بنکاح علی ابن ابیطالب درآمد ام کلثوم ہمراہ مادر درآمدہ عمر بن خطاب با ام کلثوم دختر ابوبکر نکاح کرد اور اسی طرح سے بوارق محرقہ مین بھی لکھا ہے اور کامل ابن اثیر نے تعداد ازواج عمر مین ام کلثوم دختر ابوبکر کو تحریر فرمایا ہے اور ام کلثوم اور زینب دختران فاطمہ علیہا السلام کی نسبت تو بیہقی اور دار قطنی نے یون نقل کیا ہے کہ حضرت علی نے اپنی بیٹیون زینب اور ام کلثوم کو اپنے بھائی جعفر کے اولاد کے واسطے علیحدہ اور نامزد کر رکھا تھا پس عقد ہونا ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھ محمد بن جعفر طیار کے اور زینب کا ساتھ عبداللہ بن

اس مقام پر ہم ایسی معتبر کتاب **قال المرتیک فی الضدل** جعفر طیار کے بخوبی تحقیق ہوتا ہے
شیعون سے حدیث لکھتے ہین جس سے فضیلت اصحاب ثلثہ کی ثابت ہو شیخ ابن بابویہ قمی نے کتاب
معنی الاحیا مین حضرت امام موسی رضا سے روایت کی ہے عن الحسن ابن علی قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان
عثمان منی بمنزلۃ الفواد ترجمہ امام حسن بیٹے علی سے روایت ہو کہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میری سمع کی ہے اور عمر بمنزلہ میری بصر کے ہی اور عثمان
بمنزلہ میرے دل کے ہی **یقول المتمسک بولایۃ الاول** کتاب معنی الاحیا تو ہمارے ہان
کوئی کتاب ہی نہین ہے لیکن معانی الاخبار اور تفسیر صافی مین البتہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر مین لکھی
ہوئی ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا
یعنی تحقیق کان اور آنکھ اور دل ہر ایک انکا ہوگا روز قیامت سوال کیا گیا۔ سو آخر مین حدیث کے مذکور ہے
کہ حضرت نے اس آیت کی تین پڑھا اور فرمایا کہ یہ تینون شخص اسطرح کے ہین کہ سوال کئے جاوینگے ولایت
علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے اب جاننا چاہیے کہ اس حدیث سے تمہارا مطلب ہرگز پورا نہین ہو سکتا
تم اسمین فضیلت کو ڈھونڈتے ہو اور درحقیقت اسمین ثلثہ کے نقصان اور عتاب کی خبر پائی جاتی ہے
اور حضرت نے تو صاف ظاہر کردیا کہ یہ شخص اس قسم کے سمع اور بصر اور فواد مین ظاہر مین لسبب اپنے دعوی
محبت کے اور ہر امر مین دخل دینے کے کہ انکو اپنے کئے کا حساب دینا ہوگا اور ہم کہتے ہین کہ اولاد تو انسان
کی دراصل اسکے جسم ہی سے پیدا ہوتی ہے اور سمع اور بصر اور فواد سے اسکو تشبیہ دینے کی بھی کچھ حاجت
نہین ہوتی اسکو تو تمام زمانہ کے لوگ قرۃ العین اور راحت جان تک بتاتے ہین پھر دیکھو تم حضرت
نوح علیہ السلام کے ایک فرزند کا حال کہ جب وہ غرق ہونے لگا تو حضرت نوح نے خدائے تعالی سے
عرض کیا کہ یا اللہ العالمین تو نے تو مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تیری اہلبیت غرق ہونے سے محفوظ رہین گے

سواب میرا فرزند کیسے غرق ہوا جاتا ہے پس خدا تعالےٰ نے حضرت نوحؑ کے جواب مین فرمایا کہ اے نوحؑ تمکو خبر نہین ہے کہ تمہارا وہ فرزند تمہاری اہلبیت سے خارج ہے اور اُسکی کافر ہونیکی وجہ سے اسپر عذاب نازل ہوا ہے پس جس حالت مین حضرت نوح علیہ السلام کا فرزند جگر بند نافرمانی کرنیکے سبب سے عذاب دنیا اور آخرت سے نہ بچا تو پھر غیر شخصون کی کیا حقیقت ہے **قال المرتاب فی الضلال** حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نیک گمان رکھنا ہر مومن کو ضروری ہے اسلیئے کہ حقوق صحبت نبوی صلعم کی واجباً قابل لحاظ ہین اور جو جنگ کہ آپسے اور حضرت علی سے ہوئی وہ خطاء اجتہادی تھے اسمین مسلمانون کو کلام کرنا ضرور نہین اسکا نام بشریت ہے سوا اسکے حضرت معاویہ کا توبہ کرنا موت کے وقت صحیح تواریخون سے ثابت ہے بہرحال جو کوئی آپسے بدگمان ہوگا وہ اپنی دنیا اور عقبیٰ خراب کریگا اور یزید پلید پر لعن کرنا اگرچہ جائز ہے مگر اس فعل عبث مین کوئی فائدہ متصور نہین مسلمانون کو لازم ہے کہ اپنی زبان و دہان کو ذکر خدا و رسول سے تازہ رکھین تاکہ صواب بھی پاوین **یقول المتمسک بولایۃ الآل** تمہارے نزدیک تو شمر اور عبد اللہ ابن زیاد اور عمر ابن سعد وغیرہ نے بھی موت کے وقت توبہ کرلی ہوگی اور تمہاری تواریخون مین بھی شاید لکھا ہوگا سو تمہاری ایسے کہنے اور لکھنے کو ہم کب مانتے ہین ایسے لوگون کی تو توبہ ہرگز قبول نہین ہوتی پھر ایسونکو توبہ کرنے سے کیا فائدہ تم اگر اپنے خبث باطنی کے سبب سے یہ چاہو کہ کعبہ کو ڈھاکر خاک مین ملادین اور اوسکا نام خطاء اجتہادی رکھین اور مومنین کو دیدہ دانستہ قتل کرکے توبہ توبہ کہتے پھرین سو ایسی جعلسازی اور دغابازی سے کیا کام چلتا ہے دیکھو مشکوٰۃ کی اس حدیث کو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے فرمایا ہے کہ مین جنگ کنندہ ہون جو تم سے جنگ کرے اور مین صلح کنندہ ہون جو تمسے صلح کرے اور صواعق محرقہ مین یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا من سب علیاً فقد سبنی یعنی جسنے علیؑ کو گالی دے اُسنے مجھکو گالی دے پس حضرت معاویہ صاحب کی گالیان دینے پر اور ظلم و ستم

کرنے پر ذرا غور کیجیے کہ ابن ماجہ نے اپنے سنن مین لکھا ہے کہ معاویہ ایک مرتبہ حج کرنیکو آئے اور مکہ
مین سعد نے انسے ملاقات کی اور ذکر کچھ وہان حضرت علیؑ کا ہوا تو معاویہ نے حضرت علیؑ کو گالی دی اور
کتاب مطلع العلوم و مجمع الفنون اور حبیب السیر اور روضۃ الصفا اور شواہد النبوت اور تذکرہ خواص الامت
اور کتاب استیعاب اور مرات العجائب اور تاریخ گلزار شاہی وغیرہ مین لکھا ہے کہ امیر معاویہ نے جعدہ
بنت اشعث کے پاس زہر بھیج کر امام حسن علیہ السلام کو دلوایا اور شہید کرایا اور اس آیت قرآنی پر
خیال نکیا وَمَن یَقتُل مُؤمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا اَبَدًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيهِ وَلَعَنَهُ
اور کتاب مدارج النبوت کی دوسری جلد مین شاہ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہے کہ بعضے روایات
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کو فریب سے حضرت معاویہ نے ہلاک کیا اور تاریخ ابو الفدا
مین لکھا ہے کہ حضرت معاویہ جمعہ کے روز بعد خطبہ کے حضرت علی علیہ السلام پر لعن طعن کیا کرتے تھے
اور صحیح مسلم کی جلد دوم مین اسطرح تحریر ہے کہ معاویہ نے حکم دیا سعد بن ابی وقاص کو کہ کیون تو سب
نہین کرتا ہے ابو تراب پر اب ذرا تم اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۱۳ پر جامع الاخبار کی اس حدیث پر نظر کرو
اور تمنے اُسکو بسرو چشم قبول بھی کیا ہے قال النبی صلعم من سب اصحابی
فقد کفر یعنی فرمایا حضرت رسولخدا صلعم نے جسنے برا کہا میرے اصحاب کو پس وہ تحقیق کافر ہو گیا
اب تم ہی کہو کہ حضرت امیر کا برا کہنے والا تمہارے نزدیک کیونکہ جنتی ہے اور خدائے تعالےٰ تمہارے
حضرت معاویہ صاحب سے کیا ان ظلم و ستم کے کرنے پر معاذ اللہ راضی ہو گیا ہے جو تمنے حضرت معاویہ
صاحب کی شان مین رضی اللہ عنہ لکھا ہے حالانکہ حضرت امیر علیہ السلام کو تم بالاجماع خلیفہ کہتے
ہو پھر جب تم معاویہ کو لعن کرنے خلیفہ رسول پر بھی برا نہیں جانتے ہو تو شیعونکو لعن کرنے پر خلفاء ثلثہ کی
کیون برا کہتے ہو اور کیون اسقدر شور و غل مچاتے ہو تم اپنی نزدیک یہ سمجھ لو کہ یہ بھی ایک خطاء اجتہادی
ہوئی کہ جسپر کچھ مواخذہ نہین ہے اور یزید پلید پر جب لعن کرنا شرعًا جائز ہے تو پھر تمنے لعن کرنیکو

فعل عبث کسطرح سے لکھا ہے اجی حضرت تم کسیکو کچھ دیکر بھی پڑھے ہو یا ویسے ہی زبان درازی کرنے کو تیار ہو گئے جب تم اسبات کا اقرار کر بیٹھے کہ اُس پلید پر لعن کرنا جائز ہے تو جو جائز ہے وہ فعل عبث اور ناجائز نہین ہو سکتا اور خدائیتعالے تو قرآن مجید مین خبر دیتا ہے کہ لعنت کرتے ہین لعنت کرنیوالے سو اُن لعنت کرنیوالونکو خدائیتعالے نے صفت کے ساتھ بیان کیا ہی اور یہ نہین لکھا کہ وہ فعل عبث کرنیوالے تھے اور دیکھو جناب رسولخدا صلعم نے خود یزید اور معاویہ اور ابو سفیان تینون پر لعنت کی چنانچہ کتاب صواعق محرقہ و ربیع الابرار وغیرہ مین لکھا ہے کہ حضرت رسالت مآب نے ابو سفیان کو گدھے پر سوار دیکھا اور یزید اُس گدھے کو پیچھے سے ہانکتا تھا اور حضرت معاویہ اُس گدھے کی لگام آگے سے کھینچتے تھے پس فرمایا نبی صلعم نے کہ لعن اللہ الراکب والقائد والسائق یعنی لعنت ہو خدا کی اُس خر کے سوار پر اور آگے سے کھینچنے والے پر اور پیچھے سے ہانکنے والے پر اور کتاب قصص الانبیار مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام نے بت پرستون پر لعنت فرمائی اگر ایسا لعنت کرنا فعل عبث ہوتا تو پھر انبیار علیہم السلام کیون لعنت کرتے

قال المرتبک فی الضلال اب تبرائیونکے پیران پیر کا حال بیان ہوتا ہے ناظرین بنظر عبرت ملاحظہ فرماوین مجملاً ذکر عبداللہ بن سبا یہودی یمنی صنعانی موجد مذہب شیعان پاک کا یہ ہے کہ دنیا کے پردہ پر کوئی ایسا مذہب نہین ہے جو اپنے اصول مذہبی مین یکرنگی نرکھتا ہو بخلاف مذہب شیعہ کے کہ اسکی حالت اور کیفیت ہر زمانہ مین مثل حربا کے قسم قسم کی رنگت بدلتی رہی چنانچہ رفتہ رفتہ باستعانت سلاطین صفویہ کے عراق و خراسان و ایران مین ایک مستقل مذہب شیعہ کا قرار دیا گیا **یقول المتمسک بولا یۃ الال** عبداللہ ابن سبا ملعون پیران پیر تو تمہارے پیران پیر شیخ جیلانی کا ہو گا ہمارا وہ شقی کا ہیکو پیر اور موجد ہونے لگا ہم تو اُسپر تین حرف بھیجتے ہین اور تمہارے بڑے پیران پیر شیطان اور ابن زیاد وغیرہ سے اُسکو ہم کم نہین جانتے اور اِس بحث کو ہم مفصل طور پر انشاء اللہ تعالے علیحدہ ایک رسالہ مین تحریر کرینگے جس سے تمہارا صریح جھوٹ بولنا اور نامہ اعمال کو خراب کرنا ہر ایک شخص پر ظاہر ہو جاویگا اور ہمارا سوقت

کا یہ لکھنا تو تمکو درحقیقت برا معلوم ہوگا مگر تمنے پہلے خلاف تہذیب لکھنے پر کیون کمر باندھی اور اس مصرع۔ کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔ پر کیسے خیال نہ کیا اور یہ نہ جانا کہ ایک یہود مردود کو اگر ہم شیعون کا موجد اور پیر بتائین گے تو شیعہ اسکے جواب مین کیا کچھ نہ ثابت کر دکھلائینگے تمنے اس تہمت کو مولوی عبدالعزیز صاحب دروغ نویس کے تحفہ مین دیکھکر آیت اور حدیث سے بھی زیادہ صحیح جانا مگر افسوس تو اس بات کا ہے کہ مولوی عبدالعزیز صاحب دنیا سے کوچ فرماگئے اگر اسوقت مین وہ زندہ ہوتے تو مین ان کے تحفہ کو لیکر اونکی خدمت مین حاضر ہوتا اور اس بحث کو ان کے سامنے نکال کر رکھدیتا اور پھر انسے یہ دریافت کرتا کہ جناب شاہ صاحب آپکو قسم ہے آپ کے حضرت عمر کی آپنے کونسی کتاب شیعہ مین عبداللہ ابن سبا کے قول و فعل پر عمل کرنیکو جائز دیکھا ہے مستند کتابون سے قطع نظر کرکے کسی غیر مستند ہی کتاب شیعہ مین ایک دو روایت تو کہین دکھلا دیجئے کہ جسکو شیعون نے عبداللہ ابن سبا سے نقل کیا ہو اور انکو مانا ہو اور یہ خلاف عقل ہے کہ کوئی شخص کسیکو اپنا پیشوا جانے اور پھر اسکے اقوال اور عقائد کو اپنی دین و ایمان کی کتابون مین نقل نکرے اور اگر وہ یہ فرماتے کہ اہل سنّت کی کتابونسے عبداللہ ابن سبا کا موجد مذہب شیعہ ہونا ہمکو ثابت ہوا ہے تو پھر یہ کمترین التماس کرتا کہ ایسے تو نصارا بھی اپنی کتب سے حضرت مسیح کو نعوذ باللہ منہا پسر خدا کہتے ہین تو ان کے اس کہنے کو کون مانتا ہے اور ہم تو سنیون کے مذہب کا موجد اوّل درپردہ شیطان کو جانتے ہین اور ظاہر مین معاویہ اور ابوالحسن اشعری اور یزید اور ابن زیاد وغیرہ کو کہتے ہین سو خدا جانے کہ شاہ صاحب اسکا کیا جواب دیتے اور نہین معلوم کہ ان کے جانشین اور مقلدین اسکا کیا جواب دینگے اور ہمارا تو یہ شیوہ ہے کہ ہم جس بات کو لکھتے ہین تو اسکا کچھ اپنے پاس ثبوت بھی رکھتے ہین دیکھو تم شرح فقہ اکبر کو کہ اسمین بعبارت عربی یہ لکھا ہوا ہے کہ شیطان اس امّت پر ظفریاب ہوا یعنی رنج بسبب طلب ریاست کے لوگون اصحاب کے پیچیدہ ہوا اور عداوتونسے نفس ان کے نجس اور سیاہ ہوگئے اور کتاب مقاصد سعدالدین تفتازانی مین اسطرح

تحریر ہے ان ما وقع بین الصحابۃ من المشاجرات علی وجہ المسطور فی کتب التواریخ
و المذکور علی السنۃ و العناد و الحسد ۔ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک
حسد و بغض و تقصیر بعض امور مین صحابہ سے ہوئی اور کتاب ملل و نحل شہرستانی کے صفحہ ۶ مین یہ لکھا ہے کے
بہت اصحاب اہل مدینہ سے ایسے تھے کہ اُنکا اسلام ظاہری تھا اور درپردہ وہ منافق ہوگئے تھے اور
احکام جبراً قبول کرتے تھے اور منتظر وقت وفات جناب رسول خدا کے رہتے تھے اور وقت مرض الموت
جناب رسول خدا کے نفاق اُنکا علانیہ ظاہر ہوگیا اور وہ نفاق مثل تخم کے روز بروز ترقی پذیر ہوکر باعث
اختلافات مسائل کثیرہ و مذاہب فرقہ کا ہوا اور کتاب المغازی للواقدی اور جامع الاصول وغیرہ مین
اسطرح لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا لا ادری ما تحدثون
بعدی ۔ جسکا یہ مطلب ہے کہ مین نہین جانتا کہ بعد میرے تم کیا احداث کروگے اور سورۂ
محمد مین خدا تعالے اپنے بندونکو اطلاع فرماتا ہے کہ بعد نبی صلعم کے اصحاب مین سے تم پر ایسے والی
اور حاکم ہونگے جو فساد کرینگے روئے زمین پر اور قطع رحم کرینگے اور کتاب صحیح مسلم مین حضرت خلیفہ
سے اسطرح روایت ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ بعد میرے ایسے پیشوا پیدا ہونگے کہ ہدایت مطابق
میری ہدایت کے نہ کرینگے اور درمیان اُن کے ایک قوم ہوگی کہ دل اُنکے دلہاے شیطانی ہونگے
پس خدیفہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ یا حضرت اگر مین ایسی شر پاؤن تو اُسوقت
کیا کرون فرمایا حضرت نے کہ اطاعت کرنا حکام کی اگرچہ پشت تیری مجروح کردین اور مال تیرا چھین لین
اور مولوی مہدی علی صاحب نے بھی اپنی کتاب آیاتِ بینات مین یون لکھا ہے کہ شیطان نے بعد
ایمان کے اکثر مسلمانون کو بہکایا اور صاحب تاریخ الخلفاء نے کتاب مذکور مین حضرت ابوبکر کا قول اسطریقہ
سے نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر سے معنی لفظ کلالہ کے دریافت کئے تو حضرت ابوبکر
نے فرمایا کہ اگر کلام کرنے مین بدی مجھسے صادر ہو تو شیطان کی جانب شمار کرنا اسسے بخوبی معلوم ہوگیا کہ ابلیس

لعین کو جو کہ عداوتِ انبیاء علیہ السلام سے برابر چلی آتی تھی اور روز پیدائش جناب خاتم المرسلین سے اوسکا آسمان پر جانا بالکل موقوف ہو گیا تھا سواُس بغض اور عداوت کے سبب سے وہ لعین آنحضرت صلعم کی وفات ہونیکا بھی ہمیشہ منتظر رہتا تھا لیکن جبکہ وقتِ وفات جناب رسالت مآب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریب ہوا تو اُس لعین نے بعض بعض اصحاب کے دلو میں اپنا گزر کر دیا اور کلمات بیہودہ اور مشورہ باطل پر خوب آمادہ کیا اور جب آنحضرت صلعم نے وفات فرمائی تو پھر ابلیس لعین کا خوب ہی قابو اُن حضرات صحابہ پر چل گیا اور اُسنے اپنے طور کے افعال قبیح اُن صحابہ کی ذات سے کروانے شروع کر دے بقول شاعر - چون صحابہ حُبِّ دنیا داشتند + مصطفےٰ را بے کفن بگزاشتند + اور کتاب عجائب القصص کی جلد دوم کے صفحہ ۲۶۵ مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر سب لوگ متوجہ ہو گئے خصوصاً اشخاص سقیفہ بنی ساعدہ نے بہت جلدی کی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور خالد بن سعید بن عاص اور مقداد اور سلمان اور ابوذر - اور عمّار بن یاسر اور براء بن عاذب اور اُبی بن کعب یہ سب حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے اور کتاب کنز العمال مین یون لکھا ہے کہ حضرت امیر خلافت حضرت ابوبکر سے نہایت استنکاف اور نفرت کرتے تھے اور ناراض ہوتے تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ والے وہ لوگ تھے کہ جنکے ذکر مین صاحب منتخب اللغات وغیاث اللغات وغیرہ نے باوجود اسکے کہ وہ دونون سُنّی المذہب تھے اسطرح سے لکھا ہے کہ سقیفہ ایوانے بود پنہان کہ عرب برائے مشورہ ہائے باطل دران جمع میشدند انتہے اور کتاب صحیح بخاری مین حضرت رسول خدا صلعم کی ایک حدیث گروہ شیطانیہ کے ذکر مین اسطرح سے ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نے طرف مکان حضرت عائشہ کے اشارہ کرکے یون فرمایا کہ اسجگہہ فتنہ ہے اور اسجگہہ سے ظاہر ہوگا قرن شیطان کا اور صحیح مسلم میں اِس حدیث کو اسطور پر لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا نے خانہ عائشہ کو فرمایا کہ راس کفر اسجگہہ ہے اور اسجگہہ سے نکلے گا قرن شیطان کا اور کتاب میزان ذہبی مین لکھا ہے کہ روایت کی زید بن وہب نے خدیفہ سے کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت خروج کریگا دجّال پس پیروی کریگا اُسکی وہ شخص

جو دوست رکھتا ہے عثمان کو اور تحفہ عبد العزیزیہ کے باب مطاعن عثمان مین یہ لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے جناب امیرؑ سے اسطرح فرمایا یا علی لا یجمع الامۃ علیک بعدی و انک تقاتل الناکثین و القاسطین و المارقین یعنی اے علیؑ جمع نہ ہوگی امت میری اوپر ریاست تمہاری کے بعد میرے اور تحقیق جنگ کروگے تم عہد شکنون اور بے انصافون اور دین سے باہر ہونیوالونسے اور صاحب تاریخ الخلفاء نے ایک حدیث اسطرح نقل فرمائی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ تم مثل حضرت عیسےؑ کے ہو کہ ایک قوم تمکو برا کہیگی جیسے یہودیون نے حضرت عیسےؑ کو برا کہا پس وہ لوگ خارجی ہین اور ایک قوم تمکو خدا بتاوے گی جسطرح نصارا نے عیسےؑ کو جزو خدا بتایا پس وہ لوگ نصیری سبائی ہین ۔ اور صحیح مسلم کی جلد دوم مین لکھا ہے کہ معاویہ نے حکم دیا سعد بن ابی وقاص کو کہ تو سب امیرؑ کر اور تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ بنی امیہ منبر و نپر جناب امیرؑ کی نسبت لعن و طعن کیا کرتے تھے اور کتاب تاریخ الخلفاء مین اسطرح تحریر ہے کہ جب معاویہ نے جناب امیرؑ پر خروج کیا اپنی ذات کو خلیفہ قرار دیا اور خلافت حضرت معاویہ کی حضرت امام حسن علیہ السلام کے صلح کرنیسے بخوبی مستقر ہوگئی اور یہ معاملہ بماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ ۴۱ سنہ ہجری مین واقع ہوا اور اُس سنہ کا نام سنت و الجماعت رکھا گیا اور کتاب شرح مواقف و ملل و نحل شہرستانی وغیرہ مین یہ لکھا ہے کہ مذہب معتزلہ منسوب بواصل بن عطا تلمیذ حسن بصری سے ہے اور خلفاء عباسیہ تلامذہ معتزلہ کے تھے اور درمیان ابو الحسن اشعری و ابو علی جبائی معتزلی کے مباحثہ پیش ہوا اور ابو علی جبائی جبکہ جواب مین عاجز ہوا تب شیوع فرقہ اشعری کا ہوا اور اہلسنت تابع مذہب اشعری کے ہوئے چنانچہ قاضی ابو بکر باقلانے اور ابو اسحاق اسفرائنے علماء کبار نے مذہب اشعری کا قبول کیا لہذا اہلسنت کی بنیاد بلفظ اشاعرہ رکھی گئی اور صاحب شرح عقائد لکھتے ہین کہ مذہب سنت و الجماعت کی نجات ابو الحسن اشعری کی پیروی پر منحصر ہے اور ابو الحسن اشعری خاص مریدان معاویہ اور عثمان سے تھا اور یہی حال عبد اللہ ابن سبا کا تھا

کہ حضرت عثمان کی محبت کے سبب سے جناب امیر علیہ السلام کی خلافت مین نقصان رسانی اور رخنہ اندازی منظورِ نظر تھی اسی سبب سے جُہلا کو یہ بہکاتا پھرتا تھا کہ حضرت علیؑ کو تم خدا کہو اور حضرت علیؑ جب تمہارے اس کہنے کو سُنین گے تو شاید تمکو اسبات پر اپنے شیعون مین داخل کرلین گے اور مقصد اصلی اُسکا یہ تھا کہ اس بہانہ سے میرا اور میرے نصیری مریدون کا خلافتِ حضرت امیرؑ مین کچھ رسوخ ہوجاویگا تو پھر مین بہت سے بکھیڑے اور فساد پیدا کردونگا جب حضرت امیرؑ کے شیعون نے اسکی اور اُسکی مریدوان کی یہ جعلسازی اور کلماتِ کفر بکنے کی حقیقت حضرت امیرؑ سے عرض کی تو حضرت امیرؑ نے اپنے شیعون کی صلاح سے اُس ملعون کو گرفتار کرالیا اور تین روز قید مین رکھا جب قید سے اُسکو باہر نکالا تو پھر اُسسے دریافت کیا کہ اب تو کیا مذہب رکھتا ہے اُسنے وہی کلماتِ کفر اور شرک کے بیان کرنے شروع کیے تو حضرت امیرؑ نے اُسکو اُس واہیات بکنے پر بہت کچھ منع کیا اور جب نہ مانا تو حضرت نے اُسکو آگ مین جلوا دیا دیکھو اس بحث کو ہمارے مجتہد سیّد میرن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہُ نے کتاب حدیقہ سلطانی مین کیسا صاف لکھا ہے کہ چھٹا فرقہ کافرون مین سے غالی لوگ ہین جنکا سردار عبداللہ ابن سبا ہوا ہے اور انکو نصیری و سبائی و گروہ باطنیہ وغیرہ بھی کہتے ہین اور اُن کی چھوٹی چھوٹی شاخین بہت سی ہین اور حضرت امام رضا علیہ التحیة والثنا سے منقول ہے کہ غالی لوگ مطلق کافر ہین اور مفوضہ مشرک ہین اور ابن بابویہ قمی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ اعتقادیہ مین اسطرح ارقام فرمایا ہے کہ اعتقاد ہم شیعونکا غالیون اور مفوضہ کے حق مین یہ ہے کہ بخدائے عزوجل یہ لوگ کافرِ مطلق یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہین اور غالیون مین ایک فرقہ خلاجیہ ہے کہ وہ کشف اور اسمِ اعظم کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ بھی دعویٰ اُن لوگونکا ہے کہ جسوقت کوئی ولی خالص عارف اون کے مذہب مین مشہور ہوتا ہے تو معاذ اللہ وہ نبیؐ سے بھی افضل گنا جاتا ہے۔ اور شیعہ امامی اثنا عشری تو تہتر فرقون مین سے وہ ایک فرقہ ہین کہ جسکے ناجی ہونے پر اکثر احادیثِ نبوی شاہد ہین اور بہتر فرقے سب اُسکے مخالف ہین

اور اُن بہتر فرقون کو ہم سینو نمین ہی گنتے ہین اب دیکھو تم اپنی کتب صحاح کو اور صواعق محرقہ کو کہ اُسمین شیعون کی صفت مین یہ حدیثین لکھی ہوئی ہین قال رسول اللہ صلعم یا علی انت و شیعتك فی الجنة وقال رسول اللہ صلعم یا علی انت و شیعتك هم الفائزون یوم القیامة اور محی الدین بغوی نے تفسیر معالم التنزیل مین اسطرح لکھا ہی کہ صحیح یہ مذہب عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود و سلمان فارسی و ابو ذر غفاری و عمار ابن یاسر و انس بن مالک و ائمہ اہلبیت کا ہے اور منعقد ہوا ہے اوپر اُسکے مذہب شیعہ کا کہ وہ لوگ امامیہ ہین اور شارح مواقف و صاحب ملل و نحل نے لکھا ہے کہ شیعہ وہ لوگ ہین کہ مشائعت کرتے ہین علی کرم اللہ وجہہ کی اور کہتے ہین کہ وہ امام ہین بعد پیغمبر خدا کے بنص جلی یا خفی اور اعتقاد کرتے ہین کہ یہ امامت خارج نہین ہوئی اُنسے اور اولاد اونکی سے اور کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق مین جناب رسول خدا صلعم سے یہ حدیث ہے یا علی انت و شیعتك تردون الحوض یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اے علیؑ تم اور شیعہ تمہارے وارد ہونگے حوض کوثر پر اور کتاب اسعاف الراغبین مین ابن عباس سے یہ روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے ایک روز اسطرح فرمایا کہ میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین داخل ہونگے پوچھا جناب امیرؑ نے کہ یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہے پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اے علیؑ وہ تمہارے شیعہ ہین اور تم اُن کے امام ہوگے اور سورہ قصص مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علےٰ نبینا و علیہ السلام کی جو لوگ اتباع کرتے تھے وہ شیعہ کہلاتے تھے اور لفظ شیعہ کا بشان حضرت ابراہیم خلیل اللہ قرآن مجید کی سورہ صافات مین آیا ہے اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ اور کتاب نہایہ ابن اثیر مین یون لکھا ہے کہ لفظ شیعہ کا غالباً سمجھا جاتا ہے نسبت اُس فرقہ کے لوگون کی کہ جو لوگ زعم کرتے ہین اور دوستی رکھتے ہین ساتھ حضرت علیؑ اور اُن کی اہلبیت کے تا اینکہ بسبب کثرت شہرت کی ایک نام خاص ہوگیا پس جب کسی نے یہ کہا کہ فلان شیعہ تھا فوراً دل مین متبادر ہوتا ہے

کہ وہ شخص اُس فرقہ سے ہے جو حضرت علیؑ کا طرفدار ہے اور قاموس کی جلد دوم مین یہ لکھا ہے کہ شیعہ
وہ لوگ ہین جو کہ تولّا رکھتے ہین ساتھ حضرت علیؑ اور اونکی اولاد کی اور مشایعت و متابعت اُنکی
کرتے ہین اور تمہارے امام شافعی کے اشعار جو کہ کتاب صواعق محرقہ مین تحریر ہین اُنسے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ جو لوگ محبت جناب امیرؑ اور اونکی اہلبیتؑ سے رکھتے ہین اونکا لقب بسبب علاوت دیرینہ باطنی کے
اہلسنت رافضی مشہور کرتے ہین اور صاحب تشریح و تصریح و تنقیح نے اسطرح لکھا ہے من قال حب
علیؑ رفض فہو خارجی و کافر یعنی جو کوئی علیؑ کی دوستی کو رفض کہے پس وہ خارجی اور کافر ہے اور
اور منتخب اللغات کے باب الشین مع التا مین یہ لکھا ہے کہ شیعہ بالکسر اتباع و انصار و گروہ علیحدہ
در عُرف این اسم بر جمعی کہ دوست دارند علی ابن ابیطالبؑ و فرزندان اور او مشایعت و متابعت ایشان
کنند اور کتاب جامع الاصول مین یون لکھا ہے کہ پہلی صدی مین فقہار شیعہ مین امام محمد باقر علیہ السلام
تھے اور دوسری صدی کے اندر بادشاہون مین سے مامون رشید تھا اور فقہائے اہلسنت مین سے
شافعی اور حسن بن زیاد اور اصحاب ابو حنیفہ سے اشہب بن عبد العزیز اور اصحاب امام مالک تھے لیکن
اصحاب احمد بن حنبل اپنے تھے وہ اُس زمانہ مین مشہور۔ اور فقہائے امامیہ مین سے علیؑ بن موسےٰ رضاؑ
تھے اور یہان امام علی بن موسےٰ کو مجدّد مذہب امامیہ بھی لکھا ہے اور مفتی غلام سرور صاحب لاہوری
نے کتاب تاریخ گلزار شاہی چمن خلافت اسمٰعیلیہ مین اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ عبد اللہ بن سبا مجدّد فرقہ
اسمٰعیلیہ کا گزرا ہے اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ اُس سے علیحدہ ہے کسواسطے کہ وہ لوگ بارہ امام کے
قائل ہین اور مُلا حسین واعظ نے کتاب روضۃ الشہدا مین بعبارت فارسی یون لکھا ہے کہ عبد اللہ
بن عباس نزد جناب امام حسینؑ آمد و گفت کہ اے حسینؑ اگر البتہ میل سفر داری توجہ ولایت یمن کن
کہ مملکت عریض و عرصہ وسیع است و حصون و قلاع بسیار دارد و قبیلہ ہمدان تمام شیعہ پدر تو
و دیگر دوستداران و ہوا خواہان اہلبیتؑ در ان نواحی بیشمار اند اور صراح کے باب العین فصل الشین

مین یہ لکھا ہے شیعۃ الرجل بالکسر اتباع و الانصار مرد و ہوادر ان اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سر الشہادتین
مین مرقوم ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بیاسی شیعون کو ہمراہ لیکر ملک عراق کی طرف چلے
گئے اور شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ سب کرنا شیخین پر باعث کفر کا نہین ہے اب ناظرین
ذرا بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین کہ آیا شیعہ حق پر ہین یا سنّی جبکہ آیہ قرآنیہ و احادیث نبویہ کثیرہ سے شیعونکا
جنتی ہونا بلا تامل ثابت ہے تو پھر سنّی شیعون کو کس دلیل سے کافر بتلاتے ہین اور مثل حربا اور افعی کس لیے
قسم قسم کی رنگتین بدلتے ہین **قال المرتبلت فی الضلال** اوّل شیعہ مخلصین کہ وہ پیشوایان
اہل سنت و جماعت ہین اور انہون نے آداب حقوق آل عالی صفات و آداب حقوق اصحاب سراپا کرامات
و آداب حقوق ازواج مطہرات بخوبی ملحوظ خاطر رکھکر اپنے ایمانون کی محافظت کی اس فرقہ کے تمام افعال
و اعمال مطابق قرآن پاک کے ہین اسی سبب سے اسکو فرقہ اولا بھی کہتے ہین دوم شیعہ تفضیلیہ یہ فرقہ تمام
اصحاب با صفا پر حضرت علی کو ترجیح دیتا ہے سوم شیعہ سبیہ اس فرقہ کو تبرائی بھی کہتے ہین یہ فرقہ تمام
اصحاب کرام کو ظالم و غاصب و کافر و منافق جانتا ہے چہارم شیعہ غلات یہ فرقہ جناب امیر کی الوہیت
کا قائل ہے یہی اصل حقیقت مذہب شیعان پاک کے **یقول المتمسک بولایۃ الآل**
تمنے جو کچھ اس جگہہ لکھا ہے سب غلط ہے سنّی اگر شیعہ ہوتے تو پھر سنّی ہی کیون کہلاتے رات کو اگر
کوئی احمق دن کہنے لگے تو اسکی اس لچر پوچ اور واہی تباہی بکنے کو کون سنتا ہے برعکس نہند نام زنگی
کافور + کی مثل آپ ہی کے لیئے موزون ہے اگر کوئی ہندو اپنی زبان سے مسلمان ہونیکا دعوے کرے اور
بت پرستی وغیرہ سے باز نہ آوے تو اسکی ادعا کو ہم کب مان سکتے ہین اور شیعہ مخلص تو وہی لوگ ہین جو
کتاب اللہ اور اہلبیت سے متمسک کرتے ہین اور اصحاب مومنین موقنین سراپا کرامت مثل سلمان فارسی
وغیرہ اور ازواج نیکذات بابرکات مثل حضرت ام سلمہ وغیرہ ہی تھین انکو ہم بیشک نیک جانتے ہین
اور اصحاب منافقین و مرتدین اور ازواج بد امتزاج کینہ توز کو مثل یہودا اسخریوطی و زوجہ لوط و نوح

کے شمار کرتے ہین سو بھلا تم سنّی اس اعتقاد کو کیا جانو تمہارا تو یہ حال ہے کہ ہرگز کتاب اللہ اور اہلبیت
سے تمسک نہین کرتے بلکہ صریح مخالفت کرتے ہو اور جو کچھ کہ تمسک کرنیکے بدلے تمہارے پیشوایان دین
نے کتاب اللہ اور اہلبیتؑ کے ساتھ زیادتی اور سرکشی کی ہے اُسکو تم مثل فُضلۂ گربہ کے چھپانا اپنا دین و
ایمان جانتے ہو اور دیکھو تمہارے یزید پیر زادے کو ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور شیخ عبد القادر
جیلانی نے کتاب غنیۃ الطالبین مین امام العصر اور خلیفۂ برحق سُنّیونکا لکھا ہے اور امام غزالی یزید
پلید بن معاویہ علیہ ما یستحق کو قابل رحمت جانتے ہین اب ہمکو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ تمنے اپنے اِن بزرگون
کے چلن کو چھوڑ کر کیون دعویٰ زبانی شیعہ ہونیکا کیا اور اسپر بھی کچھ حاصل نہوا اور اسلام مین فرقہ
اہل سنت کو فرقہ اولیٰ تو کوئی ناواقف ہی کہتا ہوگا ہم تو کفر و نفاق مین البتہ تمہارے فرقے کو فرقۂ
اولیٰ کہتے ہین اور جو کہ تمہارے حضرت معاویہ اور اُن کے تابعین جناب امیر علیہ السلام کو سبّ و شتم
کیا کرتے تھے اسوجہ سے اونکے فرق کو سبّیہ اور خارجیہ بھی کہتے ہین اور تفضیلیہ اور غلّاتیہ بھی سنّیون
کے ہی بچے ہین شیعون کو اُنسے کیا نسبت تمنے شیعون مین اِن فرقونکو کیون لکھا ہے قال
المرتاب فی الضلال فرقہ مرتضیہ بادشاہ اسلام سے جنگ کرنیکو جائز جانتا ہے
شاید یہی مذہب بادشاہ ایران کا ہے کہ بمقابلہ حامی حرمین شریفین حضرت ظل اللہ سلطان روم کی
شاہ روس کے اپنا خاص و لیعہد بھیجکر زر و لشکر سے پوری پوری مدد کی تھی ناظرین اخبار جنگ روم و
روس کو یاد ہوگا یقول المتمسک بولائھا آل ہان خانصاحب تحقیق انیق کا تو آپ کی ذات پر
خاتمہ ہو گیا تنقیح و درایت سے تو آپ کو مطلق مس ہی نہیں ماشاء اللہ خاصہ اخباری مذہب معلوم ہوتا ہے
جس شخص کو یہ بھی معلوم نہو کہ سلاطین روم ایران کا کیا مذہب ہے وہ کسی کے مذہب پر کیا خاک اعتراض
کر سکتا ہے۔ مذہب معلوم اہل مذہب معلوم۔ اچھا کسی ناصبی متعصب اخبار نویس کی تحریر پر اعتبار کیا
خوب امداد شہنشاہ روس کا اتہام دیا۔ اگر اس قسم کے لغویات پر اہل نظر و مبصرین کے طعنہ زن ہونگا

اندیشہ نہوتا تو بحوالہ اخبارات وُہ کار زمانہ اس لغو اعتراض کے جواب مین لکھتا کہ تادمِ مرگ اِس تحریر
کی تلخی آپکی بان پر ہمیشہ محسوس رہتی مگر استغفر اللہ اپنا یہ شیوہ نہین۔ ہمنے بھی راجہ مرسان کی
ہان اُس زمانہ مین بیسیون اخبار دیکھے اور اُن کے ہان اکثر چھاپے خانونسے جنگ روم وروس کی
اخبار اور گزٹ چلے آتے تھے سو اُن اخبارونکی یہ کیفیت تھی کہ کسی مین تو کچھ لکھا ہوتا تھا اور کسی مین
کچھ پس ایسے اخبارونکا کیا اعتبار ہے بعضے اخباردن مین تو فرمانروائے ایران کی طرفسے سلطان
روم کی درپردہ مدد کرنا دیکھا گیا اور بعضون مین اُسکے مخالف اور قرین قیاس یہ بات ہے کہ حامیِ دین
مُبین دافعِ بدعات اہل کین حضرت ظلّ سبحانی خلیفۃ الرّحمانی جنابِ اقدس اعلیٰ ریا عاپرور سلطان
ابن سلطان خاقان ابنِ خاقان سیّد ناصر الدین شاہ قاچار خلد اللہ ملکہ نے دونون بادشاہونمین
سے کسی کی بھی مدد نہین کی اور اُنکو کیا غرض تھی کہ جو کسی کے بیچ مین بولتے اگر اُنکو جنگ کرنا منظور
ہوتا تو کیا وہ خود موتھرے بیٹھے خود ہی جنگ کر لیتے اور اُنکا مذہب تو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ مشہور ہے
اُنکو مرتضیہ تبلانا بجز آپ جیسے ہمہ عقل کل کے اور کسی کا کام نہین مرتضیہ تو شاید تمہارے متعصّب عالمگیر
بادشاہ ہندوستان کا مذہب ہوگا کہ جسنے ملکِ دکھن سے اپنے باپ شاہجہان اور اپنے بھائی دارا شکوہ پر
لشکر کشی کی تھی اور بعد فتح کر لینے ملک کے شاہجہان بادشاہ کو سخت قید مین مقید کر دیا تھا اور دارا شکوہ
بیچارہ کا سر تن سے قلم کر ڈالا تھا ذرا تم کتاب تاریخ گلزار شاہی کو تو دیکھو کہ اُسمین یہ قصّہ کس صفائی سے
لکھا ہوا ہے اور مومنانِ فارس تو وہ ہین کہ جنکی تعریف تمہاری تفسیر مدارک سے بخوبی ظاہر و باہر ہے
کہ حضرت رسولخدا صلعم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے دوش پر ہاتھ رکھکر اسطرح فرمایا کہ اے لوگو یہ
سلمانؓ وہ ہے اور اہل اسکے کہ اگر ایمان معلّق بثریا ہووے تو اُس حالت مین بھی ایرانی بھائیون کو
ایماندار پاؤگے انتقال المرتد فی الضلال ۲ بہتّر فرقون مین ایک فرقہ ناجیہ ملاکر کل
تہتّر فرقے ہوئے بموجب حدیث شریف ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنین وسبعین

ملۃ وستفرق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا ما ھی یا رسول اللہ قال الذین ھم علی ما انا اصحابی ترجمہ تحقیق بنی اسرائل بہتر فرقے ہوگئے اور میری امت مین تہتر فرقے ہونگے سب دوزخی ہون گے مگر ایک فرقہ پوچھا حضار نے کہ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا جسپر مین اور میری اصحاب **یقول المتمسک بولایۃ الآل** بہتر فرقے ہمارے نزدیک سب سنیون مین داخل ہین اور تہترواں فرقہ ناجی فرقہ شیعہ ہے جسکی نسبت اکثر احادیث نبوی شاہد ہین اور تمنے جو اس حدیث کو لکھا ہے سو اسمین اوّل تو تمنے بڑی تحریف کی ہے انا واھلبیتی کی جگہہ انا واصحابی لکھدیا ہے حضرت تو یہ فرماتے ہین کہ فرقہ ناجی وہ ہے جسپر مین ہون اور میری اہلبیتؑ اور تمنے اپنی خواہش نفسانی سے اہلبیتؑ کا نام مٹا کر اصحاب کا نام بنادیا سو تم جیسے جعلسازون کی فطرتین شیعان علیؑ کے ناخنون مین پڑی ہوئی ہین۔ جناب رسولخدا صلعم تو اصحاب کا لفظ بالاجمال اپنی زبان اقدس سے کاہے کو فرمانے لگے تھے کہ جنمین اکثر منافق وبدکار فجار وفساق موجود تھے چنانچہ قبل ازین ہم اکثر اصحاب کے فسق وفجور اور حشر کے روز اصحاب مرتدین کا حوض کوثر سے مقربان خدا کا نکال کر لیجانیکا ذکر کر چکے ہین دیکھو تمہارے مولوی عبدالعزیز صاحب دہلوی نے اپنے تحفہ مین اسی حدیث کے مطابق حدیث وصیت انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی کو کیسا صاف تسلیم کیا ہے اور دوسرے یہ ہے کہ اس جگہہ پر تمنے ہمارے کسی کتاب کا حوالہ بھی نہین دیا شاید تم اپنی کتب کے بھروسے پر مباحثہ کرنیکو بیٹھے ہو اور جو چاہتے ہو سو بیفائدہ لکھدیتے ہو اور قطع نظر اسکے اگر ہم اصحاب کا لفظ بھی مان لین تو بھی تمہارا مطلب حاصل نہین ہوسکتا اس لئے کہ اصحاب سے مراد اصحاب باصفا مومنین اتقیا ومخلصین بے ریا ہوگی نہ وہ اصحاب منافقین مرتدین فاسدین کہ جنکے حق مین آیہ تُرِیدُونَ عَرَضَ الدُّنْیَا نازل ہوئی ہے سو ایسے صحابہ کو ہم

کیونکر فرقہ ناجی مین شمار کر سکتے ہین ایسونکو تو ناجی جاننا تمہارا ہی کام ہے اور یہ تمکو ہی مبارک ہو
اسمین تو تمکو بھی کچھ شک و شبہ نہین بلکہ تمہارا خود ہی دعوے ہے کہ حضرت نے ایک فرقہ کو ناجی فرمایا
ہے اور سب فرقون کو ناری بتلایا ہے اب آپ اپنے یہان کی وہ حدیث ملاحظہ فرمایئے کہ جو تواترات
سے ہے جسمین چون وچرا کی گنجائش ہی نہین قال رسول اللہ صلعم مثل اہلبیتی کسفینۃ نوح
من رکبھا نجی ومن تخلف عنہا غرق وھوی یعنی اہلبیت میری مثل سفینہ نوح کے ہین جس نے اُنسے
تمسک کیا اُسنے نجات پائی اور جسنے اُنسے تخلف کیا وہ ناری ہے پس جبکہ منجملہ تہتر کے ایک فرقہ
ناجی قرار پا چکا ہے اور باقی سب بہتر کے بہتر ناری ٹھرائی گئے اور شناخت اُس فرقہ کی اپنی زبان
اقدس و اعلیٰ سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بتلا دی ہے کہ ناجی وہ فرقہ ہے کہ جسنے
اہلبیت سے تمسک کی ہے پس اگر تمہارے مزاج مین انصاف ہوتا تو تم خود ہی جان لیتے کہ کونسا فرقہ
اہلبیت رسول اللہ پر جان و مال کو تہ دل سے فدا کرتا ہے اور کونسا فرقہ یزید پلید اور معاویہ خاطی باغی
کا دم بھرتا ہے اور آپنے تو اعتقاداً اپنے ہم مشربونکو یہ ہدایت ہی کی ہے کہ یزید ملعون کو ملعون نہ کہنا
چاہیئے کیونکہ وہ آپکا مرشد زادہ بھی تو ہے لیکن ہمکو اگر افسوس ہے تو صرف اتنا ہے کہ آپ کی جانکاہیان
کچھ کام نہ آئین گے یزید وغیرہ بانیان جور و جفا انشاء اللہ تعالے سیدھے جہنم کے ہفتم طبقہ مین ضرور
بالضرور داخل کئے جائین گے اور حسبنا کتاب اللہ مخالف حدیث ثقلین متواتر بین الفریقین کو کون
کہتا ہے پس جو متمسک باہلبیت علیہم السلام ہین وہ شیعہ ہین باجماع اہل سنت و اہل تشیع کے اور
جو فقط حسبنا کتاب اللہ زبان سے کہتا ہے وہ اہل سنت ہین بالاجماع اور ناجی وہ فرقہ ہے جو متمسک
باہلبیت ہے پس بالبداہتہ یہ ثابت ہے کہ فرقہ شیعہ ناجی اور باقی فریق ناری ہین قال المرتبد

فی الضلال حدیث ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ

وھی الجماعۃ ترجمہ بہتر فرقہ دوزخ مین ہون گے اور ایک بہشت مین اور وہ جماعت ہے

یعنی سنت والجماعت چنانچہ مطابق اسی حدیث کے ایک روایت نہج البلاغت مین جو شیعون

کی بڑی مستند کتاب ہے جناب امیر سے منقول ہے الزموا السواد الاعظم فان ید اللّٰہ

علی الجماعۃ ترجمہ لازم پکڑو میدان بڑا پس تحقیق ہاتھ اللہ کا اوپر جماعت کے دیکھو جناب امیر

کے بھی قول سے فرقہ سنت وجماعت ہی کے ناجی ہونیکی بوجہ احسن تصدیق ہوتی ہے **نقول**

المتمسک بولایۃ الآل حدیث ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ و

ھی الجماعۃ الامامیۃ یعنی بہتر فرقے دوزخ مین ہون گے اور ایک بہشت مین

اور وہ جماعت شیعون کی ہے۔ سو تمنے اس حدیث کو دھوکہ دینے کی غرض سے پورا نہین لکھا

اور لفظ امامیہ کو اس حدیث مین سے ساقط کردیا ہے دیکھو تمہارے صاحب منتخب نے شیعونکی جماعت

کو صاف جماعت ہی لکھا ہے اور اسکی یہ عبارت ہے کہ شیعہ بالکسر اتباع وانصار و گروہ علیحدہ در

عرف این اسم بر جمعے کہ دوست دارند علی ابن ابیطالب و فرزندان او را و مشائعت و متابعت

ایشان کنند۔ اور ہمارے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام شیعون کے حق مین یہ حدیث فرماتے ہین

رحم اللہ شیعتنا انھم اوذوا فینا ولم نوذ فیھم یعنی خدا رحم کرے ہمارے شیعون پر کہ وہ آزار

اُٹھاتے ہین دشمنون سے ہماری محبت مین اور ہمین اپنے شیعون سے کسی نوع کی ایذا نہین پہنچتی

رضوا بنا ائمۃ و رضینا بھم شیعۃ ہمارے شیعہ راضی ہین ہمسے اور ہم بھی راضی ہین انسے

اور تمنے جو نہج البلاغت سے یہ نقل کیا ہے الزموا السواد الاعظم فان ید اللّٰہ علی الجماعۃ

یعنی لازم پکڑو میدان بڑا تحقیق ہاتھ اللہ کا اوپر جماعت کے ہے سو اس کلام معجز نظام جناب امیر

علیہ السلام سے تمہارا مقصد ہرگز حاصل نہین ہوسکتا اسلئے کہ یہ خطاب کرنا جناب امیرؑ کا خوارج

کی طرف ہے جو کہ بوقت خلافت جناب امیرؑ کے حضرت امیرؑ سے منحرف و روگردان ہوگئے تھے سو

حضرت نے اپنے شیعون کے جماعت کو بلقب سواد اعظم تعبیر فرمایا اور قوم خوارج سے یون

مخاطب ہوے کہ اے لوگو تم کیوں منحرف ہوتے ہو پکڑو تم میدان بڑا تحقیق ہاتھ اللہ کا اوپر جماعت کے ہے یعنی ہمارے شیعوں کے میدان اور جماعت مین صدق دل سے داخل ہو جاؤ تو تمہارے واسطے ہر طرح کی بہتری ہے ورنہ عذاب عظیم مین گرفتار ہو گے اب جاننا چاہیئے کہ جیسے حضرت امیر نے اپنے شیعون کو سواد اعظم تبلایا ہے اسیطرح جناب رسولخدا صلعم نے فقط ذات جناب علی مرتضے علیہ السلام کو بھی سواد اعظم بیان فرمایا تھا چنانچہ تفسیر کبیر و تفسیر کشاف وغیرہ مین اسکا ذکر موجود ہے اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ ہر ایک سواد اعظم کو برحق اور راہ ثواب پر بھی ہم نہین کہتے جسطرح سے کہ یہ سواد اعظم برحق اور راہ ثواب پر سمجھے گئے ہین اسکے خلاف حضرت امیر نے نہج البلاغتہ کے دوسرے خطبے مین معاویہ اور ہمراہیان معاویہ کو بھی سواد اعظم تبلایا ہے اور اپنے اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا تھا علیکم ھذا السواد الاعظم یعنی یہ سواد اعظم معاویہ اور تابعین اُسکے ہین پس تمپر واجب ہے کہ انکو قتل کرو پھر بھلا ہر سواد اعظم کی کسطرح تعریف ہو سکتی ہے اگر ہر سواد اعظم برحق اور راہ ثواب پر ہووے تو اس صورت مین معاذ اللہ منہا جماعت کثیر یزید ملعون و یزیدیان بداطوار و دیگر جماعت عظیم بادشاہان غیر اسلام بھی برحق اور راہ ثواب پر شمار کرنی پڑین گی اور خدا کی ہاتھ کا سایہ اگر اس قسم کی جماعتونکی نسبت خیال بھی کیا جائے تو بمقتضائے حمیت اسلام خیال کنندہ کا دین باطل ہے۔ اور قائل اسکا دائرہ اسلام سے خارج اور حزب یعنی گروہ مجانین و بہائم مین داخل ہے اور تمنے جو حدیث اول و ثانی سے کہ ماثور غالباً حدیث اول جناب رسالتمآب صلعم سے ہے اور ثانی حضرت امیر علیہ السلام سے استدلال اسپر کیا ہے کہ مراد جماعت سے اہل سنت و جماعت ہین اور یہ بالکل نافہمی تمہاری ہے اور موجب فضیحت ہے اہلسنت و جماعت کا اسلیئے کہ یہ لقب تمکو شروع عہد یزید پلید سے ملا ہے جب یہ لفظ بھی نہ تھی اس فرقہ خاص مین مستعمل کہ اسکے معنی اہلسنت و جماعت کے ہوتے اور اصلاح جدید پر حمل کرنا اطلاق و استعمال قدیم و سابق کا کام حمقا و مجانین کا ہے

قال المرتبک فی الضلال جامع الاخبار کے باب نہم مین ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ جسنے برا کہا میرے اصحاب کو پس تحقیق وہ کافر ہوگیا الحمد للہ کہ یہی اعتقاد ہے اہلسنت کا تمام اصحاب خیر الانام کے ساتھ **یقول المتمسک بولاء الآل** ہم بھی کہتے ہین کہ اصحاب مخلصین رسول اللہ کا برا کہنا البتہ کفر ہے مگر اصحاب منافقین ومرتدین وظالمان مفسدین پر لعن کرنا جائز ہے چنانچہ حضرت رسولخدا صلعم نے معاویہ وغیرہ پر خود لعنت فرمائی ہے اور تمہارے صواعق محرقہ مین اسکا بخوبی حال لکھا ہوا ہے اور اسیطرح جیش اسامہ سے تخلف کرنیوالونپر بھی حضرت نے لعنت کی ہے اور کتاب عقد ابن عبد الربہ مین لکھا ہے کہ حضرت امیر نے طلحہ پر جنگ جمل مین لعنت کی تھی سب سے زیادہ یہ قیامت برپا ہوئی ہی کہ آپ کی مادر نامہربان بی عائشہ نے بھی تو تمہارے حضرت عثمان پر لعنت کی ہی جیساکہ کتاب استیعاب مین ابن عبد البر مالکی سنی نے تحریر فرمایا ہے کہ قالت عائشۃ بحق عثمان لعن اللہ نعثلا وایضا قتل اللہ نعثلا وھکذا اقتلوا نعثلا فقد کفر اقتلو نعثلا الحاصل اب ہم تمسے پوچھتے ہین کہ جس حالت مین تمہاری مجتہدہ و مادر نامہربان لعن طعن کرنا حضرت عثمان پر روا جانتی تھین تو پھر تمہارا تمام اصحاب کے ساتھ نیک اعتقاد رکھنا کیونکر ثابت ہوگا اور شیعون کو اس امر مین کیون الزام دیتے ہو اسواسطے کہ پیروی کرنا اعمال خیر مین ام المومنین کے بیجا نہین ہے بلکہ اگر تم حضرت عثمان پر لعن نکرو تو شیعہ تمکو الزام دیسکتے ہین اور اگر بمقتضائے حدیث من سبّ صحابی کے کفر ام المومنین کا ظاہر ہو تو پس تمکو ضرور ہوا کہ ان دونون مین سے ایک کو کافر یا ایک کو ملعون کہو اور تمہاری تو دینیات کی کتابون مین معاذ اللہ منہا نیک بختونکی نسبت بھی سب وشتم تک کرنا لکھا ہوا ہے تاریخ ابو الفداء کو دیکھو کہ تمہارے حضرت معاویہ بعد خطبۂ جمعہ کے حضرت امیر علیہ السلام کی نسبت کیا کہا کرتے تھے اور صحیح بخاری اور تاریخ طبری پر نظر کرو کہ اسمین یہ لکھا ہے کہ سعد بن عبادہ جو رئیس ونقیب انصار کے تھے اُن کے

حضرت عمر نے فرمایا کہ قتل اللہ انہ منافق یعنی قتل کرے خدا اُس منافق کو اور اس تبرہ کو حضرت عمر کے صاحب تحفہ نے طعن سوم عثمان مین بھی نقل کیا ہی جسکا جی چاہے اسمین ملاحظہ کرے اور تاریخ بلادری اور طبری مین یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے محمد بن مسلمہ اور خالد بن ولید وغیرہ کو واسطے قتل کرنے سعد بن عبادہ کے بھیجا تھا اور وہ اُن کے تیرون سے قتل ہوئے اور مشکواۃ مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم واسطے عیادت سعد بن عبادہ کے تشریف لائے تھے اور سعد بن عبادہ کو علیل دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور ابن حجر نے اصابہ مین لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا نے سعد بن عبادہ کے حق مین یہ دعا کی اللھم اجعل صلوتک و رحمتک علے سعد بن عبادہ و آل سعد بن عبادہ پس واضح ہو کہ اس سے صریح کفر خلیفہ ثانی کا بخوبی ثابت ہی کیونکہ جب سب و شتم موجب کفر ہوا تو قتل کرنا بطریق اولیٰ موجب کفر ہوگا اب اسمین خواہ صحابہ صحابہ کو قتل کرین خواہ غیر صحابہ صحابہ کو قتل کرین کسواسطے کہ مقیس علیہ اسکا عام ہے پس جو حکم اس سے ماخوذ ہوگا وہ بھی عام ہوگا اور جب کہ تمہارے نزدیک بھی خلیفہ ثانی کافر ہوئے تو بنابر تمہارے اس عقیدہ کے کافر قطعی لعن جائز ہے پس ان پر بھی یقیناً لعن جائز ہوگا خانصاحب جہانتک آپسے مدح ہوسکے کیجیے مگر کچھ مفید نہین لمولفہ

تو قدح کر کے جناب امیر بیٹھا کر	کتابین مدح ثلاثہ مین خوب جیتا کر
ہمیشہ جھوٹی حکایات لکھ کے جیتا کر	گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر
وہ مستحق تھے جہان کے وہانپہ جا پہنچے	تو ایسا چیخ کہ اُن تک تیری صدا پہنچے

قال المرتبت فی الضلال

شیعون کے نزدیک متعہ سے بڑھکر کوئی عبادت نہین ہے اسلئے کہ ثواب اس عبادت کے بگمان شیعان پاک صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ سے بھی بہت زیادہ ہین اور اس بارے مین کتب معتبر شیعون مین بکثرت اقوال مختلفہ مرقوم ہین اول خلاصۃ المنہج کے شروع جزو پنجم مین یہ تفسیر آیہ کریمہ فما استمتعتم بہ منھن کے لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے

کہ جو شخص دنیا سے جاوے اور اُسنے متعہ کیا ہو وہ قیامت کے دن بدمنظر اور بدہیئت اوٹھیگا مانند
اُس آدمی کے کہ نکٹا ہو دوم اُسی کتاب مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی ایک بار متعہ کرے درجہ
حسینؑ کا پاوے اور جو دو بار متعہ کرے درجہ حسنؑ کا پاوے اور جو تین بار متعہ کرے درجہ علیؑ کا پاوے
اور جو چار بار متعہ کرے درجہ میرا پاوے پھر فرمایا جسدم فاعل و مفعول متعہ کر کے باہم بیٹھتے ہین اون پر
فرشتے نازل ہوتے ہین اور اُنکی پاسبانی کرتے ہین یہانتک کہ وہ اپنا جلسہ برخاست کرین اور جو کچھ کہ
باہم گفتگو کرتے ہین وہ کلمات تہلیل و تسبیح بنجاتے ہین اور جب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑین تمام گناہ
انگلیون کے پورون سے نکل پڑتے ہین اور جب ایک دوسرے کا بوسہ لین خدائیتعالے ہر بوسہ پر ثواب
حج اور عمرہ لکھدیتا ہے اور جب خلوت کرین تو ہر لذّت شہوت پر حسنات پاوین مانند کوہائے بلند کی اور
اور جب فارغ ہو کر غسل کیواسطے مشغول ہون خدائیتعالے فرشتون سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے ان
دونون بندون کو کہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ مین اُنکا پروردگار ہون گواہ ہو جاؤ کہ مین نے قطعی اُنکو
بخشدیا اور جو پانی کہ بالون سے ٹپکتا ہے ہر ایک بال پر نیکی لکھی جاتی ہے اور بُرائی دور کیجاتی ہے
اور دس درجہ بلند ہوتے ہین پس امیر المومنینؑ اوٹھے اور کہا یا رسول اللہ ایسے شخص کی جزا کیا ہے
فرمایا کہ جب مرد ممتع و عورت متموعہ غسل سے فارغ ہوتے ہین اُنہون کے ہر ایک قطرۂ آب غسل سے
اللہ تعالے فرشتے پیدا کرتا ہے اور وہ اُسکی تسبیح اور تقدیس کرتے ہین اور ثواب اُسکا فاعل و مفعول
کیواسطے قیامت تک ہوتا ہے سوم اُسی کتاب مین ہے کہ ایکدن رسول خدا اُٹھے اور بہت بڑا
خطبہ پڑھا بعد اُسکے فرمایا کہ اے آدمیون جانو کہ اسدم میرے پاس بھائی جبرئیل علیہ السلام ایک تحفہ
پروردگار سے لائے وہ متعہ ہے مومنہ عورات کا مجھسے پہلے یہ تحفہ کسی پیغمبر کو عطا نہین ہوا پھر فرمایا
کہ کوئی اہل مجلس سے ہے کہ میری مخالفت کر کے اسکو باطل کرے بسبب بغض کے میرے ساتھ پس مین
گواہی دیتا ہون کہ وہ اہل دوزخ سے ہے لعنت خدا کی اُسپر جو مخالفت میری کرے گویا اُسنے انکار نبوت

میری کا کیا اور جسنے انکار نبوت کا کیا اُسنے انکار خدا کا کیا وہ دوزخی ہے۔ اِس موضوعات بلا اصل سے مطلب شیعوں کا نسبت حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے مخالفت و منافقت کا ثابت کرنا ہے اور بروایات مستندہ صحاح ستہ اہلسنت کے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے بعد دینے اجازت تین روز کے جنگ اوطاس مین متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام فرمایا جسکو یہ حکم پہنچا عامل ہوا اور جسکو نہ پہنچا جاہل رہا چنانچہ لاعلمی کے سبب سے اکثر جگہون مین یہ امر شنیع شایع تھا جب زمانہ خلافت حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا پہنچا آپنے سُنا کہ بعض جگہہ رسم متعہ کی مروج ہے پس آپنے تہدیداً و تنبیہاً فرمایا کہ رسول برحق نے متعہ کو قطعی حرام کیا ہے جو کوئی آیندہ مرتکب اِس خباثت کا ہوگا تو مین اُسکو حدِ زنا مارونگا پھر آپنے بہت کچھ دلائل متعہ کے حرام ہونے پر بیان فرمائے وہ کتب صحیحہ اہل ایمان مین بکثرت مرقوم ہین جسکا جی چاہے دیکھ لو اور فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ کے لغوی معنی فائدہ گرفتن کے ہین اور اصطلاحی معنی وطی و دخول کے اور عورتوں سے متعہ کرنیکے نہین ہین اور شیعہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کے معنی عورتون سے متعہ کرنے کے لیتے ہین پس اسکے جواب مین ہم اِس آیت شریف کو پیش کرتے ہین قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ترجمہ جو لوگ کہ وہ واسطے اپنے شرمگاہون کی حفاظت کرنے والے مگر اپنی بیبیون یا وہ چیز کہ ملکیت ہو اون کے ہاتھون کی غیر ملامت کے گئے پس جسنے زیادتی کی یعنی سوائے زوجہ اور مملوکہ زرخرید کی عورت سے صحبت کی پس وہ لوگ حد سے گزرنے والے ہین شیعونکو چاہیئے کہ اِس آیت کو ناسخ آیہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کا سمجھین **بقول المتمسک بولایۃ الال** صوم و صلوۃ اور حج و زکوۃ سے تو ہر ایک شیعی نہ متعہ کا ثواب جانتے ہین اور نہ نکاح کا کرنا بمنزلہ فرض کے مانتے ہین مگر یہ چارون امر بحکم خداوند عالم و بموجب حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اپنے مواقع پر تا قیام قیامت

ویسی ہی وقعت رکھتے ہین جیسے کہ آیۂ متعہ اور جو روایت کہ تمنے تفسیر خلاصۃ المنہج سے نقل کی ہی
اوّل تو اسمین تمنے یہ تحریف کی ہے کہ مثل کے لفظ کو روایت سے بالکل ساقط کردیا ہے دیکھو اسمین
مثل کا لفظ موجود ہے کہ جو کوئی ایک مرتبہ متعہ کرے اُسکا درجہ مثل درجہ امام حسین علیہ السلام کے
ہوتا ہے سو ایسی مثال دینے پر تمہارا اعتراض کرنا محض بے فائدہ ہے اسلیئے کہ اکثر مثال بڑی چیز
سے چھوٹی چیز کو اور چھوٹی چیز سے بڑی چیز کو دیا کرتے ہین جیسے آسمان کو گردش کی وجہ سے چکّی کی
مانند کہدیتے ہین حالانکہ آسمان کرۂ زمین سے بھی کہین بلند اور کلان ہے اور چکّی اُسکی مقابلہ
مین ایک نہایت ہی مختصر چیز ہے اور تمہاری صحاح ستہ مین تو ایک حدیث اسطرح پر وارد ہوئی ہے کہ
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت کے لوگ مثل انبیاء بنی اسرائیل موسیٰ اور
عیسےٰ کے پیدا ہونگے سو تم اپنے ہان کی روایات پر تو نظر نہین کرتے اور شیعون پر طرح طرح کے طعن
کرتے ہو ہم تمسے پوچھتے ہین کہ انبیاء بنی اسرائیل کے برابر اس وقت کے مسلمانون مین سے کونسا آدمی
ہے اُسکو ذرا ہمکو بھی تو دکھلایئے تمہارے مولوی عبد العزیز صاحب تو اپنے تحفہ مین یہ لکھتے ہین کہ
نزد اہلسنّت عصمت خاصہ انبیاء است صحابہ را معصوم نمے دانند اسّی بخوبی معلوم ہو گیا کہ کسی
ادنیٰ چیز کو کسی اعلیٰ چیز سے اگر مجازاً کچھ نسبت اور مثال دیجاوے تو وہ ادنیٰ چیز درحقیقت اعلیٰ
چیز کے برابر نہو جاویگی چراغ روشنی کے سبب سے ماہتاب نہین ہو جاتا ذرّہ کہین چمک کر آفتاب
نہین بن جاتا پھر بھلا کیونکر متعہ کرنیوالیکا مرتبہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے برابر ہو سکتا ہی
اور خلاصۃ المنہج مین جو مثل کا لفظ آیا ہے سو مستحبات مین اکثر موقعون پر تمثیلاً واقع ہوا ہے اسمین

کتب اہلسنت مین یون دیکھا گیا ہے کہ جو عورت بیوہ ہو اور خواہش زیادہ رکھتی ہو دوسرے شوہر
کرنے کی تو اگر برادری کے لحاظ سے اور عقد نہ کرے گی تو وہ روز قیامت کو نہایت بدہیبت اور سیاہ
رو اوٹھے گی اور اگر عقد کریگی تو اُسکو بڑے بڑے درجہ ملین گے اور شہیدون او غازیون کا ہی اسکو ثواب ملیگا۔ ۱۲۔

کیا محل اعتراض ہے نکاح کی بھی تو فضیلت مین اکثر اسی قسم کی روایات وارد ہین کہ نکاح کرنیوالے
شخص کا مرتبہ مثل مرتبے شہیدون اور غازیون کے ہی اور متعہ کی حلت تو قرآن مجید سے بخوبی
ظاہر ہے تمہارے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے دیکھو جزو خامس سورہ نسار کو کہ خدا یتعالے حکم متعہ
کرنیکا فرماتا ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ترجمہ پس جو متعہ کیا تمنے
ساتھ اُن کے اُن عورتون مین سے پس دو تم انکو مہر انکا جو کہ مقرر کیا گیا ہے سو تمہارے قاضی
بیضاوی اور فخر الدین رازی و علامہ زمخشری او رصاحب مدارک اور فاضل نیشاپوری وغیرہ نے
اپنی اپنی تفاسیر مین لکھا ہے کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی ہے علاوہ اسکے تمہارے امام مالک
عورتون سے متعہ کرنیکی بخوبی قائل ہوئے ہین اور انکا یہی مذہب ہے کہ متعہ تا قیام قیامت حلال ہے
چنانچہ صاحب ہدایہ اور شارح مقاصد نے بھی اس قول کو نقل کیا ہے اور عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ
ابن مسعود اور ابی بن کعب ان کے قرأت مین اِلیٰ اَجَلٍ مُّسَمًّی بھی وارد ہے جیسا کہ فخر الدین رازی
نے تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ یہ آیت اصل مین اسطرح سے تھی کہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی
فاتوھن اجورھن فریضۃ یعنی پس وہ عورتین کہ متعہ کیا ہے تمنے ساتھ اُن کی ایک مدت
تک پس دو تم اُن کو اجورہ انکا یعنی مہر کا دینا فرض ہے پس جبوقت مدت معین کا ذکر اس آیت مین
ہوا تو سوائے متعہ کے اور کچھ مراد نہین ہو سکتا اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر درمنثور مین یہ لکھا ہے کہ
فرمایا حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام نے اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا تو سوائے شقی کے اور کوئی
زنا نہ کرتا اور کتاب مسند احمد بن حنبل مین عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نازل ہوا مسئلہ
متعہ کا کتاب خدا مین اور اسکے بعد کوئی ایسی آیت نازل نہین ہوئی جو ناسخ اسکی ہو اور ہم کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ کرنیکا حکم کیا ہے اور ہم نے حضرت کے زمانہ مین متعہ کیا
اور اس کے بعد حضرت نے انتقال فرمایا اور متعہ سے نہی نہین کی اور صحیح ترمذی مین اسطرح لکھا ہے کہ

عبد اللہ ابن عمر سے ایک شخص شامی نے پوچھا کہ متعہ النسا کے باب مین تم کیا کہتے ہو پس کہا عبد اللہ نے کہ حلال ہے سائل نے یہ جواب سُنکر اسطرح اعتراض کیا کہ تمہارے باپ نے تو اسکو منع کیا ہے اور تم اسکو حلال کہتے ہو پھر عبد اللہ نے کہا کہ میرے باپ نے نہی کی ہے اور حضرت رسولخدا نے امر کیا ہے پس مین بسبب گفتہ پدر کے ترک فرمان رسولخدا نکرونگا اور صحیح مسلم اور جمع بین الصحیحین مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے اور وہ یون فرماتے ہین کہ ہم رسولخدا کے زمانہ مین اور حضرت ابوبکر و عمر کے خلافت کے زمانہ مین متعہ کیا کرتے تھے یہانتک کہ حضرت عمر نے عمر بن الحریث کو جسوقت اُسنے متعہ کیا تھا منع کیا اور سورہ بقر مین خدا تعالےٰ فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا جس سے یہ ثابت ہوا کہ آیات کے منسوخ کرنیکا اختیار سوائے خدا کے اور کسیکو نہین ہے اور کتاب تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے کہ متعہ عہد رسول اللہ اور عہد ابوبکر مین حلال تھا اور نووی شرح صحیح مسلم کی جلد اوّل مین عمران بن حصین سے یہ روایت لکھی ہے کہ رسول خدا صلعم نے متعہ کو تاحیات خود حرام نہ کیا اور نہ کوئی قرآن شریف مین آیت ناسخ آیہ متعہ کے نازل ہوئی اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ حضرت عمر برسر منبر یہ کہتے تھے کہ متعہ النساء اور متعہ الحج دونون عہد رسول اللہ مین حلال تھے اور اب مین اُنکو حرام کرتا ہون اور کتاب شرح مقاصد مین تین چیز کی نسبت لکھا ہوا ہے کہ حضرت عمر نے بالائے منبر یون بیان کیا کہ اے لوگو تین چیزین عہد رسول اللہ مین حلال تھین مین اُنکو حرام کرتا ہون ایک متعہ النسا دوسرا متعہ الحج تیسرے حی علی خیر العمل اذان مین کہنا اور جو میرے اس حکم نہ مانیگا اُسپر مین عذاب کرونگا اور جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہے کہ اول عمر وہ ہین کہ جنہون نے متعہ کو حرام کیا اور کتاب نووی مین لکھا ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت علیؑ سے درباب متعہ کے موضع عسقلان مین گفتگو ہوئی حضرت عثمان متعہ کو حرام کہتے تھے اور حضرت علیؑ متعہ کو حلال کہتے تھے

اور یہ بیان کرتے تھے کہ مین نے خود حضرت رسولخدا صلعم کے حکم سے بحالت خوفناکی کے متعہ کیا ہی
اور اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عباس فتوی دیتے تھے حلت متعہ کا اور ابن زبیر
متعہ کو حرام کہتے تھے راوی نے ذکر کیا اس اختلاف کو حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے سو
جابر بن عبداللہ نے جواب دیا کہ متعہ کرنا حلال ہے اور خود متعہ کیا ہے مین نے حضرت رسولخدا صلعم
کے حکم سے اور اردو شرح وقایہ کی دوسرے حصّہ مین لکھا ہے کہ فقہاے مکّہ نے فتویٰ دیا حلت
متعہ کا اور ابن عباس بھی مباح ہونے متعہ کے قائل ہوئے ہین اور کتاب قسطلانی مین لکھا ہی
کہ حدیث حرمت متعہ کو راویون نے باختلاف غزوات بیان کیا ہے اور تحقیق محدثین معتبرین
سے حرمت متعہ کی غزوہ خیبر و سنہ فتح مکّہ و سفر تبوک مین محض غلط ہے اور یہ جو تمنے لکھا ہی کہ تین
روز کے واسطے حضرت نے متعہ کو حلال کیا اور پھر جنگ اوطاس مین اُسکو حرام کردیا سو یہ لکھنا تمہارا
بالکل فضول ہے اسلئے کہ کبھی احکام محدود نہین ہوتی اور تین چار روز کے واسطے معیّن نہین
ہوتی تا وقتیکہ پہلے حکم کا کوئی ناسخ نازل نہوا ہووے اور دیکھو تمہاری کتاب عجائب القصص
کی جلد دوم مین تو یون لکھا ہے کہ متعہ حلال تھا اوّل اسلام مین غزوہ خیبر تک پس حرام کیا گیا اس
غزوہ مین بعد ازان مباح کیا گیا فتح مکّہ مین کہ مراد اُس سے یوم اوطاس ہے اور فخر الدین رازی
نے لکھا ہے کہ اکثر روایات ایسی ہین جو اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے حجۃ الوداع مین یا بروز فتح مکّہ متعہ کو مباح کیا تھا حالانکہ یہ دونون روز فتح خیبر کے بعد ہین
پس جبکہ ان دونون مین متعہ کا مباح ہونا ثابت ہوا تو بروز فتح خیبر حرام ہونا بیکار ہے اور صحیح
صحیح تو بات تو یہ ہے کہ کسی وقت مین حضرت نے متعہ کو حرام نہین فرمایا اور یہ جو تمنے لکھا ہی کہ متعہ
کی آیت آیۂ اِلّا علیٰ ازواجھم سے منسوخ ہے سو عورت ممتوعہ بھی تو ازواج مین داخل ہے جیسا
کہ ہم ثابت کر چکے اور تمنے یہ نہ دیکھا کہ یہ آیت مکّی ہے اور قبل ہجرت کے نازل ہوئی ہے اور سورۂ معارج

اور سورۂ مومنون جنمین یہ آیت موصوف مسطور ہے دونون مکی ہین اور متعہ کی آیت مدنی ہے
جو سورۂ نسا مین شہر مدینہ بعد ہجرت نازل ہوئی ہے پھر کیونکر پہلی آیت پچھلی آیت کو منسوخ
کر سکتی ہے اگر متعہ کی آیت پہلے نازل ہوتی اور اُسکے بعد کوئی آیت اُسکے تنسیخ کی نازل ہوئی
ہوتی تو البتہ ہم تسلیم کر لیتے اور یہ عجیب اور طرفہ ماجرا ہے کہ جس شے کا ایک وقت وجود نہوا اُسکی نسبت
فنا بود کرنیکا اعلان دیا جاے اسپر آپ کو قرآن خوانی اور تفسیر دانی اور محافظت فرقانی کا دعویٰ ہی
کیسنے سچ کہا ہے ؎ چتلے ہین جتنے سانپ وہ ڈستے کبھی نہین۔ بادل جو ہین گرجتے برستے
کبھی نہین۔ اور اقوال مختلفہ کا جو تمنے ذکر کیا ہے اور راویون کیطرف منسوب کیا ہی کہ راویون کی
طرف سے انمین اختلاف واقع ہوا ہے سو اس سے زیادہ بلکہ بدرجہ اولیٰ سنی صاحبون کی خاص
ائمہ اربعہ کے مسائل و اقوال مین اختلاف پایا جاتا ہے پھر شیعونپر تمہارا طعن کرنا خالی از حماقت نہین
اور جسکو مشرح اور مفصل بحث متعہ کا دیکھنا منظور ہو تو وہ کتاب ضربتِ حیدریہ کو ملاحظہ کرے
اُسکے دیکھنے سے منکر کی پوری پوری تسلی اور تشفی ہو جاتی ہے اور جاے دم زدن باقی نہین رہتا
قال المرتاب فی الضلال شیعون کے نزدیک تقیہ کرنا ایک ضروریات دین سے ہی
یقول المتمسک بولایۃ الآل البتہ شیعون کے نزدیک تقیہ کرنا اپنے موقع اور محل پر
ایک ضروریات دین مین شمار کیا گیا ہے اور دلیلین ہمارے اسکے صحیح ہونے پر یہ ہین اول
آیت قال اللہ تعالیٰ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰىةً پس بیضاوی
نے اسکی تفسیر مین لکھا ہے کہ کفار سے دوستی کرنی جائز نہین ہے اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰىةً
مگر یہ کہ خوف کرو تم اُنسے کہ تقیہ کے لباس مین دوستی کو ظاہر کرو۔ اور یعقوب ظاہری کی نسبت ابین
لکھا ہے کہ اُس نے تقاۃ کو تقیۃ ہی پڑھا ہے اور بخاری نے کتاب الاکراہ مین تقاۃ کے معنی تقیۃ

کے لکھے ہین اور فتح الباری مین بھی تقیہ لکھا ہوا ہے اور دوسری دلیل ہماری قال اللہ تعالی
مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی جو شخص کفر
کرے ساتھ خدا کے بعد ایمان کے مگر وہ شخص کہ جبر کیا جاوے اور دل اسکا مطمئن ہو ساتھ ایمان
کے سو بیضاوی نے اسکی تفسیر مین بھی لکھا ہے کہ یہ آیہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے باب مین
نازل ہوا ہی جسوقت مین کہ کفار نے ازراہ زبردستی کے حضرت عمارؓ سے کفر کے کلمہ کہلوائے تو انہون
نے اپنی زبان ہی کہے اور لوگون نے حضرت رسولخدا صلعم سے کہا کہ عمار بن یاسر کافر ہو گیا اور اسنے
کفر کی باتین کہین تو یہ سنکر حضرت رسالت مآب نے فرمایا کہ عمار بن یاسر سر سے قدم تک ایمان سی
پُر ہو رہا ہے اور حضرت عمار جب کفار کے نرغہ سے چھوٹکر پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
سامنے آئے تو بہت سا رونے لگے اُسوقت آنحضرت صلعم نے عمار سے فرمایا کہ رو نہین اگر تجھ سے
پھر وہ کافر کہلاوین تو پھر کہہ لینا اور ایسا ہے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بھی لکھا ہے اور تیسری
دلیل ہماری یہ ہے کہ بیضاوی نے آیہ وَلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنَ کی تفسیر مین حضرت
موسیٰ کی نسبت یون لکھا ہے فانہ علیہ السلام کان یعاشرہم بالتقیۃ یعنی پس وہ موسیٰ تھا کہ
زندگانی کرتا تھا اونمین ساتھ تقیہ کے دلیل چوتھی قال اللہ تعالی لَاتُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ
یعنی نہ ڈالو تم اپنے ہاتھون کو طرف ہلاکت کی اور ترک تقیہ بعض اوقات موجب قتل کا ہوتا ہی اسسے
معلوم ہوا کہ محل خوف ہلاکت مین تقیہ کرنا واجب ہے دلیل پانچوین صحیح بخاری مین لکھا ہی قال
الحسن التقیۃ الی یوم القیمۃ یعنی کہا حسن بصری نے کہ تقیہ قیامت تک ہے اور فتح الباری شرح صحیح بخاری
مین ایک روایت اسطرح مرقوم ہے کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے جناب رسولخدا صلوات اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر جسوقت تجھکو لوگ مسجد سے نکالا ... گے تو اُسوقت پر تو کیا
کریگا ابوذر نے عرض کیا کہ مین اون لوگون کو تلوار سے مارونگا پس حضرت رسالت مآب نے ابوذر سے

کہا کہ خبردار ہو کہ مین تجھکو رہنمائی کرتا ہون اُسپر کہ وہ بہتر ہے واسطے تیرے اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ وہ
تجھسے کہین اوسکو سُن اور اُسکی فرمانبرداری کر اور جسطرف وہ تجھکو کھینچین تو اسطرف کو رجوع کر اور
تقیہ کا پابند رہ اور جو کچھ وہ تجھسے کہلوائین وہ کہہ ڈال اور قاضی نے شرح شفار مین لکھا ہے کہ تقیہ اور
خوف کے موقع پر جو کلام کیا جائے وہ ایسا ہونا چاہیے کہ جس سے قائل قتل نہ کیا جائے اور حضرت ابراہیم
علیٰ نبینا علیہ السلام کی زوجہ کے مقدمہ مین یہ تحریر کیا ہے کہ اُسکو ابراہیم نے اپنی خواہر کہا تھا اگر وہ
زوجہ کہدیتے تو وہ بادشاہ اُنکو قتل کرڈالتا اور صحیح ترمذی کی جلد دوم مین یہ روایت لکھی ہے کہ
بروز قیامت سب سے پہلے اُمت حضرت ابراہیم کے پاس بامید شفاعت آویگی اور ابراہیم اُنسے فرمائینگے
کہ جاؤ مجھسے کچھ نہین ہوسکتا کیونکہ مین نے تین بار جھوٹ بولا ہے اور حضرت سید المرسلین صلواۃ اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولنا حضرت ابراہیم پر بحکم شرع جائز تھا اور بخاری مین لکھا ہے کہ
مقداد سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر مومن اپنے ایمان کو قوم کفار سے پوشیدہ کرے پس وہ بہترین ایمان
ہے جیسا کہ تم مکہ مین اخفا کرتے تھے اور صحیح مسلم کی جلد اوّل مین حضرت حذیفہؓ سے یون مروی ہے کہ
ایکمرتبہ مین ہمرکاب جناب رسالتمآب کے تھا آنحضرت نے فرمایا کہ پوشیدہ کرو اپنے اسلام کو پس کہا مین نے
یا حضرت آپ خوف کرتے ہین حالانکہ ہم لوگ چھ سو سات سو قبیلے رکھتے ہین پس آنحضرت نے فرمایا کہ تم
نہین جانتے کیا عجب ہے کہ بعض موقع پر تمکو دشمنون مین جانیکا اتفاق ہو اور جب ایسا موقع پیش آئے
تو لازم ہے کہ نماز کو باہستگی پڑھو اور قسطلانی نے اپنا مذہب لکھا ہے کہ دروغ بولنا بحالت ضرر نفس جائز
ہے اور سعدی شیرازی مذہب اہلجماعت کی اس فقرہ پر بنا قرار دیتے ہین کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از
راستی فتنہ انگیز۔ اور تفسیر کبیر مین فخر الدین رازی نے یون لکھا ہے کہ تقیہ جائز ہے واسطے نگاہ رکھنے
نفس کے اور جائز ہے واسطے نگاہ رکھنے مال کے اور احتمال رکھتا ہے کہ ہوئے حکم اسمین ساتھ جواز
کے بباعث فرمانے جناب رسولخدا کے کہ حرمت مال مومن کی مثل حرمت خون اُسکے کے ہے انتہیٰ۔

اب اگر تم اس بحث میں یہ اعتراض کرو کہ انبیاء علیہم السلام کا تقیہ کرنا کسطرح پر درست ہو سکتا ہے
اسلیئے کہ تبلیغ احکام اُن کے ذمّہ لازم تھے اور اونکے نائبون پر بھی یہ ہی بات قرار دینی چاہیے
سو اسکا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر احکام خدا خلائق کو پہنچانے مین البتہ تقیہ درست نہین ہوتا ہے
مگر جسوقت کہ احکام خدا خلائق کو بخوبی پہنچا چکے اور امر حق کما حقہ ظاہر و باہر ہو چکا اور پھر کفّار نے اسپر بھی
تکالیف شدید اور آزار قوی اُنکو پہنچانا چاہا اور انبیاء علیہم السلام کو علم نبوّت اور قرینہ سے کفّار کا
حال فاسد بخوبی معلوم ہو گیا تو اُسوقت مین البتہ انبیاء علیہم السلام کو تقیہ کرنا درست ہوا جیسا کہ
اکثر کتب اہلسنت مین مذکور ہے مثلاً اسجگہہ سے ہجرت کی یا کہ کفار نابکار کے کلام شقاوت اور
شرارت کی سُنکر خاموش ہو گئے یا کوئی کلمہ اپنی زبانِ مبارک سے ذو معنی بظاہر ایسا صلح کا کہدیا
جس سے وہ لوگ شرارت اور فتنہ فساد کرنا موقوف رکھین اور امام تو پیغمبر کے اون احکام کے جاری
کرنیوالے ہوتے ہین کہ جو لوگونکو معلوم نہین ہین سو اُن احکام مین امام بھی تقیہ نہین کرتے اسلیے
کہ اُن احکام کا جاری کرنا اونہین پر منحصر ہے اور جو ائمہ تقیہ کرتے ہین تو اُن احکام مین تقیہ کرتے
ہین کہ جو لوگون کو پہلے سے پہنچ گئی ہین اور مخالفین کی جانب سے مظنہ صحیح آزار پہنچانیکا ہوا ہے تو
وہ احکام اُن کی مرضی کے موافق تقیہ سے بیان کر دیئے اور تبلیغ جن احکام کی اُنپر فرض ہے
اُسمین تو وہ بھی مثل انبیاء کے تقیہ نہین کرتے اور امر حق ظاہر کرنے مین کسی مخالف کا خوف دل مین
نہین لائے اور بعضے مقام پر جو ایسا ہوا ہے کہ اگر کسی امر مین باپ نے احکام حق خلائق کو بخوبی سُنا دیئے
تو بیٹے نے اگر مناسب اور موافق مصلحت کے سمجھا اور مخالفین کے فساد اور اختلاف کے سبب سے
تقیہ کیا تو اُسمین کچھ حرج نہین ہوا اسلئے کہ وہ احکام حق جو باپ سے بخوبی ظاہر ہو چکے تھے اونکا پھر
اعادہ کرنا بیٹے پر کچھ امر ضروری نہ تھا **قال المرتبک فی الضلال** کوئی شبہ نہین ہے
کہ علماء اربعہ اہلسنّت کے مقلد افعال و معتقد اقوال ائمہ ہدیٰ کے ہین چنانچہ معتبر کتب شیعہ اسپر گواہ

ہین کر ابی حنیفہ تلمیذ حضرت امام جعفر صادق کا ہی اور احمد حنبل تلمیذ شافعی کا اور شافعی تلمیذ محمد ابن الحسن کا اور محمد ابن الحسن تلمیذ ابی حنیفہ کا اور مالک تلمیذ جعفر بن محمد کا ہی **یقول المتمسک بولایۃ الال**

خانصاحب آپکا شکّی مزاج ہونا حضرت عمر کے مقابلہ مین توپ رسکلہ رکھنے کی دلیل ہے آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جب پیغمبر آخر الزمان نے صفحۂ دنیا پر توحید کا ڈنکہ بجوا دیا اور بڑے بڑے سرکشون نے اُس احدیکتا کا کلمہ پڑھوا دیا اُس نبی برحق کی نسبت بھی تو ہنگام صلح کفار مکہ کے حضرت عمر کو جناب رسالتمآب کی نبوت مین شک پڑ گیا تھا اور حضرت عمر نے ہر چند اس نفاق کو ضبط کرنا چاہا لیکن ضبط نفرما سکے آخر کار کہا ہی کہا کہ یا حضرت جسقدر آجکے روز مجھکو آپ کی نبوت مین شک ہوا ہے اس سے پہلے اس درجہ کا شک نہوا تھا حالانکہ جناب محمد مصطفےٰ کی نبوت مین شک لانا عین ذات واحد یکتا کا انکار ہے بہرکیف آپکا مشتبہ ہونا امر ضروری ہے ورنہ حضرت عمر کے مخالفین مین مجبوراً آپکو شمار کرنا پڑیگا اور ہمکو ہمیشہ سے یقین کامل ہے کہ تمہارے علمار اربعہ ہرگز ہرگز مقلد افعال و معتقد اقوال ائمہ ہدار علیہم السلام کے نہین ہین اگر وہ اُن کے مقلد اور معتقد ہوتے تو اُن کے احکام شرعیہ کو غلط نہ جانتے اور نہ اُن کے خلاف فتوی جاری کرتے دیکھو تمہارے ملا جامی نے اپنے نفحات الانس مین علار الدولہ سمنانی صوفی کے حال مین لکھا ہے کہ علار الدولہ نے یہ بیان کیا کہ گوشت خرگوش کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حرام جانا ہے سو مین بھی اسی پر ہیز کرتا ہون اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک گوشت خرگوش کا کھانا صحیح اور حلال ہے مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اور تمہارے ابو حنیفہ کے نزدیک پیر کا مسح کرنا ناجائز ہے اور ہمارے ائمہ ہدار علیہم السلام کے نزدیک بہت صحیح اور درست ہے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ مسح پا مذہب عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود و ائمہ اہلبیت کا ہے اور منعقد ہوا ہے اسپر مذہب شیعہ کا کہ وہ امامیہ ہین اور بھی علاوہ اسکے ہزار ہا

مسائل مین تمہاری ائمہ اربعہ نے ہماری ائمہ ہدا علیہم السلام کی صریح مخالفت کی ہے اور تمہاری سب کتابین تمہارے ابو حنیفہ وغیرہ کے فتوؤن سے بھری ہوئی ہین بھلا کسی اپنی معتبر کتاب مین ایک آدھ ہی ایسا مسئلہ دکھلا دیجیے کہ جسمین حضرات اہلسنّت نے ابو حنیفہ وغیرہ کو چھوڑ کر کسی امام معصوم علیہ السلام کا اتباع کیا ہو کتاب جامع الاصول مین تو صاف لکھا ہے کہ پہلی صدی مین فقہائے شیعہ مین امام محمد باقر علیہ السلام تھے اور دوسری صدی مین حضرت امام رضا علیہ السلام تھے اور فقہائے اہلسنّت سے شافعی اور حسن بن زیاد اور اصحاب ابو حنیفہ سے اشہب بن عبد العزیز وغیرہ تھے اور کتاب منہاج السنۃ مین یون لکھا ہے توفی الصادق سنۃ ثمان واربعین ومائتین وتوفی ابو حنیفہ سنہ خمسین ومائۃ یعنی وفات پائی حضرت صادق علیہ السلام نے سال ہشت وچہل ودو صد مین اور فوت ہوئے ابو حنیفہ سال پنجاہ ویکصد مین اور قطع نظر اسکے ہمنے مانا ابو حنیفہ حضرت صادق علیہ السلام کے زمانہ مین ہی موجود تھے مگر ابو حنیفہ کی مخالفت کرنا حضرت صادق علیہ السلام سے تو تمہاری دمیری شافعی نے ہی کتاب حیواۃ الحیوان مین اسطرح لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین ایک مرتبہ منیٰ مین ایک حجام کے پاس سر کے بال ترشوانے کیواسطے گیا تھا سو اُس حجام نے مجھسے کہا کہ رو بقبلہ بیٹھو اور بسم اللّٰہ کہو پس سیکھین مین نے اُس حجام سے تین خصلتین کہ نہین جانتا تھا مین اُنکو پھر کہا مین نے اُس سے کہ تو غلام ہے یا کہ آزاد اُسنے کہا مین غلام ہون پھر کہا مین نے اُس سے تو کسکا غلام ہے اُسنے کہا مین غلام امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہون پھر گیا مین وہانسے حضرت صادق علیہ السلام کے مکان پر اور اطلاع کرائی مین نے اپنے اندر جانیکی پس آنحضرت کی طرفسے مجھکو اجازت نہوئی اور اُسیوقت ایک قوم اہل کوفہ سے حاضر ہوئی اور انہون نے بھی اندر جانیکی آنحضرت سے اجازت منگائی حضرت نے اُن لوگون کو اذن دیدیا پس مین بھی ہمراہ اُن لوگون کے مکان مین حضرت صادق علیہ السلام کے پاس گیا

اور کہا مین نے یا ابن رسول اللہ تم بھیجو کبھی آدمی کو اہل کوفہ کے پاس کہ منع کرے اُن لوگون کے تئین سب کرنے اصحاب رسولخدا صلعم سے اور وہ لوگ ہزار آدمی سے زیادہ ہین پس کہا حضرت صادقؑ نے کہ میرے قول کو وہ قبول نکرینگے پھر کہا مین نے کہ کیا وہ لوگ تمہارا کہنا بھی نہ مانین گے حالانکہ تم فرزند رسول اللہ ہو حضرت نے مجھکو اسکا یہ جواب دیا کہ اوّل اُن لوگون مین سے تو ہے کہ تو نے ہی میرا کہنا نہ مانا اور میرے مکان مین چلا آیا اور بغیر مرضی کے میرے پاس آبیٹھا اور از روئے تحقیق مجھکو یہ خبر ملی ہے کہ تو اپنے قیاس سے باتین کہا کرتا ہے مین نے کہا البتہ پس حضرت نے فرمایا کہ اے نعمان کوفی اوّل جسنے قیاس کیا وہ ابلیس تھا جسوقت کہ حقتعالےٰ نے اُسکو حکم دیا سجدہ آدم کا سو اوسنے انکار کیا اور کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ بعد اسکے آنحضرت نے فرمایا کہ اے نعمان کونسی چیز اِن دو چیزون مین سے بزرگ زیادہ ہے قتل یا زنا پس مینے عرض کیا کہ قتل پھر حضرت نے فرمایا کہ کسواسطے قتل مین دو شاہد ہین اور زنا مین چار شاہد کیا یہ بات تیرے قیاس مین آتی ہے پس مینے کہا نہین آتی پھر فرمایا آنحضرت نے کہ کونسا اِنمین بزرگ ہے نماز یا روزہ کہا مین نے نماز پس فرمایا حضرت نے کہ کسواسطے حقتعالےٰ نے حائض پر روزہ کو واجب کیا ہے کہ ایام حیض مین جو روزہ اُس سے ساقط ہوا ہو وہ اسکو پھر قضا کرے اور نماز کے تئین قضا نکرے آیا یہ معنی تیرے قیاس مین آتے ہین مینے کہا نہین۔ پس اسیطرح پر سوال و جواب مین یہ روایت طولانی ہے لہذا اِنمین چند باتو نپر اکتفا کرتا ہون اور تم جو یہ کہتے ہو کہ ابو حنیفہ وغیرہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے شاگرد تھے اِس مین آپ کی خطا نہیں آپ سُنی ہین جیسی سُنی وہی لکھدی چنانچہ یہ حکایت آپکی حسب حال ہے شہر میرٹھ کو توال صاحب کلکٹر صاحب بہادر کے اوردو مین تھے اہل اغراض کی اکثر مشکلین اون کی عنایت سے حل ہو جاتی تھین صاحب کلکٹر کی عدالت سے بڑھکر شام کے وقت کوتوال کے مکان پر اہل حاجات کا دربار لگتا تھا چونکہ کوتوال سُنّی المذہب تھے اکثر اہل تسنن ہی مین سے بعض خوشامدی

ٹٹو شور بے چٹ بھی وہان جمع ہوتے تھے گاہے ماہے کوئی نہ کوئی بھولا بھٹکا شیعہ بھی کوتوال صاحب کے مقرب ہونیکی خبر پاکر جا نکلتا تھا سنا ہے کہ کوتوال بذاتِ خود بیجا متعصب نہ تھا اور ہمیشہ اُن کی یہ تاکید تھی کہ یہانپر مذہبی ذکر اذکار نہونے پائے کیونکہ ہر ایک ملت و مشرب کا آدمی آتا جاتا رہتا ہے اس امر کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے۔ ایک روز حُسنِ اتفاق سے ایک بارہہ کے سید سپاہیانہ وضع مندیل سر پر باندھے اور تلوار بغل مین دبائے ہوئے متلاشیِ روزگار کوتوال صاحب کے دربار اکبری مین حاضر ہوئے وہانپر ایک شخص غالبًا تم ہی جیسا کذّاب ہو گا کوتوال صاحب کو خوش کرنیکے واسطے ایک اور شخص کا کلام قطع کرکے کہنے لگا اجی جناب اب سادات بارہہ کا کیا دور دورہ رہگیا ہے ہان سادات بارہہ کا اُسوقت دور دورہ تھا کہ جب مسجدون مین لونڈے بازیان ہوتی تھین شرابین پی جاتی تھین ناچ اور تماشہ کا ہر وقت بازار گرم رہتا تھا وہ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ اُس سید کی رگِ ہاشمی جوش مین آئی فوراً للکار کر کہنے لگا ارے خدا کے غضب سے ڈر سر تا پا ایمان کو نہ نگل بھلا وہ کونسی بستی تھے کہ جسجگہ تو نے یہ غضب کا طوفان دیکھا تھا۔ اسکے جواب مین وہ کہنے لگا کہ بھئی مین تو سنتی ہون جیسی سُنی ویسی کہدی۔ سید نے کہا آپ نے یہ بھی سُنا ہے کہ شیعے خلیفہ دوم کو اُن کے غلام مسمے افلح کے ساتھ کس غضب کی تہمت سے منسوب کرتے ہین۔ آپ تو اُسکو بھی سُنکر ایمان لے ہی آئے ہون گے۔ یہ کہتے ہی تلوار کھینچ لی فوراً جلسہ درہم و برہم ہو گیا۔ ناچار کوتوال صاحب کو آخر کار یہ کہنا پڑا کہ اے حضرات سنی صاحبو مین اسیدن کیواسطے منع کیا کرتا تھا۔ ہمیشہ بناء فساد تمہاری طرف سے قائم ہوتی ہے جب شیعہ جواب دیتے ہین تو تم روتے پھرتے ہو۔ نہ تم ایسے بے سر و پا بیہودہ تقریر کی تمہید اٹھاتے نہ ایسی غضب کی سُنتے

آمدم بر سر مطلب بالفرض اگر ہم تمہارے اس قول کو تسلیم بھی کرلین تو بھی تمکو کچھ فائدہ حاصل نہوگا اور ابو حنیفہ اور حضرت صادق علیہ السلام کا مذہب ایک نہین ہو سکتا اسلیے کہ اسطرح کی شاگردی اور اُستادی کا رواج تو ابتک صفحہ عالم پر بخوبی چلا آتا ہے اور علماء شیعہ کی اکثر سُنی بھی شاگرد ہوتے

ہین اور اکثر احادیث مین یہ مضمون وارد ہے ذکر مخالفت عامہ مین وقت تعارض اخبار کے کہ حضرت
نے فرمایا کہ مخالفت کرو تم عامہ کے یعنی اہل سنت کی اسواسطے کہ یہ مسئلہ تو ہمسے استفسار کرتے ہین اور
اسکے خلاف کا فتوے دیتے ہین پس ابوحنیفہ بھی اگر شاگرد تھے تو اسیطرح کے شاگرد ہونگے اور اسیواسطے
سیکھا ہوگا کہ جو حکم حضرت کا ہو اسکے مخالف فتویٰ دیوین تو اب کہو کہ یہ صریح تخالف ہے یا اتباع ہے اور
کہین تمہارے یہان اتباعاً للمعلوم کوئی فتوے نہین ہے اور مخالفت ابوحنیفہ کی حضرت صادق
علیہ السلام سے اسی امر مین ظاہر ہے کہ حضرت نے تو قیاس سے منع فرمایا اور قیاس کو حرام کہا اور اکثر دلائل
بھی پیش کیےین اور قائل اور ساکت بھی کر دیا مگر ابوحنیفہ نے مطلق نہ مانا اور اکثر فتاوے موافق قیاس کے
دیا کیے کہ جنکی حضرت نے صریح ممانعت فرمائی تھی اور کتب اہل سنت کی اس امر سے مملو ہین اور یہ
امر پوشیدہ نہین ہے اُن کے علمائے کتب اصولیہ مین ایک مبحث خاص حجیت قیاس کو تسلیم و
قبول اتباعاً لابی حنیفہ کیا ہے اور قطع نظر اُس روایت کے جو نہج البلاغت مین دربارہ حرمت قیاس
مذکور ہے اور جسکو ابن ابوالحدید اور صاحب مطالب السئول مشایخ عامہ تسلیم کرکے کہتے ہین کہ نہج البلاغت
مین سب کلام جناب امیر علیہ السلام کا ہے پس اسمین مذمت قیاس و اصحاب ائے و مقائس کی اس
کثرت سے لکھی ہے کہ اگر وہ کل ایک مقام پر جمع کی جاوے تو ایک رسالہ ہوجاوے اور علاوہ اس کے
اور احادیث ائمہ علیہم السلام سے اور خود حضرت صادق علیہ السلام سے ذم قیاس مین وارد ہوئی
ہین اور حال یہ ہے کہ عمل دیدآمد ابوحنیفہ کا قیاس پر ہی ثابت ہے اور یہ تو کلام ایک مسئلہ مین فقط قیاس
کے تھا ابوحنیفہ نے اور بھی کثرت سے مسائل ہین صریح اور صاف طور سے مخالفت کی ہے قال

المرتبک فی الضلال سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب وفات النبی مین ابن عباس سے روایت

ہے عن امیر المومنین ان الصحابۃ ارتدد بعد النبی الا اربعۃ وفی روایۃ عن صادق
الا ستۃ بقول حضرت امیر المومنین صرف چار اصحاب مومن رہے اور بقول امام صادق چھ ا

اِن دونون روایتون مین سے کونسی روایت سچّی سمجھی جائے اگر حضرت امیر کا قول صحیح ہے تو حضرت جھوٹے ٹھرتی ہین اور اگر حضرت صادق کا قول صحیح ہے تو حضرت امیر عالم علم لدنی نہین سمجھے جاتے بلکہ اِن دونون روایتون سے حضرت امیر کا امیر المومنین ہونا بھی نہین ثابت ہوتا ہے کیونکہ امیر المومنین بغیر اجماع کے ہو نہین سکتا اگر کہین کہ باجماع انہین اصحاب کے جناب امیر امیر المومنین ہوئے تو اس صورت مین جناب امیر اپنے ہی قول کی رو سے امیر المرتدین ٹھرتے ہین اور قول امام کا بھی اسی اعتقاد فاسد کی صداقت کرتا ہے اس موقع پر یہ بات بھی قابل دریافت ہی کہ چار اصحاب یعنی حضرت مقداد و حضرت سلمان فارسی و حضرت ابوذر غفاری و حضرت عمار بن یاسر کہ منجملہ اصحاب مہاجرین سے ہین تو بتایئے کہ اصحاب انصار کونسے ہین جنکی بدرجہا صفت قرآن پاک مین مذکور ہے **یقول المتمسک بولاء آل** قیس بن ہلالی کی یہ روایت کہ بعد وفات جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوائے چار یا چھ آدمیون کے کُل اصحاب مرتد ہو گئے تھے ہرگز قابل وثوق نہین۔ اسلیئے کہ اس روایت کے خلاف مین اکثر روایات متواترہ پائی جاتی ہین اور بالفرض اگر اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی ہمارے نزدیک کچھ قباحت نہین کیونکہ جناب فاضل اجل قاضی نور اللہ شستری علیہ الرحمہ نے اس روایت کی کیفیت عربی مین اسطرح لکھی ہی جسکا یہ ترجمہ ہے کہ اس جگہہ مراد صحابہ سے سوائے قریبون کے ہی اصحاب نبی مین سے اُن مشاہیر صحابہ کے سوائے کہ جنکا ذکر چلے ہین اور جو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت مین ہمیشہ رہتے تھے جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کی بابت نص جلی کے سُننے والے تھے نہ کہ وہ اصحاب کہ جو رطب و یابس مین شمار کیئے جاتے تھے اور اسیواسطے بوجہ قرابت و یگانگت نہ تو بنی ہاشم کا ذکر آیا اور نہ علیؑ و سبطین کا تذکرہ ہوا پس اب جو جماعت کثیرہ باقی رہی وہ مشاہیر صحابہ مین سے نہ تھی کہ جو نص جلی کو سُنتی لہذا وہ مرتدین و منافقین سے علیحدہ رہی اور اکثر بر امر خلافت ہی شتبہ رہا اسی

جہت سے اُس گروہ کثیر نے کثرت کو دیکھکر مرتدین اور منافقین کی اطاعت قبول کی انتہی۔
اور یہ ذکر ارتداد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے دہلہ کا ہے اور اِس خطا کے بعد جب
مفصل کیفیت کھُل چکی تو جماعت کثیرہ نے حق کی طرف رجوع کی اور حضرت علی علیہ السلام کی طرف
ہوکر ناکثین اور مارقین اور قاسطین سے لڑے کہ وہ حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر معہ اپنے
ہمراہیون اور خوارج اور میابخیو معاویہ اور اون کے تابعین وغیرہ کے تھے چنانچہ رجال امامیہ مین
بتصریح لکھا ہے کہ اکثر صحابہ کو پہلے تو بسبب عارض ہونے بعض شبہات کی اہلبیت علیہم السلام
کی طرف سے خلوص اعتقاد مین کچھ سستی ہوگئی تھی اور بعد اسکے بہ عنایات الٰہی حق کی طرف رجوع کی
اور ارتداد بعض کا موجب ارتداد کل کا نہین ہوسکتا ہے اور ارتداد سے مُراد معنی اعم اسکے ہین ارتداد
دین سے اور اعمال اور افعال صالحہ سے اور محصل روایت کا یہ ہے کہ بعضے صحابہ نے انکار ضروریات دین
کا کرکے دین سے ارتداد حاصل کیا اور بعضون نے اخلاق حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کو ترک کیا
اور خلوص محبت اہلبیت کہ بموجب آیت قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ کے
اجر رسالت تھا اسکی کچھ رعایت نہ کی اور نیکی اور احسان کرنے سے ساتھ اہلبیت کے دست بردار
ہوکر اُن کے حقوق کو غصب کیا اور رنجیدہ کرنا خاطر عاطر جناب سیّدہ علیہا السلام کا صحاح ستہ سے ثابت
ہے اور اِس ارتداد کا انکار کرنا کہ جو معنی اعم ہے صریح مکابرہ ہے اسواسطے کہ باین معنی ارتداد کا واقع
ہونا صحابہ سے کچھ امامیہ ہی کے نزدیک نہین ہے بلکہ ایسے ارتداد کے صحابہ سے واقع ہونیکے
علماء اہلسنّت بھی قائل ہین چنانچہ صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ ہانکی
جائیگی میرے سامنے سے ایک جماعت قیامت کے دن میرے اصحاب سے پس مین کہونگا کہ
اے پروردگار میرے یہ میرے اصحاب ہین پس خداتعالےٰ بذریعہ فرشتے کے فرمائیگا کہ تحقیق تجھکو
اسکی خبر نہین ہے کہ جو کچھ احداث کیا دین مین انہون نے بعد تیرے تحقیق پھر گئے اپنی پشتون پر

اور مرتد ہو گئے اور قاضی عیاض اِس حدیث کی تاویل مین لکھتے ہین کہ وہ مرتد دو قسم کے ہین ایک مرتد پھرنیوالے راستے اور درستی سے اور عمل نیک سے اور دوسرے مرتد پھر جانیوالے دین سے اور فیض القدیر مین لکھّا ہے کہ وہ صاحبان گناہانِ کبیرہ اور صاحبانِ بدعت اور ظلم ہین اور حد سے بڑھنے والے ظلم مین اور مٹانے والے امر حق کے سو یہی مراد ارتداد سے ہماری یہان ہے اور تم جو پوچھتے ہو کہ کتاب وفات النبی کی اُن دونون روایتون مین سے کونسی روایت سچّی ہے سو روایت تو درحقیقت ایک ہی مگر راوی نے اِس روایت مین اختلاف ظاہر کیا ہے اور جو راوی کا مطلب ہے وہ تو اِس اختلاف سے بھی حاصل ہوتا ہی ہان تعجب کا یہ مقام ہے کہ تمہاری صحیح مسلم کی جلدِ اوّل مین رفع یدین کرنا نماز مین جناب رسولخدا کا اور اُسکا جائز ہونا لکھا ہے اور اِسی کتاب مین بعد اِس روایت کے حضرت رسولخدا صلعم کی طرف سے رفع یدین کی ممانعت مین چند روایات وارد ہوئی ہین تو اب ہمکو یہ تبلایئے کہ معاذ اللہ منہا کونسی روایت پیغمبر خدا صلعم کی سچّی ہی اور کونسی اسمین جھوٹی ہے اور طرفہ تر یہ ہی کہ صاحب مشارق الانوار نے بخاری اور مسلم کی سب روایات پر صحیح ہونیکی شہادت دی ہی اور کتاب شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعی آدمی کی منی کو نجس نہین فرماتے اور دیگر ائمہ اہلسنّت اُسکی نجاست کے قائل ہوئے ہین کیون حضرت اِن دونون مین سے آپکے نزدیک کونسے صاحب سچّے اور کونسے جھوٹے ہین اب ذرا تم اسبات پر بھی غور کرو کہ تمنے جناب امیرؑ کی نسبت کسقدر سخت کلمہ لکھا ہے خیر ہم تو اپنے ائمہ طاہرین کی شکیبائی کو یاد کرکے تمہاری اِس زیادتی پر بھی صبر کرتے ہین اور اپنے جانب سے کچھ نہین کہتے مگر ہان بعضے بیباک شیعہ تو ضرور ہی تمہارے اِس کلمہ خارجیانہ کے جواب مین صاف لکھدیوین گے کہ امیر المرتدین اور رئیس المنافقین تو وہ لوگ ہین جنہون نے جیشِ اُسامہ سے تخلف کیا اور اُنپر جناب رسالتمآب صلعم نے خود اپنی زبان سے لعنت فرمائی اور تخلف کرنا جیش اُسامہ سے تمہارے حضرات ثلٰثہ کا ظاہر ہے چنانچہ شیخ عبدالحق

نے مدارج مین تفصیل وار لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان ذو النورین جیش اسامہ
مین تھے اور خود حضرت رسالتمآب نے انکو بھیجا تھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اِلّا علی مرتضےٰ ہمراہ نکرو
پس بحمد اللہ کہ تمہاری ہی کتب معتبرہ سے لعنیتون مین داخل ہونا اِن کا خود جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ کی زبان مبارک سے ثابت ہوگیا اور اگر بعضے شیعہ یون بھی کہ سُنائین توکیا بعید ہے کہ امیر المرتدین
تو وہ بھگوڑا ہے جسنے بکرات ومرات فرار عن الزحف کیا اور مستحق نار ہوا ینطق بہ کلام العزیز
الجبار نیز امیر المرتدین وہ زبان دراز ہے کہ جسنے نبی برحق پر تہمت ہذیان کی کی اور یہ کلمہ
اسی خطاکردار کی نسبت زیبا ہی جسنے ان الرجل لیہجر کہا اور بھی امیر المرتدین وہی ستمشعار
جور پیشہ ہین جنہون نے عطیہ جناب رسالتمآب کو غصب کیا ہے ہمارے جناب امیر علیہ السلام انکی
شان مین تو حضرت خیر البشر نے خود فرمایا ہے کہ یحبہ اللہ ورسولہ کہ جو متواتر بین الفریقین ہے
اور کتب معتبرہ اہلسنت مین موجود ہے اور خدائے تعالےٰ قرآن مجید مین نفس رسول اُن کو فرماتا ہے
کہ جو مسلمہ فریقین ہے اور کوئی فرد بشر فریقین سے اسکا منکر نہین ہے پس ایسے کلمہ نازیبا کی نسبت
کرنا طرف حضرت امیر علیہ السلام کی صاف نسبت کرنا ہے ایسے کلمہ کو طرف جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور یہ کفر صریح وارتداد واضح ہے اور یہ امر بھی واضح ہے کہ نفس رسول اگر
امیر المومنین نہو اور حاجت اسکی ہو کہ لوگ امیر المومنین بنادین تو ضرور ہی لازم آیا کہ رسول بھی
امیر المومنین جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب لوگ اُسکو اپنا امیر بنادین توکیا جناب رسالتمآب اوّل امر مین
امیر المومنین نہ تھے بعد قوت کے ہوئے یہ بالبداہتہ باطل ہے پس ثابت ہوا کہ اجماع مرتدین کا
اس امر مین ضروری نہین ہے اور انصار کی نسبت جو تم دریافت کرتے ہو کہ وہ کونسے انصار ہین
جنکی قرآن مجید مین تعریف ہے سو جاننا چاہیئے کہ ہم پہلے ہی اسکو لکھ چکے ہین کہ قرآن مجید مین اُنہین
انصار اور مہاجرین کی تعریف اور توصیف ہے جو للہ فی اللہ ایمان لائے اور انجام بھی اُنکا بخیر ہوا اور

اور اکثر جہادون مین صدق دل سے حضرت رسولخدا صلعم کے شریک رہے ہا اور اکثر مہاجر اور انصار جہادون مین شہید بھی ہوئے اور ہم جسطرح سلمان و ابوذر و مقداد و عمار رضی اللہ عنہم سے نیک اعتقاد رکھتے ہین ویسیطرح اور اصحاب باصفا اور باایمان کے بھی غلامان غلام ہین۔ حتے کہ عمر بن عبدالعزیز بن مروان تک کو جو بنی امیہ مین چھٹا بادشاہ گزرا ہی نیک جانتے ہین اور کبھی کوئی کلمہ بیجا اُسکی نسبت زبان پر نہین لاتے صرف اسکا یہ سبب ہے کہ اُس منصف مزاج نے بلا لحاظ و پاس طعن و تشنیع ثلاثہ کے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو تحقیق انیق کے بعد فدک مسترد کردیا تھا۔ ہم سوائے ایذا دہندگان اہلبیت علیہم السلام و غاصبان حقوق عترت نبوی اہل اسلام مین سے کسیکو برا نہین جانتے ہان البتہ ہم اُن لوگونکو مہاجر اور انصار حقیقی نہین جانتے جو اپنے دلونمین نفاق رکھتے تھے اور حضرت رسولخدا کو دشمنون کے مقابلہ مین چھوڑکر بھاگ جاتے تھے اور بظاہر اپنے تئین مہاجر اور انصار مشہور کرتے تھے اور اعمال صالحہ سے روگردانی کرکے فسق و فجور کو پسند کرتے تھے **قال المرتبك فی الضلال** مسئلہ جامع عباسی مین ہے کہ ستر عورت صرف قبل و دبر و خصیتین کافی ہے اور اسی کتاب مین لکھا ہی کہ اگر مکان نجس خشک باشد و نجاست او سرایت نکند نماز دران صحیح است مگر جاے سجدہ کہ اگر آن نجس باشد نماز صحیح نیست ہر چند کہ خشک باشد **یقول المتمسك بولایۃ الال** اجی خانصاحب غیر مشرب کے جزوی مسائل فرعیہ پر طعن و تشنیع کرنا اور اپنے ارکین عظیمہ کے رخنہ اندازیون کو نہ لکھو لکنہ بڑھا عجب انصاف ہے اگر آپ کو اس قسم کے مسائل اپنے مذہب کے ملاحظہ فرمانیکا شوق ہو تو ناصر الایمان مطبوعہ لکھنؤ کو ملاحظہ فرمائیے کہ اسطرح کے مسئلون کے تو تمہارے ہان بھی بے انتہا طومار اور بیشمار انبار موجود ہین اور یہ احکام اُس حالت لاچاری کے ہین کہ جب کپڑا اور مکان طاہر موافق دستور کے میسر نہو دیکھو ہمنے تمہارے اس قسم کے اکثر مسائل فرعیہ کا جواب بباعث طوالت کتاب کے نہین لکھا ورنہ تمکو اُسکی بھی سب حقیقت معلوم ہو جاتی اب اسجگہہ پر بطور مشتے نمونہ

خرد وارے قدرے لکھنا ضرور ہی سمجھا گیا ذرا بنظرِ انصاف ملاحظہ کیجیے گا وھوہذا - خلاصہ کیلانی
مین تمہارے یہان یہ لکھا ہے کہ جس عورت یا مرد کے پاس جامہ نہو تو اوس عورت اور مرد کو چاہیے
کہ گیلی مٹی سے فرج اور مقعد اور قضیب اور خصیتین پر ایک ایک چھوپا لگا کر نماز کو ادا کرے سبحان اللہ
کیا خوب حضرات اہل سنت نے گل حکمت کی ترکیب نکالی ہے ایسی ترکیب تو حکیم ارسطو کو بھی معلوم نہو گی
اور کتاب شرح وقایہ اردو کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ جو چیز پتلی ہو پاک زائل کنندہ ہو مثل سرکہ کی اوسی نجاست
کپڑے کی دور کرنا جائز ہے اور منی طرح دینے سے کپڑے کی اگر خشک ہو تو پاک ہو جائیگا اور نجاست
رقیقہ و غلیظہ مثل بول و خون و بول خر و موش و گربہ و خمر بقدر ایک درہم کے معاف ہین اور اسی کے
الکتسوین صفحہ ۳۱ مین لکھا ہے کہ اگر کپڑے پر ایسی نجاست تر ہو کہ نچوڑنے سے نہ ٹپکی اور کپڑا الٹا ہوا ہو
تو اوس سے نماز پڑھنا جائز ہے **قال المرتبك فی الضلال** مین زمانہ طالب علمی مین
چند برس لکھنؤ مین رہا بچشم خود دیکھا کہ مساجد شیعان پاک مین یا کسی امیر کی بہنیں پالکی رکھی ہے یا
کوئی پتنگ باز کنکوے بناتا ہے یا منبر پاس بیٹھا ہوا چنڈو باز حقہ اوڑاتا ہے یا کوئی کبوتر باز صحن مین
کبوترون کو دانہ چگاتا ہے ہان امام باڑون کو البتہ ایسا مزین پایا کہ اونکی آراستگی اور پیراستگی
کے مقابلہ مین زیب و زینت متھرا بندرابن کے مندرون کی بھی گرد ہے اور اون کے مجاورون کے
مقابلہ مین رونق بازاری پوجاریون کی سرد ہے **یقول الملتمس بولایة الآل**
ہم کو خوب معلوم ہے جس اتالیق نے آپ کو جھوٹ بولنے کا سبق پڑھایا ہے - سنی ہو کر اگر جھوٹ
نہ بولے تو اوسکے دین کی بنیاد ہی منقطع ہو جائے غالباً آپکا اتالیق صحیح مسلم کی وہی روایت ہے
جسمین حضرت عمر نے جناب امیرؑ اور حضرت عباسؓ سے کہا تھا کہ تم دونون مجھکو اور ابوبکر کو کاذب
اور آثم اور غادر جانتے ہو بھلا جبکہ آپکے بزرگان دین کا یہ شیوہ تھا پھر ہمارا برا ماننا الزام لا یلزم سے
محض بیہودہ ہے - فرزند رشید وہی ہے کہ جو اپنے باپ کے چلن پر چلے - جہنم مین چلا یا اسفل السافلین مین گرے

لیکن طریق پدری کا ایک شعر شہ نہ ملے خانصاحب لکھنؤ مین تو کوئی شیعونکی مسجد ایسی نہین ہے جسمین امیرونکی
پینسین اور پالکیان رکھی ہوئی ہون یا کوئی اُسجگہہ پر تنگیبازی اور کبوتربازی کرتا ہو ہان مسجدون کے
صحن خانونمین ایک طرف کو مجاورین اور فقرا کے آرام کے لئے اکثر زائد مکان بنے ہوئے ہین اُنمین شاید پالکی کسی
امیر کی رکھی ہو تو اسکا کچھ تعجب نہین ہمنے سنیون کی بیسیون مسجدونکی بھی یہی کیفیت دیکھی ہے
اور چنڈو بازکی نسبت جو تم کہتے ہو کہ منبر کے پاس بیٹھکر حقہ اوڑاتا تھا یہ آپ سچ فرماتے ہین کچھ عجب
نہین ضرور دیکھا ہوگا کوئی پاجی خارجی یا ناصبی چنڈوباز شیعون کی مسجد جا نکر خانہ خدا کی بیحرمتی
کرنیکی نیت سے شیعونسے چھپ کر آبیٹھا ہوگا۔ اگر شیعی اُسکو دیکھ پاتے تو اسکی خوب ہی گت بناتے
افسوس صد ہزار افسوس آپنے اُس خارجی مردود کو ایسے فعل قبیح کا مرتکب پایا اور آپسے کچھ بھی نہین آیا
بدر و حنین اور خیبر کے بھگوڑون سے زیادہ آپ بدحواس ہو کر بھاگ نکلے کیا امر بالمعروف و نہی
عن المنکر کے دائرہ سے آپ خارج ہین عرصہ پانچ برس کا ہوا کہ حسب الطلب ایک رئیس کے مین دہلی
گیا تھا ایک روز جامع مسجد شاہی مین جا کر دیکھا کہ سرمد کے مقبرہ کے قریب چند اجلاف بیٹھے ہوئے
قماربازی کرتے ہین ہمنے بحولہٖ و قوتہٖ انکو ایک ڈانٹ بتلائی وہ فوراً منتشر ہو گئے اور ایک گوشہ مین اُسی
مسجد کے تمہارے ایک مجذوب صاحب وہ او لنگل کے کپڑے کی دھجی اپنی شرمگاہ پر لگائے ہوئے
چرسی حقہ پی رہے تھے اُسکو اس حرکتِ نامعقول پر جو ہمنے سرزنش کرنیکا قصد کیا تو معاویہ شیاہیون
نے خانہ خدا ہی کو میدانِ صفین قرار دینے کا عزم کر لیا ہم بخیال غریب الوطنی خاموش ہو رہے کہ مبادا
حضرت مسلم کا سا تنہا پا کر خانہ خدا ہی مین ذبح نکر ڈالین اور جنابِ مظلومِ کربلا کے عزاخانونکو جو متھرا
اور بندرابن کے مندرون سے تشبیہ دی ہے اور اُنکے عزادارون کی صناد مسطور کے پوجاریون سے
بڑھکر تحقیر کی ہے اور ۱۲۵ صفحہ پر امام باڑونکو ایمان بگاڑ رقم کیا ہے سچ تو یہ ہے کہ آپنے دیدہ و دانستہ
اپنے دھرم کو ہاتھ سے دیا ہے۔ کسی شاعر نے تمہین جیسے ہٹ دھرم منہ زورون کے حق مین بجا ئے

چابک نے یہ شعر کہا تھا ؎ بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سُنے + ہے یہ گنبد کی صدا جیسی
کہے ویسی سُنے۔ یعنے ادہر کان دیکر اپنے اِس مزخرفات اور بیہودہ ہفوات کا بھی جواب سُنکر
خوش ہو لیجئے۔ سب سے پہلے جو اسلام مین رخنہ عظیم پڑا وہ آپ کی بی عائشہ کی بدولت پڑا۔
اسلام اختیار کرنیکے بعد سب سے اوّل جسنے بُت پرستی مستورات مین پھیلائی وہ بھی یہی ذات
شریفہ تھین۔ شوہرون کی نافرمانی انہین کی عنایت سے پھیلی۔ بیپردگی کا سبق انہین نے
پڑھایا۔ اسلام مین تو رخنہ یون پڑا کہ مدینہ منورہ سے اُس موقع پر جبکہ بیچارہ عثمان کو مصریون
نے گھیر رکھا تھا مکہ معظمہ کو چلدین ہر چند آپکے خلافت مآب مدد کے طالب ہوئے مگر اسی مادر نامہربان نے
ہامی نہ بھری۔ آخر کار اُس بیچارہ سادہ مزاج کے ساتھ جو کچھ وقوع مین آیا وہ از بس قابل عبرت ہے
فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَار ۔ عثمان بیچارہ کے قتل کا خود ہی تو باعث ہوئی اور بلا خوف خدا
و محاسبہ عقبے جناب امیر علیہ السلام کے سر تھوپ دیا اَللّٰهُمَّ احْفَظْ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْم تیس ہزار
نام کے مسلمانون کی سپہ سالارہ بنکر مثل صفورہ زوجہ حضرت موسیٰ نبیؐ آخر الزمان کے وصی کے
مقابلہ مین لا کھڑے کیئے آن کی آن مین ستّرہ ہزار تلوار کے گھاٹ اوتروا دیئے دیکھئے حشر کے روز
ہزارہا منافقین و صدہا مومنین طرفداران امیر المسلمین کے خونون کے مواخذہ کا سپہ سالارہ صاحبہ
کیا جواب دیتی ہین اور کس صفائی سے بریّت نامہ منتقم حقیقی سے حاصل فرماتی ہین۔ خانصاحب
محرّبہ اسلام اسکو کہتے اور ایمان لگار اسکا نام ہے۔ بُت پرستی واقعی وہ تھی کہ جو حضرت عائشہ
نے ایجاد فرمائی تھی اور آجتک اُس بت پرستی کی بنیاد جابجا صفحۂ دنیا پر قائم ہے یعنی لڑکیون کا
گڑیان بنانا اور طریق محمّدی کے خلاف باتباع حضرت عائشہ اون کی تزیین و آرائش مین مصروف
رہکر اعمال صالحہ سے غافل رہنا اور ہنگام بُت پرستی خدا اور رسول کا ذکر زبان پر نہ لانا یہ سب آپکی
بی عائشہ کا طفیل ہے اگر وہ زوجہ رسول ہوکر گڑیون سے نہ کھیلتی تو بنات اسلام ہرگز ہرگز اس

فعل ناجائز کو عمل مین نہ لاتین - اور امیرزادیان تو گڈے گڑیون کی شادیون مین ہزارہا روپیہ دل کھولکر بیدریغ اوٹھادیتی ہین واللہ اعلم اس شرک اور اسراف کا جواب بی عائشہ کے پاس کیا ہے تیسرے جناب رسولخدا نے بموجب حکم آیہ وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ کے اپنی اور اپنی اُمّت کی ازواج کو قطعی حکم دیا تھا کہ بدون اجازت اپنے شوہرونکے گھرونسے باہر نہ نکلین اور جناب رسولخدا کی ازواج کا حال بعد وفات آنحضرتؐ مثل حیات کے تھا پھر خدا جانے یہ سپہ سالاری کا عہدہ کس سے حاصل کیا اور کس سے اجازت لیکر لڑنیکو چڑھ گئین اور نیز وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ کے خلاف ورزی کیونکر اختیار کی سلسلہ نزول وحی تو بعد وفات آنحضرتؐ صلعم کے قطعی منقطع ہو ہی چکا تھا - اُسی روز سے مستورات اسلام نے حضرت عائشہ کی پیروی مین شوہرون کی اطاعت کو بالائے طاق رکھدیا - یہ سب ساختہ پرداختہ حضرت عائشہ کا ہے نہ وہ خدا اور رسول کے حکم کو منسوخ فرماتین نہ یہ وبال مسلمان عورتون مین پھیلتا نہ شوہرونکی نافرمانی کرتین - پردہ کا پاس و لحاظ بھی انہین بزرگوارہ کی بدولت صفحہ دنیا سے اوٹھ گیا - جبکہ عائشہ کا مسلمانون کی عورتین بصرہ تک سپہ سالارہ ہوکر اور اونٹ کے کجاوہ مین بیٹھکر تیس ہزار مرد کو ہمراہ لیکر جانا کتب تواریخ مین دیکھتی ہین تو تمام وقعت پردہ داری کی عورتون کی نظرونسے گرجاتی ہے اُسوقت وہ صاف کہتی ہین کہ ہم کیا بی عائشہ زوجہ رسول سے بھی بڑھکر ہین وہ تو بصرہ تک باوجود موجود ہونے خاص آیت کے لڑائی کے لئے چلی جائین ہم برادری مین بھی نہ جائین آئین - اگرچہ شیخ جیلانی کے مقبرہ کو جناب سیّد الشہدا کے عزاخانو سے کیا نسبت ہے لیکن ہان اسمین کچھ شک نہین کہ شیخ مذکور کے مقبرہ کی زیب و زینت اور تزئین و آرائش کے مقابلہ مین کالی کلکتہ والی کا استھان متھرا و بندرابن اور سومنات کے مندر بالکل گرد ہین اور شیخ کے مجاورون کی قبر پرستی اور جبہ سائی کے مقابلہ مین مندرون کے پوجاریونکی بُت پرستی و ناصیہ فرسائی بالکل ہیچ ہے - اور امام باڑونکو تمہارا بُرا بتانا کچھ نئی بات نہین ہے اس لئے

کہ اکثر کفار مساجد اللہ اور روضۂ رسول اللہ تک کو بھی بُرا بتاتے ہیں اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہین سو وہ
اور تم بقول آنکہ سگ نے رد برادر شغال اس مقدمہ میں ہمارا کیا نقصان کرسکتے ہو بلکہ جو کچھ کرتے ہو اپنا ہی صریح
نقصان کرتے ہو علاوہ اسکے تمہارے حضرت عمر تو حضرت سیدہ کا مکان جلانے کو چلے تھے سو تمہارا تو ایسی
باتون مین اونسے بہت نمبر کم نکلا اسواسطے کہ تمنے تو اپنے زبان سے ہی زہرا و گلا ہے کسید کا گھر
تو نہنین جلایا وہ تو اس بات سے بھی باز نہ آئے **قال المرتبک فی الضلال**
جبکہ باعتقاد محبان اہلبیت کے نعوذ باللہ تمام اصحاب کبار جنکے فضائل قرآن پاک کی آیتون
اور نیز شیعون کی معتبر کتب کی روایتون سے ثابت ہین کافر یا مرتد یا منافق ہو گئے تھے
تو پھر ائمہ ہدیٰ نے کیون اُن کے نامونپر اپنی اولاد امجاد کے نام رکھے چنانچہ معتبر تواریخ فریقین
سے ثابت ہی کہ جناب امیرؑ نے جو صاحبزادہ کہ بطن لیلی بنت مسعود سے پیدا ہوا انکا نام ابوبکر
رکھا اور ایک صاحبزادہ کا نام عمر جو بطن صہبا بنت ربیعہ سے تولد ہوئے تھے رکھا اور ایک صاحبزادہ
کا نام عثمان جو بطن ام البنین سے تھے رکھا **بقول المتمسک بولایۃ الآل** خدا جانے
تمکو ایسی بیہودہ باتون کے کرنیسے کیا ملتا ہی اور کس لئے کاغذ کو سیاہ کرتے چلے جاتے ہو حالانکہ
کئی مرتبہ ہم اس بات کو لکھ چکے ہین کہ تمام اصحاب کبار و صغار جنکی فضائل قرآن پاک کی آیتون اور
نیز کتب معتبرہ کی روایتونسے ثابت ہین شیعہ انکو اپنا ہادی اور پیشوا جانتے ہین اور اُن کے اچھا
ہونے مین کچھ بھی شک نہین کرتے مگر تمہارے اصحاب یعنی حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر
و معاویہ وغیرہ کو نہ تو ہم کبار جانتے ہین نہ اون کے فضائل اور مناقب ہی کے قائل ہین اسلئے
کہ قرآن مجید اُن کے صریح ذم و لوم و قبائح بلکہ کفر و نفاق سے پُر ہے اور اکثر کتب معتبرہ اہلسنت بھی
اون کی حرکات ناشائستہ پر گواہ ہین اور تم اپنی کج فہمی سے اُن کی رذائل کو فضائل جانتے ہو
اور انہین چند شخصونپر دائرۂ اصحابیت کو محدود اور تمام کرتے ہو در حقیقت جن لوگون کے فضائل

اور مناقب ہین اُن لوگونسے تم نہایت درجہ کی سوء اعتقادی رکھتے ہو اور تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر و عمر کے نام پر اپنے فرزندون کے نام رکھے تھے اسکا یہ جواب عقلاً و نقلاً کافی ہے کہ یہ نام خاصکر کچھ ابوبکر و عمر ہی کے لئے مخصوص نہ تھے بلکہ اور اصحابون کے بھی یہ نام تھے اور جناب رسولخدا صلوات اللہ علیہ وسلم کے اجداد کے بھی بعض اولاد کے یہی نام تھے جیسا کہ نسب نامہ رسول مین لکھا ہے کہ الیاس کے ایک پوتے کا نام ابوبکر تھا اور نزار کے ایک پڑپوتے کا نام عمر تھا اور مرہ کے ایک بیٹے کا نام بھی عمر تھا اور قصی کے ایک پوتے کا نام عثمان تھا سو انہین کے نامون کو تو مبارک سمجھ کر تمہارے ابوقحافہ اور خطاب وغیرہ نے بھی اپنے بیٹون کے نام رکھے تھے اور کچھ یہ نام ابوبکر و عمر ہی کے حصہ مین نہین آگئے تھے جو اور کوئی صاحب یہ نام نرکھتے علاوہ اسکے یہ ہے کہ عبداللہ ابن زیاد وہ شخص تھا کہ جسنے خاندانِ رسول اللہ کی برباد کرانے پر نہایت سعی کی تھی مگر اُسکے عبداللہ نام ہونے پر کسی نے کچھ خیال نہین کیا اور اس نام کے بامعنی اور نیک و عمدہ ہونیکی وجہ اور نیز اصحاب مخلصین کے ہمنام ہونیکی جہت سے ائمہ ہدای علیہم السلام نے اپنی بعض اولاد کا نام بھی عبداللہ رکھا تھا اور شیعہ جو اپنی اولاد کے نام ابوبکر و عمر کے نام پر نہین رکھتے سو اُسکا سبب یہ ہے کہ شیعہ حضرت سید الانبیاء اور اوصیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نامون سے جسقدر محبت رکھتے ہین اُسیقدر اُن کے نام لینے کو ثواب بھی جانتے ہین اور اُن کے نامون سے زیادہ مبارک اور سعید اور نیز معنو نمین عمدہ بھی کسی دوسرے آدمی کے نام کو نہین جانتے اور ایسے لوگون کے نام کہ جنکا ظلم و ستم کرنا بہت شہرت رکھتا ہے اور معنے بھی اون کے نامون کے خراب ہین جیسے شمر اور شبل اور خولی سو اُن کے نام رکھنے سے پرہیز کرنا البتہ شیعونکو درست ہی اور اپنی عقل سے کوئی شیعہ ایسے نامونکو نہین رکھتا مگر ذرا تم اپنے ہان کے لوگون کی تو خبر لو کہ وہ تو اپنی اولاد کے نام یزید اور ابن ملجم اور ہنود کے نامو نپر نام رکھتے ہین دیکھو ایک تمہارے ولی بسطامی تھی

جنکا نام بایزید تھا اور ایک تمہارے حضرت کمہاری تھے اور ایک صاحب کا نام شہر بنارس کے نام پر جو ہنود کی خاص پرستش گاہ ہے بنارسی خان رکھا گیا ہے اور یہان فیروزآباد مین ایک بقال کا نام بھی بنارسی ہے سو ایسے نامونپر تو تم کچھ بھی خیال نہین کرتے اور بیچارے شیعون پر بیفائدہ طعن کیا کرتے ہو

قال المرتبک فی الضلال قصہ حضرت شہربانو کا یہ ہے کہ جب حضرت عمر نے لشکر اسلام کو بھیجکر بہت سے ممالک عجم پر فتحیابی حاصل کی چنانچہ وہان سے بکثرت غنیمت آئی زر و جواہر بے شمار اسیران پارس قطار در قطار از انجملہ شہربانو شاہ یزدجُرد فارس کی بیٹی بھی تھین تقسیم غنیمت کیوقت آپ گھبراکر بار بار حضرت امام حسین کا منہ تکتی تھین حضرت عمر نے دیکھا کہ شہربانو کا میل حضرت امام حسین کیجانب ہے فرمایا کہ اے حسین شہربانو آپکے واسطے خاص کی گئی معہ زیور اپنے گھر لیجاو اس قصہ سے چند فوائد حاصل ہوئے ایک یہ کہ حضرت عمر کو اہلبیت سے مطلق کینہ نتھا اگر نعوذ باللہ کچھ بھی ہوتا تو آپ حضرت شہربانو کو ہرگز حوالہ حضرت امام حسینؑ کے نکرتے

یقول المتمسک بولاء آل الرسول اس واقعہ کی صحیح کیفیت یہ ہے کہ جب لشکر مسلمانونکا جنگ فارس کے لئے تیار ہوا تو ان مسلمانون نے حضرت عمر سے کہا کہ یہ مہم بڑی سخت ہے اسمین حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے ضرور مشورہ لیجیے اور انہین کی رائے پر اس جنگ کی فتحیابی تصور کیجیے ورنہ اس جنگ کا فتح ہونا محال بلکہ صرف خیال ہی خیال ہے اور حضرت امیر اس بارہ مین مشورہ شائستہ اور تدبیر بایستہ بتلانی مین ہرگز ہرگز دریغ توجہ نفرماوین گے خواہ وہ تمسے کیسے ہی ناخوش ہون اسلئے کہ انکو دین اسلام کی ترقی اور اسکی شان شوکت کے بڑھنے کا از بس خیال ہے اور لشکر اسلام کی ہتک حرمت اور شکست کھانے اور بھاگ آنیکو بہت ناپسند کرتے ہین اور بعد فتحیابی اس جنگ کے جو مال غنیمت کہ اسجگہہ سے آویگا اسمین سے ہم پہلے اہلبیت رسول کا حصہ سدہی نذرانہ نکال کر پیش کرین گے اور جو چیز ان کو پسند ہوگی وہ انکی سپرد کردین گے اس بات کو سنکر حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو ان کے مکان سے

بلوالیا اور اُنسے یہ کہا کہ اس جنگ کا انتظام آپ کیجیے ورنہ اس جنگ کی فتح ہونیکی نہایت ہی نا اُمیدی اور ہراس ہے پس جناب امیرؑ نے اُس لشکر اسلام کو ایسی تدابیر صحیحہ اور کامل تلائین کہ جسکی وجہ سے وہ جنگ بخوبی فتح ہو گئی اور جب غنیمت وہانسے بکثرت آئی تو اُن مسلمانون نے حضرت امیرؑ اور حسنین علیہم السلام کو طلب کیا اور اونکا حصہ مال غنیمت مین سے حسب منشا اون کے دینا منظور کیا پس اوسیوقت حضرت عمر کی نیت مین یہ بل آ گیا کہ مبادا اہلبیتؑ رسول اس غنیمت مین سے کہین بیش قیمت اور عمدہ چیزین پسند کر کے لیجاوین اس سبب سے اُن مسلمانونکو یہ حکم دیا کہ پسند کر کے تو کسیکو کوئی چیز نہ لینے دو بلکہ تمکو یہ کرنا چاہیے کہ سب چیزونپر قرعے ڈال لو اور جو چیز جسکے نام پر نکلے وہ اُسکے حوالہ کر دو پس اُن لوگون نے حسب الحکم اون کے ایسا ہی کیا اور سب چیزونپر قرعے ڈالنے شروع کر دیئے اور جب حضرت شہر بانو کی نسبت قرعہ ڈالا تو وہ قدرت خدا سے اہلبیتؑ رسول کا نام نکلا پس حضرت شہر بانو حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر مین آئین اور حضرت امیرؑ نے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اُنکو زیادہ متوجہ پایا تو حضرت امیرؑ نے اُنسے دریافت کر کے اُنکا صیغہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے پڑھا دیا اور تم لوگ جو اپنی طرف سے اس مقدمہ مین باتین بنایا کرتے ہو سو تمہاری ان پوچ باتونکو ہم کب مانتے ہین ہمارے ہان تو کتاب جلاء العیون مین یہ لکھا ہی کہ حضرت شہر بانو کو پہلے ہی سے حضرت سیدہؑ نے خواب مین ایمان بھی تلقین کیا تھا اور یہ خبر بھی کر دی تھی کہ تو میرے فرزند حسینؑ کے عقد مین آویگی چنانچہ حضرت شہر بانو ملک فارس مین اس وقت کی نہایت منتظر رہتی تھین جب خدا نے یہ سبب پیدا کیا تو اُن کی دلی مراد پوری ہو گئی اب یہ فرمائے کہ کہین حضرت عمر نے اپنی گرہ سے کیا دیدیا تھا بلکہ حضرت امیرؑ کی نیک تدابیر تبلانے اور دیگر مسلمانون کی جانبازی کرنے سے حضرت عمر کو گھر بیٹھے بٹھلائے مفت کا ایک ملک عظیم ہاتھ لگ گیا اور جو مسلمان کہ جانبازی کر کے غنیمت لائے تھے اُنہون نے اگر حضرت امیرؑ کے احسان کا شکریہ ادا کیا تو کیا

تعجب ہوا اُن لوگون نے بھی تو خود مالِ غنیمت مین حصہ لیا تھا اور حضرت عمر کا اہلبیتِ رسول سے
بغض اور کینہ رکھنا تو قضیہ فدک وغیرہ سے بخوبی ظاہر ہے اور یہ روایت شہربانو کی حضرت عمر کے ساتھ کینہ
رکھنے کو برطرف نہین کر سکتی **فالمرتبک فی الضلال** توریت کی کتاب استثنا مین ہے
کہ اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلاوے اور کہے کہ آؤ غیر معبودون کی بندگی کرو تو
تو اُسکے موافق نہونا اور اُسکی بات نہ سننا اور اُسپر رحم کی نگاہ نرکھنا اور اُسکی رعایت نکرنا اور اُسے
پوشیدہ نرکھنا بلکہ ضرور قتل کر ڈالنا اُسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے دیکھو بلا رعایت حضرت شیخین نے
اپنے عزیزون کو قتل کرنے مین دریغ نکیا چنانچہ شیخ حلی نے کہ شیعون کے امامِ اعظم ہین اپنی کتاب
تذکرۃ الفقہا کے چھٹی فصل مین لکھا ہے کہ اُحد کے دن حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے باپ کے قتل
کرنیکا ارادہ کیا مگر حضرت صلعم نے منع فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرلے گا اور تفسیر مجمع البیان
و منہج الصادقین و خلاصہ تفسیر جرجانی مین مفسر شیعہ لکھتے ہین کہ حضرت عمر فاروق نے قیدیان بدر
کی نسبت فرمایا کہ جو جسکا رشتہ دار ہو اُسکو اُسیکا رشتہ دار قتل کرے **یقول المتمسک بولایۃ الال**
کتاب تذکرۃ الفقہا چھپ گئی ہے نایاب کتاب نہین ہے کہ جو کوئی تمہارے دم بازی دھوکہ مین آجاوے
دیکھو علامہ علیہ الرحمہ نے اس روایت سُنیہ کو الزاماً علی اہل السنۃ لکھا ہے جس مقام پر کہ رد کیا ہے
قول علماء اہلسنت کو باب قتال بغاۃ مین کہ پسر کا قتل پدر بدون ضرورت بلا کراہت جائز جانتے
ہین حالانکہ یہ دو دلیل سے باطل ہے ایک دلیل تحقیقی کہ وہ آیہ وَاِنْ جَاھَدَاکَ الخ ہے دوسری
دلیل الزامی کہ وہ روایت اہلسنت ہے کہ ابوبکر کو جناب رسولخدا نے قتل پدر سے منع کیا اور اگر یہ روایت
اہلسنت کی نہوتی تو دلیل الزامی کیونکر تمام ہوتی پس غرض علامہ علیہ الرحمہ کی یہ ہے کہ مذہب اہلسنت
اس بارہ مین بدلیل تحقیقی و الزامی دونون طرح سے باطل ہے اور امام اعظم ہماری مذہب مین کوئی عالم
باین لقب نہین ہے البتہ سنیون نے ابوحنیفہ کو اپنا امام اعظم بمقابلہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے بنالیا

اب تم کو اختیار ہے کہ جسکا لقب چھین کر جسکو جی چاہے اُسکو عنایت فرمائیے اور تمہارا یہ لکھنا کہ حضرت ابوبکر نے اپنے باپ کے قتل کرڈالنے کا ارادہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو ملت یہودیہ سے از بس رغبت تھی کیونکہ توریت محرّفہ مین توبیشک فرزند کو باپ کے قتل کرڈالنے کا حکم تھا اور خدائے تعالےٰ نے قرآن مجید مین آیہ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا نازل فرما کر اُس حکم کو منسوخ فرمایا تھا مگر حضرت ابوبکر نے خدا کے منع کرنیکو نہ سُنا اور اُسی شریعت منسوخہ کے حکم پر مستعد ہوئے پس بخوبی ثابت ہوا کہ انہون نے تصدیق قرآن کی نکی پس یہین سے سمجھ لینا چاہیے کہ کُل منافقین کا یہی حال تھا ظاہر مین تو خوشامد آمیز میٹھی میٹھی باتین کیا کرتے تھے اور درحقیقت یہودیت اور مجوسیت کو ترک نہین کرتے تھے اور تفسیر مجمع البیان وغیرہ سے جو بدر کے قیدیون کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت عمر نے اُن کے قتل کرنیکا مشورہ دیا سو اُسکا جواب آیہ لَوْلَا كِتَابٌ کی بحث مین ہمنے پہلے ہی تحریر کردیا ہے کہ دراصل یہ روایت خاص کتب اہلسنّت کی ہے اور ہمارے بعضے مفسرین کا یہ بھی دستور ہے خصوصاً صاحب تفسیر مجمع البیان کا کہ کُل اقوال علمائے تفسیر کو اور کُل روایتون کو جو متعلق بتفسیر آیہ ہوتی ہین بلفظ قِیْلَ اور بلفظ رُوِیَ بیان کرتے ہین اور جو روایت کہ اپنے ہان کی لکھتے ہین اور اُسکے خود مصدق بھی ہوتے ہین تو اُسکو بلفظ قال علمائنا وبلفظ رُوِینا تعبیر کرتے ہین پس تم ذرا تفسیر مجمع البیان مین اس روایت کو دیکھو تو کہ اس مین لفظ رُوِیَ ہے یا رُوِینا ہے اور اس روایت مین اگر رُوِینا کا لفظ منہاج الصادقین اور خلاصہ تفسیر جرجانی وغیرہ سے ہو تو وہ بھی ہمکو دکھلائیے اور بالفرض اگر یہ روایتین سچی بھی ہون تو حضرت ابوبکر وعمر نے ایسی باتین بمکروفریب بطور خوشامد کی کردی ہون گی اسلیے کہ اخلاق حسنہ آنحضرت صلعم سے بخوبی ظاہر تھا کہ ایسی شقاوت وقساوتِ قلبی پر وہ کبھی راضی نہون گے اور اگر حضرت ابوبکر وعمر کو دراصل قتل کرنا اپنے رشتہ داران کفار کا یا اُن کے ہاتھ سے خود شہید ہونا منظور ہوتا تو بدر

سورہ لقمان پارہ ۲۱ رکوع ۲

اور اُحد کے دن صف جنگ مین سے کیون بھاگ جاتی چنانچہ تفسیر دُرّ منثور مین مذکور ہی کہ حضرت عمر
اُحد کے دن صفِ جنگ مین سے بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور اُسجگہہ پر اسطرح سے اُچکتے تھے
جیسے کہ مادہ بُز کوہی اوچکتی ہی **فالمرتبت فی الضلال** یہ بات بھی طرفین سے متحقق ہی
کہ روی زمین پر مکہ معظمہ و مدینہ منوّرہ سے بڑھکر کوئی مقام متبرک و بزرگ نہین ہی حتےٰ کہ دونون
فریق اِن دونون مقدس جگہون کو ہمرتبہ عرش و کرسی کا جانتے ہین اور یہ بھی یقینی اعتقاد رکھتے
ہین کہ اِن دونون مقام پاک مین دجّال ناپاک کا ہرگز گزر نہوگا پھر کیا سبب ہے کہ اِسدم تک یے دونون
مقام مبارک بدستور سابق مشرکون و کافرون و مرتدون سے معمور ہین اور کوئی مومن پاک بغیر تقیہ
کے گھسنے نہین پاتا اگر عقدہ کھُل جاتا ہی تو نوبت تراتڑ و پڑاپڑ کی پہنچتی ہی اس مین مشیت ایزدی کیا ہی
یقول المتمسک بولایۃ الاٰل پہلے تو تم شیعون ہی پر طعن کرتے تھے اب خدا کو بھی الزام دینے
لگے مکہ معظمہ مدینہ منورہ کو مخصوص قرار دیکر بحث کرنا محض بے سود ہی صاف صاف یہی کیون نہین
کہدیتے کہ خدا کی خدائی مین کافر اور منافق اور مُشرک او رمُرتد کیون رہتے ہین اور اُن کے رکھنے
مین مشیتِ ایزدی کیا ہی جب ثلاثہ کی محبت مین اُن کے بچاؤ کے واسطے دہریے ہی بنے تو پھر شیعون سے
شرما کر بحث کرنا کیا ضرور ہے اور شیعون کے پاس تو تمہارے ایسی ویسی واہی تباہی بے اصل دلیلون
کے بیسیون دندان شکن جواب موجود ہین اور مکہ معظمہ اور مدینہ منور کو البتہ شیعی مقامات متبرک جانتے ہین
مگر اُن دونون جگہون کے بزرگ اور جلیل القدر ہونیکی وجہ سے یہ نہین لازم آتا کہ اِن دونون جگہون
کے باشندے مذہب باطل پر ہنون اسلیئے کہ اِن دونون مقامون کی بزرگی کچھ آج سے یا ہزار پانسو برس مین
سے نہین ہے بلکہ قدیم الایام سے یہ دونون مقام بزرگ اور متبرک ہین جیسا کہ بعد زمانہ حضرت ابراہیم
و اسمٰعیل علیہما السلام کے خانہ کعبہ کی نسبت جذب القلوب مین لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام
بھی اسکے حاجی اور معتمر ہوئے تھے بہرکیف ایسے مکان معزز اور محترم مین جسکی شان مین خدا تعالےٰ نے

اَنْ طَہِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ فرماتا ہے چنانچہ قبل غلبہ اسلام
کے مشرکین نجس العین رجس اوثان اُس مین داخل ہوتے تھے اور تین سو ساٹھ بت اُسمین رکھکر
اہل مکّہ نے اُنکی مدتون پرستش کی تھی پس اگر عزتِ مکانی باعث عدمِ مداخلتِ اہل باطل ہوتی تو
چاہیئے تھا کہ کعبہ مین کبھی بت پرستی نہوتی اب اور سُنئے کہ بعد غلبہ اسلام کے اِن دونو شہرونمین
جسطرح مومنین رہتے تھے اسیطرح منافقین بھی بستے تھے لیکن اُس مدینہ منوّرہ مین کہ بموجب
مشرب جناب والا کے جسکے بیتُ الخلا کی جگہہ بھی طاہر اور مطہر تھی ایک ایسی غضب کی بدعت
وقوع مین آئی کہ جسکی بنا پر تمام دفترِ اسلام درہم و برہم ہو گیا اعنی خاص شہر مدینہ میں آپ کے
حضرت عثمان خلیفۃ الرحمان جامع القرآن حامی مرواں باوجود موجودگی ہزارہا اصحاب مہاجر و
انصار کے کمال بے رحمی سے قتل کیے گئے نفسِ واحد بھی اونکی داد و فریاد کو نہ پہنچا اُسوقت مدینہ
منوّرہ کی طہارت میں کچھ فرق نہ آیا۔ یا آنکہ آپ کے حضرت خلیفہ جیو سے اِس قسم کی حرکت خلاف
حکمِ خدا اور سول ظہور مین آئی کہ اُنکا قتل باعثِ عدمِ طہارت نہ سمجھا گیا چنانچہ کتاب قصص الانبیاء
سے یون ثابت ہوتا ہے کہ بڑے خلیفہ صاحب کی صاحبزادہ حضرت محمد بن ابابکر قاتلانِ عثمان
کے رفیق و شریک تھے اور کتاب حیوٰۃ الحیوان مین تو بعبارتِ عربی صاف لکھا ہے جسکا ماحصل
یہ ہے کہ داخل ہوئے وہ لوگ عثمان پر اُن کے گھر مین اور قرآن شریف اُن کے آگے رکھا ہوا تھا
محمد بن ابی بکر نے داڑھی پکڑی حضرت عثمان کی اور عثمان نے کہا کہ اے فرزند برادر قسم ہے
خدا کی اگر باپ تیرا دیکھتا اِس مقام تیرے کو یعنی حرکت تیری کو تو اُسکو بڑا معلوم ہوتا محمد ابن
ابابکر نے یہ سُنکر داڑھی اُنکی چھوڑ دی اور پیچھے کو ہٹ گئے اور نیار ابن عیاض اور سودان
بن حمران نے تلوارین عثمان کے ماریں اور عمر بن الحمق حضرت عثمان کے سینہ پر بیٹھا اور
ایک ایسی ضرب اُنکے لگائی کہ وہ ہلاک ہو گئے اور استیعاب میں مالک سے روایت ہے کہ حضرت

عثمان کو بعد قتل کرنے کے لوگوں نے مزبلہ پر بھی ڈالدیا اور ایسا ہی واقدی اور عنبری وغیرہ نے بھی اپنی تصانیف مین زیب رقم فرمایا ہے کہ حضرت عثمان کو اکابر صحابہ و اہل مدینہ نے قتل کر کے مزبلہ پر ڈال دیا تھا اور کئی دنوں تک انکا دفن و کفن نہ کیا اور نہ کسی نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی آخر کار مروان اُن کے سالے نے تیسرے روز مزبلہ پر سے اُٹھا کر قبرستان یہود مین اون کو دفن کر دیا اور قاضی القضات نے کتاب مغنی مین یون لکھا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر صحابی حضرت عثمان کے حق مین یہ کہتے تھے کہ نحن قتلناہ کافرا یعنی ہمنے قتل کیا اُسکے تئین کہ وہ کافر تھا اور کتاب میزان ذہبی مین زید بن وہب نے حضرت حذیفہ سے اسطرح روایت کی کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ جسوقت خروج کریگا دجّال پس پیروی کریگا اُس کی وہ شخص کہ جو دوست رکھتا ہو عثمان کو علاوہ اسکے اسی کو کیون نہ دیکھ لو کہ وہ لوگ بھی تو مکہ مدینہ ہی کے باشندے تھے کہ جنھون نے یزید بن معاویہ کی بعیت کی تھی چنانچہ تمنے خود اپنے رسالہ کے صفحہ اکتہر مین اسطرح پر لکھا ہی کہ ناگزیر سب نے یزید کی بعیت کی مگر پانچ بزرگون نے صاف انکار کیا اور تمھارے صحیح بخاری کی کتاب الفتن مین یوں مذکور ہے کہ عبد اللہ ابن عمر نے اپنی اولاد اور اقربا کو جمع کر کے یزید بن معاویہ کی بعیت پر قائم رہنے کا حکم دیا اور یزیدیون کے دست تطلم سے جو کچھ بے حرمتی بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے مکہ اور مدینہ کی ہوئی ہے اُس کو تمام زمانہ جانتا ہے اگرچہ دجّال کا کسی باعث سے وہان گزر نہو گا تو کیا ہے یزیدی بھی تو دجّال سے کچھ کم نہ تھے جنھوں نے خانہ رسول مین آگ لگائی مسجد نبوی مین گھوڑے باندھے خانہ خدا کو منجنیقون سے گرا دیا اور جذب القلوب مین لکھا ہے کہ ایک روز حضرت رسولخدا نے یوم الخلاص کو یاد کیا اور فرمایا کہ یوم الخلاص وہ روز ہے کہ جسروز دجّال آویگا اور کوہ احد پر چڑھکر نگاہ کریگا پس اُسوقت جو جو شخص مدینہ میں کافر اور منافق اور فاسق ہو گا وہ دجّال کے پاس چلا جائیگا

دفعتہً خود بخود مدینہ ہر خبث اور نجاست سے مطہر اور منزہ ہو جائیگا کیون حضرت ابھی تو یوم
الخلاص بھی نہین آیا اب آپ ہی فرمائیے کہ مدینہ اور اہل مدینہ نجاست کفر و نفاق و فسق و فجور سے
کیونکر پاک اور صاف ہو گئے اور وہ لوگ بھی تو مکہ مدینہ ہی کے رہنے والے تھے جنہون نے جنگ
جمل کی بنیاد قایم کی تھی اور بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا نے خانہ عائشہ کو
فرمایا تھا کہ راس کفر اسجگہہ پر ہے اور اسی جگہہ سے قرن شیطانی نکلے گا اور تم بیچارے گور کے
بھنگے کیا جانو کہ دنیا کدھر بستی ہے ورنہ مکہ مدینہ مین تو سبھی طرح کے آدمی رہتے ہین اور فضل خدا
سے کوئی عمدہ جگہہ بھی شیعان علی ابن ابیطالب سے خالی نہین ہے مکہ میں محلہ غزارہ اور جبل اعلےٰ
اور مدینہ مین محلہ بنی نخاولہ اور مسجد قبا اور مسجد ذو الشمس اور مشربہ ام ابراہیم اور عوالی میں بنی
حسین سادات فاطمی ہزارون شیعہ بستے ہیں کہ انہین سُنّی نام کو بھی نہیں ہے گو اہل کفر
اُن کو بمقتضائے اینکہ کافر ہمہ را بکیش خود ہید اند کافر ہی سمجھین سوالیسون کی سمجھ لنے سے کیا
ہوتا ہے اور سُنیون کی شرارت کے سبب سے اگر شیعہ تقیہ کرتے ہیں تو کیا حرج ہے مکہ مدینہ مین
حکومت بھی تو بادشاہ مخالف کی ہے اور جیسا کہ تم لکھتے ہو کہ نوبت تڑا تڑ اور پڑا پڑ کی پہنچتی ہی
سو یہ بات تو ہمنے کسی معتبر حاجی اور زوّار کی زبانی نہین سُنی اور اگر بالفرض کوئی شقی ایسا کرتا بھی
ہے کہ شیعون کو آزار پہنچاوے تو اُس شقی کو سوائے ظالم اور غادر بن جانی کے اور کیا حاصل
ہوتا ہے مگر تمنے تو اسقدر بیہودہ اور خلاف تہذیب لکھنے پر کمر باندھی ہے کہ جسکا کچھ ٹھکانا ہی
نہین کیا تمنے کتاب معارج النبوت کو بھی نہین دیکھا کہ اُس مین خاص حضرت ابوبکر
کی نسبت کفار مکہ کا ستانا اسطرح لکھا ہے کہ ہرگاہ سی و نہ کس از مردمان اسلام آوردند ابوبکر
از میان آنہا در باب دعوت کردن کفار و خروج آنحضرت الحاح کرد آنحضرت فرمود کہ اے ابوبکر
ما ہنوز قلیلیم و تاب مقاومت و مجاہدہ آنہا نداریم پس ابوبکر بسیار اصرار نمود تا اینکہ آنحضرت

بمسجد تشریف آورد ابوبکر استادہ خطبہ خواند دران ہنگام کفار بر ابوبکر حملہ کردند و عتبہ بن ربیعہ بہ پشت نعلین خود کہ جابجا آنرا پیوند کردہ بودند حضرت ابوبکر را آنقدر زد کہ بینی او بار خسار برابر شدہ و بازہم اصلا امتیاز نداشت انتہیٰ۔ پس جب حالت ہیں کہ تم لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ ملاعین کی ظلم کرنیکو اپنے حضرت ابوبکر کی شان مین اسطرلقیہ سے لکھتے ہو اور کچھ بھی حجاب نہیں کرتے پھر شیعہ تو سنیّون کے صریح دشمن ہیں اون کو اگر کوئی سُنی مکہ اور مدینہ مین قتل بھی کرڈالے تو کچھ جائے طعن و تشنیع ہرگز نہین۔ بنی اُمیہ اور عباسیون کے عہد میں جو جو ظلم و ستم سادات پر ہوئے ہیں اسکو منصف مزاج جب عدالت کی نظر سے دیکھتے ہین تو بنی امیہ اور عباسیہ کو ظالم اور قابل لعن سمجھتے ہین اور سادات کو مظلوم سمجھکر رحمت بھیجتے ہین **قال المرتبک فی الضلال** مولف انوار الہدے نے لکھا ہے کہ جب امام محمد زکی شہید ہوئے تو صاحبزادی آپکے سرداب میں غائب ہوگئے جب مکان کو لوٹا تو آنحضرت کو دجلہ کے اندر پانی پر مصلے بچھائے ہوئے بیٹھے دیکھا لوگ دریا مین گھسے تو غرق ہوگئے چنانچہ اس خواب پریشان کی تعبیر بھی خود ہی مولف نے یہ کی ہے کہ بعقیدہ علماء شیعہ یہی صاحب الامر امام مہدی آخر الزمان ہیں یہ تمام روایات واہیات شیعوں کی کتب معتقدات میں درج ہین مگر یہ مضمون بالخصوص لب لباب احقاق الحق معتبر کتاب شیعوں کا ہے جسکا جی چاہے کتاب مذکور میں دیکھ لے اور اہلسنت کی کتابون ہین اس سوتے جاگتے کے قصہ کا کچھ اثر نہیں ہے اور نہ کوئی سُنی اس کچے غم کا معتقد ہے **یقول المتمسک بولا یتالال** صاحب انوار الہدے نے دو روایتون کا خلاصہ ایک جگہہ پر تمہارے مُلا جامی کی شواہد النبوت سے نقل کیا ہے ذرا شواہد النبوۃ کو تو دیکھئے کہ اُسمین یہ روایتیں موجود ہین یا نہین ایک تو یہ روایت ہے کہ لوگون نے حضرت امام مہدی عم کو ان کے مکان میں پانی پر مصلے بچھائے ہوئے بیٹھے دیکھا دوسری یہ ہے کہ شیعہ امامیہ خاصکر امام

مہدی کی نسبت دو غیبت ثابت کرتے ہیں ایک غیبت قصریٰ یعنی کوتاہ دوسری غیبت طولیٰ یعنی دراز مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس دوسری روایت کی بھی مُلّا جامی ہے مصدق ہوئے ہیں بلکہ مصدق تو دراصل مُلّا جامی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پیدائش کی ہیں جیسا کہ قبل اِن روایات کے کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا علیہم السلام وی امام دوازدہم است وکنیت وے ابو القاسم حکیمہ عمّہ ابو محمد زکی رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ روزے پیش ابو محمد زکی رضی اللہ عنہ در آمدم فرمود کہ اے عمّہ امشب درخانہ ما باش کہ خدائے تعالےٰ مارا خلفے خواہد داد من گفتم این فرزند از کہ خواہد بود کہ در نرجس ہیچ اثر حمل نمی بینم فرمود کہ اے عمّہ مثل نرجس ہمچون مثل اُمّ موسیٰ علیہ السلام است کہ حمل وے جز وقتِ ولادت ظاہر نخواہد شد۔ بعد ازان دیدم کہ خانہ روشن شد نظر کردم فرزند وے بر زمین آمدہ در سجدہ افتادہ اب نیچے غیبت کے بارہ میں بھی ہم تمہارے اور علماء معتبرین کے اقوال سے بخوبی ثابت کئے دیتے ہیں پہلے تم اپنی کتاب روضۃ الاحباب کو دیکھو کہ اسمیں بعبارت فارسی یوں لکھا ہے کہ امام مہدی امامِ دوازدہم است وآن امامِ ذوی الاحترام در کنیّت و نام با حضرت خیر الانام علیہ وآلہ تحف الصلوٰۃ والسلام موافقت دارد مہدی منتظر وخلفِ صالح وصاحبُ الزماں در القاب او منتظم است۔ اور پھر یہ لکھا ہے کہ واہب العطایا مثل یحییٰ در حالت طفولیت اورا حکمت کرامت فرمود ودر سردابہ سرمن رائے از نظر فرق برایا غایب شد انتہیٰ۔ اور سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامۃ میں اسطرح لکھا ہے کہ ھو محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب علیہم السلام وکنیتہ ابو عبد اللہ وابو القاسم وھو الخلف الحجۃ صاحب الزمان القائم المنتظر الباقی وھو خاتم الائمۃ اور کتاب یواقیت وجواہر میں یہ لکھا ہے کہ امام مہدی فرزند

امام حسن عسکری کے ہین اور پیدائش اُن کی نیمہ شب شعبان ۲۵۵ھ دوصد و پنجاہ و پنج ہجری مین ہوئی ہے اور وہ باقی ہیں اسوقت تک کہ جمع ہون اُن کے پاس عیسے ابن مریم اور شیخ عبدالحق نے رسالہ مناقب الائمہ مین لکھا ہے کہ حکیمہ میگوید پیش ابو محمد حسن عسکری رضی اللہ عنہ آمدم مولود را پیش وے دیدم در جامہاے زرد او را نوری و عظمتی دیدم کہ دل من گرفتار شد گفتم سیدی ہیچ علمی داری بحال این مولود مبارک کہ آن علم را بمن القا کنی گفت یا عمہ این مولود منتظر ماست کہ ما را بدان بشارت دادہ بودند۔ اور سوا اسکے ابن اثیر نے کتاب جامع الاصول مین اور شیخ محی الدین نے فتوحات مکیہ میں اور عبداللہ بن محمد یوسف شافعی نے کتاب البیان میں اور کمال الدین بن طلحہ شافعی نے کتاب مطالب السئول میں اور شیخ نور الدین ابن صباغ نے فصول مہمہ میں اور محمد پارسائی کتاب فصل الخطاب میں اونجناب کی پیدائش اور غیبت کا صاف اقرار کیا ہے اگر تم جیسے ایک دو کچون نے اُسکو کچا غم جانا اور سوتے جاگتے کا قصہ مانا ہو اسکی کیا پروا ہے۔ عدم واقفیت کسی شے کے اُسکی عدم موجودگی کی دلیل نہین ہو سکتی یون تو اکثر کفار بھی حضرت خضر و الیاس علی نبینا علیہما السلام کی زندگی اور پوشیدگی پر مضحکہ کیا کرتے ہیں سو اُن کی اس مضحکہ کرنیکو کون خیال مین لاتا ہے انشاء اللہ تعالے حشر کے روز اس انکار بدیہی کا ذائقہ خود بخود آپ کی زبان پر محسوس ہو جائیگا **قال المرتبك فى الضلال** غیرت والے تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرتے ہیں مگر یہان بوند بھی نہین ٹہرتی صفحہ ۳۰ سے ۳۱ تک مولف انوار الہدے نے کرامات شواہد النبوت سے لکھی ہیں اگر مولف کے اعتقاد میں شواہد کتاب معتبر ہے تو ایک روایت اسی کتاب کی ہماری طرف سے بھی تسلیم کر لینی چاہئے وہ یہ ہے کہ صفحہ ۱۴۱ مین ہے سفینہ رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنا میکرد سنگے بنہاد پس ابو بکر صدیق را گفت سنگ خود پہلوے سنگ من بنہ بعد ازان

عمر را گفت سنگ خود را پہلوئے سنگ ابوبکر صدیق بنہ پس فرمود کہ اینہا خلفا رباشند بعد از من
اور اگر غیر معتبر ہے تو کرامت ائمہ بھی ساقط عن الاعتبار ہونا چاہیئے یہ کیا کہ میٹھا میٹھا ہڑپ اور
کڑوا کڑوا تھو **یقول المتمسک بولایۃ الآل** غیرت تو حضرت تمہارے ہی پاس سے ہو کر نہین نکلی
اگر غیرت ہوتی تو ایسی نادانی کی باتین ہی کیون کرتے اور کیوں صاحب یہ الفاظ مہذبانہ نیئے نیئے
ہڑپ اور تھو شاید تمنے ملا بنارسی کی لغات التہذیب میں ملاحظہ کیئے ہونگے اندرینصورت اگر شیعی
بھی ترکی بترکی جواب دیویں تو آپ پر سننا واجب ہوگا نیز شیعونکو خطا وار نہ جانیئگا اور سفینہ
کی روایت کی نسبت جو تمنے لکھا ہے کہ اسکو بھی تسلیم کرنا چاہیئے سو شیعہ تمہاری اس روایت
کو کیوں تسلیم کرین گے کچھ شواہد النبوت انکی مذہب کی کتاب نہیں ہے وہ تو تمہارے ہی ملا جامی
نے لکھی ہے تم اپنے ملا جامی کی قبر پر جاکر فریاد کرو کہ تمنے اعجاز و کرامات ائمہ اپنی شواہد النبوت میں
کیوں لکھدی ہیں شیعہ انسے ہمکو قائل کرتے ہیں طرفہ تر یہ ہے کہ جب آپ کو عقل کی بدہضمی کا عارضہ
لاحق ہوا تھا تو اسوقت آپنے اپنے رسالہ کے صفحہ ۷۷ اپر انجیل مروج سے آسمان کی بادشاہت
کا ذکر لکھا ہے اگر تمہاری طرح پر تمسے نصارا بھی یہی کہیں کہ تمنے ایک روایت تو ہماری انجیل کی
مان لی اگر انجیل مروج تمہارے نزدیک معتبر ہے تو پھر اور انجیل کی روایتوں پر کیوں نہیں عمل کرتے
اور کیوں تثلیث کے عقیدہ کو نہیں مانتے اسوقت پر آپ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو کا
مصداق ہوجیئے گا یا نہ ہوجیئے گا۔ پس جو جواب تم انکو دوگے وہ ہی جواب ہماری طرف سے
تسلیم کرو **قال المرتبک فی الضلال** اگر شیعہ کہیں کہ جناب امیر بسبب ظہور خوارق
کے حقدار امامت تھے اور مدار کار اس دعوے کا خوارق ہی پر موقوف ہے تو اکثر خوارق
جوگیوں اور راتیتوں اور حکمار یونان اور اہل طلسم وغیرہ سے سرزد ہوتے ہین چاہیئے کہ وہ بھی
نعوذ باللہ اس فضیلت کے مستحق ہون **یقول المتمسک بولایۃ الآل** صاحب انوار الہدے

نے بوجوہ کثیر استحقاق امامت و خلافت جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت کیا ہے ذرا
بنظر انصاف اوس رسالہ کو ملاحظہ کیجیے اور تم اس خیال میں نہ رہو کہ ہمنے تو اُسکا جواب ہی
لکھا ہے یہ تمہارا خیال محال بلکہ محض نادانی اور بازاریوں کی سی لن ترانی ہے۔ مین سچ
کہتا ہوں کہ تمسے انوار الہدیٰ کا ہرگز ہرگز جواب بن آیا نہ سوا تمہارے آیندہ اور کسیکو اُسکی
تردید کا حوصلہ مندیا نہ تمسے مدعی کے کسی دعوے کی تردید ہوسکی۔ نہ ہر کس و ناکس کا حوصلہ ہے
کہ اُن دھبونکو دھو سکے اگر تم اپنے رسالہ میں انوار الہدیٰ کی عبارت کو لکھتے تو تمہاری صاف قلعی
کھل جاتی اور تمام افترا پردازیاں عدالت کی میزان میں تُل جاتی۔ اور ظہور خوارق کے باب میں جو تمنے
لکھا ہے کہ اکثر خوارق جوگی اور اتیت وغیرہ سے بھی سرزد ہوتی ہیں سو یہ بات تو تمنے سب سنیون
سے بڑھکر نکالی ہے خدا جانے تم کسطرح کے سُنّی ہو کہ جناب امیر علیہ السلام سے جو معجزات اور
کرامات ظاہر ہوئے ہیں اور اونکو اکثر علماء اہلسنّت نے بھی اپنی کتب دینیہ مین تحریر کیا ہے اونکا
تم بالکل اعتبار نہین کرتے دیکھو سُنّیوں کے مُلّا جامی نے شواہد النبوۃ میں بعبارت فارسی یون
لکھا ہے کہ خدائے تعالےٰ براے وے دو بار ردّ شمس کرد یکے بعہد رسول اللہ صلعم و یکے بعہد خاص او
اب ہم تمسے کہتے ہیں کہ جوگی اور اتیت وغیرہ کی دعا سے تو بھلا ردّ شمس کیا خاک ہوگا تم اپنے کسی
بڑے ولی کامل ہی کی دعا سے ردّ شمس کرا کے ہمکو دکھلا دو تو ہم جانین گے کہ تم اپنے دعوی مین
سچے ہو ورنہ جو کچھ کہ مسلمان تمہارے حق میں کہین گے وہ تو تم جانتے ہی ہو گے اور جناب امیرؑ کی
دعا سے اکثر مُردونکا زندہ ہونا بھی کُتب فریقین سے ظاہر ہے ہم تمکو تمہارے حضرت عمر کی قسم
دیتے ہین کہ کسی اہل طلسم یا حکماء یونان ہی سے اپنے مجذوبون اور سالکون کو انکا پھونا کرا ایک
آدھ مُردے کو ہی زندہ کرا دکھلائے تو تمہاری عقب گزاری ممکن ہے ورنہ تمہارا نام بھی منکران
معجزہ شق القمر کے فیل مین بدفتر مقربان جناب ابدی آج ہی سے دارد ہے اور جسطرح تمنے از را؟

قساوتِ قلبی وعداوت باطنی کے جناب امیر کے خوارقِ عادات کو جوگیون اور اتیتون سے
نسبت دی ہے اسیطرح پر مشرکین اور کفار جناب رسولخدا کو ساحر اور جادوگر تبلایا کرتے تھے اگرتم
جیسے ایک آدھ خارجی نے انکار کشف وکرامات ومعجزات باہرات کا کیا تو جناب امیر علیہ السلام کا کیا
نقصان ہوا ۵ خاک اڑانے سے قمر گرد مین چھپتا ہے کبھی۔ تین مین تو ہے نہ تیرہ مین تو کون
ہے غبی۔ شیعون کے نزدیک اس قسم کی بیہودہ سرائیان مثل گوزشتر یاد رہوا سمجھی جاتی ہین
اپنے خارجی بھائیونسے بڑھکر توتم ہرگز ہرگز جناب آل طہٰ ویٰسین پر کیا طعن وتشنیع کروگے جیسے خارجیان
مسقط اور ماوراءالنہر شیعون کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہین ویسے ہی آپ سے بھی ہاتھ
دھولین گے اور خس کم جہان پاک کہکر صبر کرلین گے **قال المرتبک فی الضلال**
جناب فضیلت مآب شیخ احمد صاحب بڑے ڈبل مولوی ہین جنہون نے چھکڑون کتابین اہلسنت
کی ڈھونڈا لی ہین اور انسے فضیلت جناب امیر کی ثابت کی ہے اور صاحب شیعہ بیچارے کیون
نہ ایسے ابلہ فریبون کے دامِ کید مین گرفتار ہون کیونکہ قرآن درکنار انکو بغدادی قاعدہ بھی تو
صحیح یاد نہین ہوتا یہ گمان ہمارا نسبت جہلا کے نہین ہے بلکہ علما بھی سزاوار ایسے ہی قابلیت
کے یقیناً دیکھے گئے ہین جن میر صاحب سے پوچھو کہ آپنے قرآن بھی پڑھا ہے تو بعض صاف انکار
کرجاتے ہین اور بعض الحمدللہ وانا انزلنا وقل ہو اللہ یاد ہونیکا اقرار کرنے لگتے ہین جب کسی سید
صاحب کی الحمد بھی سنی گئی تو مخرج حروف تہجی کے بھی ٹھیک نہین پائے گئے ہرچند کہ شیعہ سنی
کو دیکھکر نماز مین بہت کچھ منہ لگاڑتے ہین اور زبان کو بھی توڑتے ہین جیسے کوئی ڈبہ مین ڈالکر
کنکر کھڑکھڑاتا ہے یا کوئی کورے گھڑے مین ٹھیکریان بھر کر بجاتا ہے قرات ایکطرف مگر صحیح
الفاظ بھی تو ادا نہین کرسکتے **یقول المتمسک بولایۃ الآل** یہان سے تو تمنے
باوجود ادعائے تہذیب کے کھلم کھلا مجادلہ اور مکابرہ ہی شروع کردیا۔ اور جناب مولوی شیخ

احمد صاحب سلمہ اللہ تعالٰے دیوبندی وکیل جیپوری کی ہجو اور مذمت کو ذریعہ مغفرت اُخروی سمجھا ہے کار یکہ کردی خان ملا برچنین کنند۔ جزاہُ اللہ۔ اور جسقدر تمنے یہ عبارت خلاف تہذیب لکھی ہے کوئی علماء اہلسنت سے بھی بجز تم جیسے اکھڑ مزاج کے پسند نکریگا اس پر طرّہ یہ ہے کہ تمنے اپنے رسالہ کے صفحہ ۸۵ امیں اعلان دیا ہے کہ جواب الجواب میں تہذیب کا خیال رہے ہم تمسے پوچھتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب کیا اسی قسم کے تحاریر و تقاریر کو مہذّب اور شائستہ کہتے ہیں جیسی آپ نے لکھی ہے۔ غالبًا آپ نے اپنے زعم فاسد میں اپنی ہفوات بے سروپا کے المصاف جواب لکھنے میں شیعونکو معذور سمجھا ہوگا ورنہ آپ اسقدر طوفان بے تمیزی نہ اٹھاتے اور نہ زمین و آسمان کے قُلّابے ملاتے۔ تحفہ جو صواقع کا سرقہ ہے اُسپر آپکو اور آپکے ہم مشربوں خاصکر آپکے برگڈ ڈیر جنرل سرقت مآب مولوی عبد العزیز صاحب کو ازبس ناز و افتخار ہے وہ اپنے عندیہ میں یا بنیئوں چھکڑے کتب مذہب امامیہ کے اپنی ننہال مقام سونی پت سے لاد کر لائے تھے اور بقول مُریدان شاہ صاحب نے ایک شب میں تحفہ لکھا تھا ایک ہی شب میں تمام کتب خانہ ڈھُنڈ لکر اُن سے فضیلت حضرات ثلاثہ کی ثابت کی ہے اجی حضرت فضیلت تو وہ کہاں سے لاتے اُنکو میان نصر اللہ کابلی کی کتاب صواقع خوب ہاتھ لگ گئی تھی جس سے اپنے علماء سلف کے کید جمع کر کے تحفہ تالیف فرمایا اور علماء شیعہ کی قرآن خوانی کو تم بیچارے بھلا کیا حرف گیری کروگے جب تمہارے مرشد مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی حیدر علی صاحب تک اسمعاملہ میں تمام عمر سرگرم رہے اور عرق ریزی کیا کئے اسپر بھی ہمیشہ شیعونسے زک اٹھا کر ہمیشہ خفّت کے گھاٹ اوترتے رہے اور مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی کا قرآن پڑھنا اور بغدادی قاعدہ کا صحیح جاننا یا نہ جاننا تو تمکو بہت ہی آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے ذرا شہر جے پور تک تشریف لے چلئے اور اونسے ملاقات کیجئے پھر ہم دیکھینگے کہ تم کتنے پانی میں ہو اور اگر تم اسیطرح سے اپنے گھر پر پڑے ہوئے بڑ بڑایا کروگے تو تمہاری اس بڑبڑانے کو کون سنتا ہے

تم تو بفائدہ جھوٹ بولکر مفت اپنی عاقبت کا نقصان کرتے ہو اور سورہ الحمد اور انا انزلنا
اور قل ہو اللہ تو ہر ایک مُصلّی خواندہ و جاہل کو بخیال انجام بخیر ہونیکے بطور صحیحہ حفظ یاد کرنی ہی پڑتی
ہیں اور اکثروں کو صحیح یاد ہوتی ہی ہیں ہاں بخلاف شیعون کے اکثر سُنّیون کو تو یہ سورتین
بھی صحیح یاد نہین ہوتین چنانچہ بارہا سورۂ الحمد مین غیر المغضوب کی جگہہ غیر المغدوب اور
ولا الضالین کی جگہہ ولا الدالین ہم پڑھتے ہوئے سُنتے ہیں حالانکہ سنیوں کی تفسیر اکسیر اعظم مین
صاف لکھا ہے کہ ضواد کی جگہہ دواد پڑھنا محض غلط ہے تاوقتیکہ علم قرارت سے بخوبی وقفیت
نہو اور اگر شیعونسے حفظ قرآن مجید کا تمام وکمال سُنا تمکو مدنظر ہے تو امروہہ میں جاکر شیعی حافظوں سے
قرآن مجید کو بخوبی سُن لیجیے اور اگر حفظ اور قرأت دونو چاہو تو قصبہ جارچہ ضلع بلندشہر میں مولانا
و مقتدانا حافظ قاری السیّد جعفر علی صاحب قبلہ کے پاس سیدھے چلے جائیے اور اُنسے بخوبی سُن لیجیے
اور ایسا تو کچھ عرصہ بھی نہین گزرا تھوڑے دنونکا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ متھرا مین جناب مولوی امجد علی
خانصاحب تحصیلدار کے مکان پر دو امروہی حافظون نے سینکڑون شیعہ اور سنیّوں کی روبرو تمام
وکمال قرآن شریف کو اعلیٰ درجہ کی صحت کے ساتھ حفظ پڑھکر سُنا دیا اور بعد سُنا دینے قرآن مجید
کے اُن دونون حافظون نے یہ بھی کہدیا کہ جن لوگوں کو ہمارے شیعہ ہونے مین شک ہو وہ ہمسے
ہمارے عقائد بھی دریافت کرلیں چنانچہ اُسوقت بعض بعض منصف مزاج سُنّی جو وہان موجود
تھے آجتک اِسکے قائل ہین البتہ شیعوں مین جو حفاظ کم نظر آتے ہین اور سنّیوں مین کچے پکے بکثرت پائے
جاتے ہین اُسکا یہ سبب ہے کہ اوّل تو سُنیّون کی شیعون سے تعداد زیادہ ہے اور شیعہ چونکہ کم ہین
تو اُن کے حافظ بھی تھوڑے ہین علاوہ اِسکے شیعون مین قرآن مجید کے معنی اور تفسیر کے پڑھنے
کا زیادہ ثواب ہے لہذا وہ ناظرہ پڑھنے کو زیادہ موجبِ حسنات جانتے ہین اور سنّیوں میں اِسکا
بہت کم شوق ہے سوا اِن باتون کو خطا معاف تم بیچارے کیا جانو مان نہ مان میں تیرا مہمان زبردستی

مولوی صاحب کہلانے لگے شاید شکوہ آباد میں کسی صاحب کے لڑکونکو کریما خالق باری پڑھاتے ہو گئے جب اُس میں پوری پھٹتے نہ دیکھے تو سُنیوں میں اپنا رسوخ بڑھانے کے واسطے رسالہ اظہار الہدےٰ مبنی بجسارت عترت مصطفےٰ و متضمن توہین شیعیان علی مرتضےٰ لکھنے پر آمادہ ہو گئے شاید کسی اہل مطابع سُنی المذہب نے بھرہ پر چڑھا کر یہ سبق دیا ہو گا کہ اہلبیت اور طرفداران اہلبیت کی ہجو اور مذمت میں چند صفحے سیاہ کر کے چھپوا لیجئے معاویہ شاہی مالدار جنکو علی مرتضےٰ سے عناد دلی ہے خوب قدر و منزلت سے نعمتِ غیر مترقبہ سمجھکر خرید کریں گے۔ دولت دُنیا سے مالا مال ہو جائیے ابوہریرہ کیطرح معاویہ شاہی دسترخوان کے خوب مزے اوڑائیے دُنیا تو عیش سے گزر جائے کسنے دیکھا ہے عاقبت کیا ہے۔ خانصاحب اگر آپ کی یہ نیت ہے تو یاد رکھئے کہ آپ کی اُمید کا کوئی شجر حسب مراد بار ور نہو گا اگر تحقیق پر آپ کی نظر ہوتی تو خرافات سے کتاب کو پُر نفرماتے اور یہ جو تم لکھتے ہو کہ شیعہ سُنی کو دیکھکر نماز میں بہت کچھ مُنہ بگاڑتے ہیں اور زبان کو بھی توڑتے ہیں جیسے کوئی ڈبہ میں ڈالکر کنکر کھڑکھڑاتا ہے یا کوئی کورے گھڑے میں ٹھیکریاں بھر کر بجاتا ہے سو میاں خانصاحب تمنے کونسی جگہہ پر شیعیان علی کو اسطرح پر بجاتے دیکھا ہے شیعونکی تو خوش گلوئی کا شہرہ تمام زمانہ میں ہو رہا ہے اور شیعہ سُنی کو دیکھکر اپنا کیوں مُنہ بگاڑیں گے شیعونکا سا پڑھنا تو سُنیوں کو نصیب بھی نہیں ہوتا سُنی تو جب نماز پڑھتے میں ضواد کی جگہہ دواد نکالتے ہیں تو اُن کے چہرہ کی کوئی رنگت دیکھے کہ جربا کی رنگت اُن کے سامنے کیا چیز ہے اور آواز پر بھی ذرا کوئی غور کرے کہ جیسے لڑکے مکھی کھا کر قی کر دیتے ہیں اور قرأت سے شیعونکی قرآن مجید پڑھنے کو جو تم زبان کا توڑنا سمجھے ہو تو یہ قصور خاصکر تمہاری ہی سمجھ کا نہیں ہے بلکہ یہ تمہاری حضرت عمر کی سمجھ کا فتور ہے جنکو سالہا سال میں بڑی دقت سے ایک دو سورتیں قرآن مجید کی یاد ہو گئیں تھیں اور وہ بھی قرأت سے عمدہ پڑھنے کو بہت کم پسند کرتے تھے چنانچہ راوی اہلسنت کی

روایت سے معلوم ہوا کہ قریب زمانہ رحلت جناب خاتم الانبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلا اجازت
اونحضرت کے حضرت عائشہ اور حفصہ کی کارسازی سے ایک مرتبہ حضرت عمر کو پیشنمازی کرنیکا
بھی اتفاق ہوا تھا سو جبکہ اونکی ایسی کریہ آواز جیسے ریل کا انجن پانی چھوڑتا ہے اُن کے دہنِ
مبارک سے نکلی فوراً جناب رسالت مآب صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے خواب سے چونک کر یہ فرمایا کہ یہ آواز
سخت کس شخص کی ہے حاضرین نے عرض کیا کہ یہ آواز حضرت عمر کی نماز پڑھانیکی ہے پس
حضرت نے فرمایا کہ عمر کیواسطے نماز پڑھانے کی اجازت کس نے دی جو اُس نے نماز پڑھائی دوسرے
روز حضرت عائشہ اور حفصہ نے یہ صلاح کی کہ حضرت عمر کی آواز تو نہایت ہی کریہ ہے کہ حضرت
رسالت مآب کو خواب سے بیدار کرتی ہے چاہیئے کہ حضرت ابو بکر کی نماز پڑھانے کا ڈھنگ جما دین
سو حضرت رسالت مآب کو جب حضرت ابو بکر کی بھی نماز پڑھانیکا حال معلوم ہو گیا تو حضرت نے
عائشہ اور حفصہ سے اسطرح فرمایا کہ تم دونون ایسی فریبی عورتین ہو کہ مجکو اسحالت مین بھی
فریب دیتی ہو پس اب جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کیونکر نہ ایسے لوگون کی پیشنمازی سے ناخوش
ہوتے کہ جنکا علم قرآن سے بے بہرہ ہونا اظہر من الشمس ہے دیکھو صحیحین حمیدی کو کہ اوس مین
صاف لکھا ہے کہ حضرت عمر ابا اوفی سے دریافت کرتے تھے کہ جناب رسولخدا نماز عیدین مین
کونسی سورہ پڑھا کرتے تھے وہ سورہ تو مجھے سکھلا دے اور صحیح بخاری اور تاریخ عجائب القصص
مین اسطرح لکھا ہے کہ حضرت عمر کو آیہ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُم مَیِّتُوْنَ کے نزول کی ہے خبر نہ تھی اور اونکو اِس
آیت سے حضرت ابو بکر نے آگاہ کیا تھا اور تفسیر درمنثور مین مذکور ہے کہ حضرت عمر نے بارہ برس
مین ایک سورہ بقر سیکھی تھی اور اوسکی شکریہ مین ایک اونٹ قربانی کیا تھا اور تفسیر کشاف مین
لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر لفظ کلالہ کے معنی نہ جانتے تھے کہ کلالہ کسکو کہتے ہین اور جلال الدین
سیوطی نے تفسیر اتقان مین لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر کو اَبًّا کے معنی معلوم نہ تھے اور کتاب عجائب

مین تحریر ہے کہ میراث دادی اور نانی مین حضرت ابوبکر نے غلطی کی اور عبدالرحمن نے اُن کو متنبہ کیا اور کنزالعمال کی کتاب الفرائض مین یون لکھا ہے کہ خالہ اور پھپی کی میراث بھی حضرت ابوبکر پر مشتبہ تھی اور حد لواطہ سے بھی حضرت ابوبکر کو مطلقاً اطلاع نہ تھی اب فرمائیے جبکہ تمہارے پیشوایان دین کے اجتہاد اور قرآن دانی کی یہ کیفیت تھی جیسا کہ ہمنے تمہارے کُتب سے ثابت کیا تو پھر تمہاری فضیلت ان باتون مین شیعون پر کسطرح سے ہو سکتی ہے شیعون مین تو ہر ایک علم اور فن کے کامل لوگ ہوئے ہین اور اب بھی زمانہ کاملین سے بفضل الٰہی خالی نہین ہے اگر حفاظ پر نظر کرو تو تمام و کمال قرآن شریف کے بہت صحت سے پڑھنے والے اکثر بدایون اور امروہہ کے باشندے ہین جیسے حافظ محمد اسمعیل صاحب۔ و شبیر حسین صاحب و غلام موسےٰ صاحب و محمد اسرائیل صاحب۔ مولوی مسعود عالم صاحب۔ غلام احمد صاحب رحیم الدین حسین صاحب۔ اور شہر لکھنؤ کے عمدہ حافظون مین حافظ سید انور علی صاحب اور جارچہ مین جناب حافظ قاری جعفر علی صاحب اور فیض آباد مین مرزا محمد تقی صاحب اور حسین گنج مین سید مہدی حسین صاحب اور ٹانڈہ مین محمد سجان صاحب اور سہارنپور مین مرزا حیدر بیگ صاحب اور نانوتہ مین حافظ ولی محمد صاحب اور میرٹھ مین حافظ عابد علی صاحب اور منگلور مین حافظ محمد حسین صاحب اور مفتی گنج مین حافظ خیرات علی صاحب اور قصبہ میمن مین حافظ فیض اللہ صاحب اور فیض آباد میں حافظ محمد جان صاحب اور شاہ گنج محلہ آگرہ مین حافظ سید حسین صاحب اور دہلی مین جناب مولوی حافظ سید جعفر حسین صاحب جنہون نے لاہور کالج مین باوجود نابینا ہونے کے مولوی فاضل کا امتحان دیکر اعلےٰ درجہ کا سارٹیفکٹ حاصل کیا ہے موجود ہین۔ پس اتنے حافظون کے نام

توہمکو بخوبی معلوم ہین علاوہ اِن کے اور بہی شیعون مین بہت سے حافظ ہوئے ہین کہ جنکے نام ونشان سے ہم بخوبی واقف نہین اسوجہ سے ہمنے اُن کے اسیقدر نامونکے ذکر کرنے پر اکتفا کی۔ فقط۔

تمت

ازانجا کہ مولوی جہانگیر خان مصنف اظہار الہدیٰ وبدر الدجیٰ نے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ وسلامہ کے ظہور خوارق کو اتیتون اور جوگیون وغیرہ سے منسوب کیا تھا چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ ۱۰۳ مین ذکر ہی اسپر ہمنے علمائے سنیہ دہلی سے استفتا کیا تو معلوم ہوا کہ مولوی ہونا تو درکنار خانصاحب دائرہ اسلام سے بھی خارج ہین وَ هُوَ هٰذَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص علی مرتضیٰ کی نسبت لکھتا ہی کہ اگر بسبب ظہور خوارق کی حقدار امامت تھے اور مدار اس دعوی کا خوارق ہی پر موقوف ہے تو اکثر خوارق جوگیون اور اتیتون اور حکمائے یونان واہل طلسم وغیرہ سے سرزد ہوتے ہین فقط دریافت وتنقیح طلب امر ہے کہ علی مرتضیٰ کی کشف وکرامات وخوارق عادات کو جوگیون اور اتیتون اور حکمائے یونان اور اہل طلسم وغیرہ سے منسوب کرنے اور اس قسم کا عقیدہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہی یا نہین کیونکہ آیہ مباہلہ اور سورہ دہر سے جو فضیلت علی مرتضیٰ کی ثابت ہی اس سے جوگیون اور اتیتون کو کیا نسبت ہی اور اگر حضرت علیؑ کی کشف وکرامات کو اس درجہ کا حقیر اور منسوب بفرق مذکورہ کیا جائیگا تو آگے چلکر انبیا کے معجزات بھی انہین ابہین درجہ کی وقعت سے زیادہ خیال نہین کئے جاسکتے۔

بَيِّنُوْا تُوْجَرُوْا **الجواب** صورت مسئولہ مین جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کشف وکرامات کو بعینہ اتیتون یعنی جوگیون کے شعبدے واستدراجات قرار دیتا ہی حقیقت مین وہ دائرہ اسلام سے خارج ہی اُسکو چاہیئے کہ کرامات اور استدراج مین فرق معلوم کرے۔ واضح ہو کہ جو شخص مومن عارف باللہ مواظب علی الطاعات ومجتنب عن المعاصی ہو اگر اُس سے کوئی امر بطور خرق عادت ظہور مین آوی اُسکو کرامت کہتے ہین جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بیت المقدس مین

مختلف طعام کا جنت سے آنا کما قال اللہ تعالی کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ اور اسی طرح سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دو گردے اور قدرے گوشت بخدمت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بطور ہدیہ ارسال کیا آپ نے قبول فرماکر اسکو پھر اپنی صاحبزادی کو دیدیا آپ نے جو اسکو کھولا تو سارا طباق گوشت و روٹی سے بھرا پایا حضرت نے فرمایا یَا فَاطِمَةُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت علیؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور جمیع اہلبیت نے شکم سیر ہو کر نوش کیا وَبَقِيَ الطَّعَامُ اور کھانا باقی رہا پھر ہمسایہ مین تقسیم کر دیا روایت کیا اس کو ابو یعلی نے اپنی مسند مین جابرؓ سے۔ اور جو شخص کہ مقرون بالایمان و عمل صالح نہو اس سے جو امر بطور خرق عادت ظاہر ہو اسکو ہرگز کرامت نہین کہتے ہین بلکہ وہ استدراج ہے جیسے ابلیس کا انسان کی شرائین مین مثل خون کے پھرنا اور مشرق سے مغرب تک ایک دم مین زمین کو طے کر نا کما ورد فی الحدیث پس جو فضیلتین اور کرامات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ظہور مین آئین ہین انکا ثبوت تواتر سے ہے انکو جوگیون کے استدراجات سے نسبت کرنا جو مخصوص کفارون کے ساتھ ہین اسمین نہایت ایمان کی خرابی اور ضرر ہے پس ایسے شخص کو چاہئے کہ اپنے اس عقیدہ بد سے توبہ کرے واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ حبیب احمد امام مسجد فتحپوری دہلی

صورۃ مسئولہ مین اگر شخص مذکور باوجود علم کے کرامت و استدراج مین فرق نہین کرتا اور ایسے عقیدہ رکھتا ہے جیسا کہ تحریر رکھتے ہین تو بیشک کافر ہے چاہیے کہ توبہ کرے معاذاللہ من ہذہ العقیدۃ۔

واقعی جو شخص درباب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہ خیال رکھے جو مندرجہ سوال ہے وہ خارجی ہے معاذاللہ من ہذہ العقیدۃ اہل اسلام کو ایسے شخص سے احتراز چاہیے اور سلام علیک ترک کریں جبتک توبہ نکرے فقط حررہ محمد کرامت اللہ عفی عنہ۔

اشتہار ۱۰ رسالہ [illegible]